http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

تُم میری مناجات ہو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ریما نُور رضوان

پاک سوسائٹی کے تحت شائع ہونے والے ناول تُم میری مناجات ہو کے حقوق طبع و نقل بحق ویب سائٹ (paksociety.com) اور مصنفہ (ریما نُور رضوان) محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد، ادارے، ڈائجسٹ، ویب سائٹ، ایپلیکیشن اور انٹرنیٹ کسی کے لئے بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹیوی چینل پر ڈرامہ و ڈرامائی تشکیل و ناول کی قسط کے کسی بھی طرح کے استعمال سے پہلے پبلشر (پاک سوسائٹی) سے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ بہ صورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی اور بھاری جرمانہ عائد کرنے کا حق رکھتا ہے۔

http://paksociety.com

انتساب

میری زندگی سے جڑے تمام مخلص رشتوں

کے نام

http://paksociety.com

پیش لفظ

اللہ پاک کا احسان عظیم ہے کہ مجھے بے حد چاہنے والے، خیال رکھنے والدین دئے۔ جن کا احسان میں زندگی بھر نہیں چکا سکتی۔ اور میرے محترم پیارے اساتذہ کی کاوشوں اور توجہ سے میں اس مقام پر ہوں۔ معبود برحق کی خاص الخاص عطا سے ماں باپ کی دعاؤں سے شکر الحمد اللہ ایسے شریک حیات کا ساتھ ملا ہے جو زندگی کے ہر موڑ میرے لیے سپوٹر رہیں۔ بہت پیارے امی ابو کی دعاؤں کے بنا اور شوہر محمد رضوان صاحب مخلص ساتھ اور تعاون کے بنا قلمی سفر طے کرتے رہنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ چاہنے والے ہمسفر کی سنگت نے یہ احساس کرایا کہ زندگی کی راہیں کٹھن اور دشوار سہی۔ لیکن اپنوں کی پر خلوص چاہت و محبت سے یہ راہیں سہل و خوشگوار ہو جاتی ہیں۔

کتاب زندگی کا انتساب

کس طرح کروں

ہے دل میں کتنا احترام بیان کس طرح کروں

پیاری مخلص چاہنے والی در نجف یہ معصوم پیاری لڑکی نہ ہوتی تو میں یہ کہانی کبھی قلمبند نہیں کر پاتی۔

دل کی تمام تر گہرائیوں اور سچائیوں کے ساتھ منفرد ہوتے ہوئے منفرد لفظوں کے ساتھ پاک سوسائٹی سے جڑے ہر فردِ واحد کی ذہنی و قلبی سکون، صحت، ترقی، عزت، کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔ اللہ پاک پاک سوسائٹی کو ڈھیر ساری کامیابیاں نصیب فرمائے۔ بالخصوص خالق و بانی محمد وسیم انور صاحب کو صحت تندرستی والی لمبی زندگی دے۔

طالب دعا۔

ریمانور رضوان

http://paksociety.com

http://paksociety.com

پہلی قسط

افق پر اذان فجر کے بعد طلوع آفتاب کی بنفشی شعاعیں منتشر تھیں، سورج کی نارنجی کرنوں نے آسمان کو بے پناہ دلکش روشنی سے بھر دیا تھا۔ صبح سویرے کی تازہ ہوا خراماں خراماں چل رہی تھی لان میں گلے درخت کے پتے ہوا کے زور سے اِدھر اُدھر لہلہا رہے تھے۔ درخت کی ٹہنیاں ٹھنڈی مست ہوا کی شرارت پر اٹھلا کر جھوم رہی تھیں۔ اس کے پاس ہی موتیا، مونگرے، سدا بہار گلاب کے پھول کھلے تھے۔ گلابی گلاب دو کھلے تھے ایک بند کلی تھی۔ طرح طرح کے رنگوں بھرے پھولوں نے صبح سویرے آنکھوں کو تراوت بخشی تھی

امائمہ نے لان کے قریب کھڑے ہو کر اس تمام منظر کو بغور دیکھا اور محسوس کیا تھا۔ یہ منظر صدا سے ہی "امائمہ اقبال الحسن" کو متاثر کرتا تھا۔ امائمہ کی دلچسپی کا مرکز بنا ہوتا تھا۔ امائمہ نے گہری سانس لی تھی تازہ ہوا پھیپھڑوں میں سمائی تھی۔ دل و دماغ میں راحت اُترتی چلی گئی تھی۔

اس دلکش منظر و لمحات نے جیسے امائمہ کے دل و دماغ میں رہنے والی الجھن سے کچھ لمحات کے لئے آزاد کر دیا تھا۔

نماز فجر امائمہ نے خشوع و خضوع سے ادا کی تھی اب لان میں کھڑے درود شریف کی تسبیح پڑھ رہی تھی۔

"امائمہ! روم میں چلو"

حسن نے اسے تنہا لان میں کھڑے دیکھ کر فکر مندی سے کہا تھا۔

"آپ جایئے۔ میرا جب دل چاہے گا آجاؤنگی"

امائمہ نے نخوت سے کہا تھا

حسن اک گہری نظر اس کے سراپے پر ڈال کر واپس چلا گیا تھا۔ امائمہ تسبیح پڑھ رہی تھی، نگاہیں دور خلاؤں کو تک رہیں تھیں۔ خنک و سرد ہوا کے جھونکوں سے امائمہ کے بالوں سے شرارت کرتے ہوئے اس کے چہرے پر بال بکھرے تھے۔ سیاہ آنچل بھی ہوا کے سنگ لہرا رہا تھا امائمہ کے خوبصورت چہرے کو مزید دو آتشہ کر دیا تھا۔

"اے رب الکریم! یہ زندگی کس ڈگر پر کے آئی ہے۔ شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی زندگی میں ہر دم، ہر پل چاہنے والا خیال رکھنے والا ہمدم، ہمسفر، کو دیکھا۔ اب جب زندگی میں شامل ہونے کو ہی تھا"

"تو یہ دائمی جدائی۔۔۔۔۔ افف اللہ جی۔۔۔ میں نے یہ زندگی سید ابرار الحسن کے ساتھ گذارنی چاہی تھی سید حسن الحسن کے سنگ نہیں۔۔۔"

امائمہ کی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔ دل رب سے شکوہ کناں تھا۔

☆☆☆☆

مہندی کی یہ رات

آئی مہندی کی یہ رات

سجائے سپنوں کی بارات

سجنیاں ساجن کے ھیں ساتھ

رہے ہاتھوں میں ایسے ہاتھ

گوری کرت سنگار

ڈھولک کی تھاپ پر لڑکیاں بلند آواز میں مھندی کے گیت گا رہی تھیں۔۔۔ رانیہ مایوں کی دلہن بنی زرد اور گرین کاٹن کے امتزاج والی گھیر دار فراک میں لمبا سا گھونگھٹ نکالے ہاتھوں کانوں میں موتیے اور گلاب کے بنے کنگن اور بالے پہنے بیٹھی تھی۔

بالوں کو بل دار چوٹی باندھ کر کر اس میں بھی گجرے لگے تھے، گلاب موتیئے اور ابٹن کی ملّی جلی خوشبوئیں رانیہ کے نتھنوں سے ٹکرا کر خوشگوار اور راحت بخش احساس میں مبتلا کر رھی تھی، رانیہ مرتضی احمد اس وقت سب کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔۔۔

http://paksociety.com

اسے گیت سننا بہت اچھا لگ رہا تھا، رانیہ کا پورا وجود خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں رانیہ کے سسرال والوں کی آمد ہونے والی تھی۔ مہندی کی خوشبو کو وہ بار بار سونگھ کر اپنے اندر اتار رہی تھی۔۔۔

ان دیکھے شخص کی چاہت دل کو گدگدا رہی تھی۔۔۔ رانیہ اپنے ہونے والے شریک سفر کو جانتی بھی نہیں تھی۔۔۔ مگر ان لمحات رسومات میں رانیہ دل کی مکمل رضامندی کے ساتھ ہارون ستار مغل کو اپنا مان چکی تھی۔۔۔ وہ اجنبی انجانا بہت اپنا بن چکا تھا۔۔۔ رانیہ نے اپنے دل میں جزبات چاہت کو ان دیکھے شوہر کے لئے سنبھال رکھا تھا۔۔۔ جو لڑکیاں خود کو امانت کی طرح رکھتی ہیں۔۔۔ وہ شائد ان لمحات میں اسی طرح کے احساسات میں گھری ہوتی ہیں۔۔۔ ہر لڑکی کو آنے والے کل کے حوالے سے رنگوں پھولوں اور خوشبوؤں سے سجے خواب پلکوں کی دہلیز پر دستک دیتے ہوں گے۔۔

۔ان ہی دھنک رنگوں بے شمار پھولوں کی خوشبوؤں لئے نجانے کتنے خواب رانیہ مرتضی احمد کی آنکھوں میں آبسے تھے۔۔۔ رانیہ کے ہاتھ میں اس کے ہمسفر کے نام کی مہندی لگ چکی تھی۔۔۔ ہارون ستار مغل دل کی مسند پر شاندار انداز میں براجمان ہو چکا تھا۔۔۔ رانیہ کی آنکھوں میں پیار بھرے سپنے تھے۔۔۔ اور ہونٹوں پر شرمیلی مسکان۔۔۔

☆☆☆☆

"محبت روح کی زندگی ہے۔ محبت کے بغیر روح مردہ ہو جاتی ہے جس انسان کے دل میں کسی کی محبت بسیرہ کر لیتی ہے تو رحمت خداوندی جھوم اٹھتی ہے فرشتے سر بسجود ہو جاتے ہیں, کائنات کی سب سے حسین چیز اگر کوئی ہے تو وہ محبت ہے۔"

ریان اقبال خان فیس بک پر پوسٹ پڑھنے میں مشغول تھا۔ ابھی لائیک کر کے کمنٹس کرنے ہی والا تھا کہ عائشہ بیگم کی زوردار آواز کانوں سے ٹکرائی تھی میرے لاڈلے سپوت, ہونہار نوجوان, عمر تیس سال ہو چکی ہے۔ تیری نظر میں دنیا کی تمام لڑکیاں خود غرض ہیں۔ تو اس عذابِ جان فیس بک سے خوش رہتا ہے۔ دل تو چاہتا ہے تیری شادی اسی عذابِ جان سے کرادوں عائشہ بیگم غصے سے بڑبڑا رہی تھیں۔

پیاری امی جان کیا آپ نے مجھے آج کل کے نوجوانوں کی طرح سمجھ لیا ہے۔ جنہیں بنا محنت کیئے ہر چیز با آسانی میسر ہے آج سے دس سال قبل انٹرنیٹ استعمال کرنا اتنا آسان نہ تھا آج کل سِم پر بھی متعدد اور افورڈ ایبل پیکجز دستیاب ہیں۔ اور ڈیوائس پر ماہانہ بل بھی مہنگا نہیں۔ ہر چیز کا استعمال کا اختیار ہمارے خود پر انحصار کرتا ہے۔ صحیح استعمال کرینگے تو فائدہ ہے۔

ھمارے گھروں میں انٹرنیٹ پر معلومات حاصل کرنے کے بجائے، نجانے کیا کیا فضولیات دیکھی جاتی ہیں۔

فلموں،ڈراموں, گانوں کی ڈاونلوڈنگ کی جاتی ہے۔ جیسا استعمال ہو گا ویسے ہی اثرات مرتب ہونگے۔ امی جان مجھے اسطرح کے فضول شوق نہیں۔ فیس بک سوشل میڈیا کی سب سے کار آمد اور مفید ایپ ہے۔ اس پر میں اپنے کام عزت اور شہرت دیکھتا ہوں۔ فیس بک پر ہر چیز کی ایڈورٹائزنگ کر سکتے ہیں اس کے ذریعے اندرون اور بیرون ملک مقیم صارفین کی رائے با آسانی جان سکتے ہیں۔۔

اب موسم تبدیل ہونے والا ہے تو اسی کی مناسبت سے میں نے لیلن کے سوٹ اور گرم شال ٹائپ دوپٹہ ڈیزائن کیا ہے۔ صبح بھی تصاویر اپ لوڈ کی تھیں، دو گھنٹے میں ڈھیر سارے لائکس اور کمنٹس کے ذریعے لوگوں کی پسندیدگی مجھے پتہ چل رہی ہے۔ ریان نے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا، اور عائشہ بیگم کو اپنی سرگرمیاں بتا رہا تھا۔

جب تک امی آپ بور ہو رہی تھیں ناں۔ یہ لیں ڈاکٹر خرم مشیر اور زبیدہ نانی کے ٹوٹکے پڑھ لیں، میں تب تک نہا کر آجاتا ہوں۔ شہریار، سعد بھی اٹھ جائیں گے پھر ہم سب مل کر ناشتہ کریں گے۔ ریان واش روم چلا گیا تھا، عائشہ بیگم پڑھنے لگی تھیں۔ نہ جانے کس آپشن پر انگلی ٹچ ہوئی تھی، کہ ٹوٹکے ہٹ گئے تھے۔ وال پر طرح طرح کی پوسٹس نظر آرہی تھیں، کچھ لڑکیوں کی تصاویر بھی آ رہی تھیں۔ عائشہ بیگم غور سے دیکھنے لگی تھیں۔

ریان! یہ لڑکی کون ہے؟ مجھے تیرے لیئے پسند آگئی ہے۔ ریان کو آتا دیکھ کر عائشہ بیگم مسرت سے بولی تھیں۔

ارے امی ہٹایئے۔۔

ریان نے موبائل لے کر ہوم پیج پر یس کر دیا تھا۔

ریان! اتنی اچھی لڑکی تو ہے۔۔ کیا برائی ہے؟ عائشہ بیگم نے ریان کو گھورا تھا۔

سوشل میڈیا سے رشتے نہیں بندھتے، بندھ جائیں تو ٹوٹتے نہیں۔ جھوٹ، فریب، دھوکہ ہے یہاں، بس اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے۔ یہ فضول کی چکر بازیاں محض وقت کا ضیاع ہے۔ میرا وقت بے حد قیمتی ہے، میں قیمتی وقت کو فضول کاموں میں برباد نہیں کر سکتا۔

http://paksociety.com

☆☆☆☆

یہ زندگی اک تشنگی

کہیں میں نہیں کہیں تم نہیں

کہیں اپنا نام و نشاں نہیں

اس زندگی کے سیراب میں

ہمیں اپنا آپ ملا نہیں

چلے رات بھر جلے دھوپ میں

مگر منزلوں کا پتہ نہیں

راہ حیات کی دھول نے سب لے لیا

کچھ دیا نہیں

یہی سلسلہ ہے حیات کا

کہیں میں نہیں کہیں تم نہیں

کہیں اپنا نام و نشاں نہیں

رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا امائمہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی مسلسل کالے سیاہ آسمان کو تک رہی تھی سوچوں میں ڈوبی آسمان میں نجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ نیند تو آنکھوں سے روٹھی ہوئی تھی۔

امائمہ! اتنے خنک موسم میں کھڑکی میں نہ کھڑی ہو۔۔۔ حسن نے محبت سے شہید آبگیں لہجے میں کہا تھا

حسن کی آواز نے اس کی الجھی سوچوں سے دامن چھڑوایا تھا۔

امائمہ خالی الزینی کیفیت کے عالم میں حسن کے چہرے کو بغور تک نے لگی تھی کسی بھی قسم کے احساس سے عاری آنکھیں بند بنا جھپکائے وہی یک ٹک حسن کو دیکھ رہی تھی۔

حسن گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

" امائمہ! چلو آؤ۔۔۔"حسن نے اپنی جانب دیکھتا پا کر اسکے شانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔ امائمہ کے وجود میں برقی دوڑ گئی تھی۔

تم گھٹیا انسان! تمہاری ہمت کیسے ہوئی چھونے کی، اوچھی حرکتیں کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں امائمہ کا اشارہ کندھے پر رکھے اس کے ہاتھ کی جانب تھا جسے سخت غصے اور نفرت سے امائمہ نے جھٹک دیا تھا۔

ہر وقت میرے آگے پیچھے نہ رہا کریں میری زندگی کسی عذاب سے کم نہیں اور آپ مزید میری زندگی کو عذاب بنانے کے لئے میرے ساتھ ہیں مجھے سخت الجھن ہوتی ہے آپ کے وجود سے، امائمہ حسن کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

حسن اس کو یوں روتا بکھرتا نہیں دیکھ سکتا تھا آگے بڑھ کر امائمہ کو گلے لگایا ہی تھا کہ وہ بپھر اگئی تھی، تمہیں شرم نہیں آتی اپنی بھائی کی محبت کے ساتھ یہ سب۔۔۔۔۔

"تم بھائی کی محبت ماضی میں تھیں۔ اب میری محبت میری بیوی ہو بیوی کے کیا حقوق و فرائض ہوتے ہیں تمہیں علم نہیں لیکن اس گھر میں میری اور تمہاری ماں موجود ہے معلوم کر لینا، حسن نے امائمہ کو شانوں سے تھام کر کہا ٹھوس لہجے میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔"

امائمہ حسن کی استحقاق بھری نگاہوں میں مزید نہ دیکھ سکی اپنا آپ چھڑاتی ہوئی تیزی سے وہاں سے نکلی تھی بیڈ پر آ کر اپنی سائیڈ پر کروٹ لے کر لیٹ گئی تھی حسن نے ایک نظر امائمہ کو دیکھا تھا اس قدر بے رخی پر دل ایک بار پھر ٹوٹا تھا دل پہلے ہی دکھی تھا اس پر مستزاد امائمہ کا نفرت و حقارت، طنزیہ رویہ اندر بہت کچھ ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔

حسن نے کھڑکی سے پار چاند کو دیکھا اور سوچوں میں گم ہو گیا تھا۔۔۔

☆☆☆☆

http://paksociety.com

محبت برسا دینا تو

ساون آیا ہے

تیرے اور میرے ملنے کا

موسم آیا ہے

پورے بینکوئیٹ کی لائیٹس آف تھیں۔۔۔ ملٹی کلر کی لائیٹس جل بجھ رہی تھیں، فل والیوم میں گانا بج رہا تھا، رانیہ میرون کلر کے وائیٹ کام سے بھرے وزنی شرارے، اونچی ہیل، حنائی مہندی رچے ہاتھوں سے سجی ہوئی تھی۔۔۔

رانیہ خوبصورت تو تھی ہی، ایکسپرٹ بیوٹیشن کے ہاتھوں نے کامل مہارت سے اس کے روپ کو مزید سنوار دیا تھا، نگاہیں جھکائے وہ اپنے ہمسفر کے ہمراہ کھڑی تھی، ہارون بھی بلیک شیروانی میں مغلیہ شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا، مہندی کے دوسرے دن عصر مغرب کے درمیان نکاح ہو چکا تھا اب بارات میں انٹری چل رہی تھی جسے ہر شخص انجوائے کر رہا تھا۔

رانیہ ہارون پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جا رہی تھیں، رانیہ کو تو یہ سب خواب سا لگ رہا تھا، یہ انٹری اس طرح کے سین تو فلموں میں بھی دیکھے تھے مووی بن رہی تھی، کیمرے کی فلیش لائیٹس ان کے حسین و یادگار لمحات اپنی آنکھ میں محفوظ کر رہی تھی۔ رسموں کا آغاز ہو چکا تھا، پھر رانیہ ماں، باپ و بہن بھائیوں کی دعائوں کے زیرِ سایہ ہارون ستار کے ہمراہ اپنے گھر چلی آئی، بیٹیاں رخصتی کے وقت اداسی اور خوشی میں گھری ہوتی ہیں۔۔۔۔

اداسی ماں، باپ، بہن، بھائی سے بچھڑنے کی، اور خوشی شوہر کی چاہت پانے کی، اپنا گھر بسانے کی، رانیہ بھی خوشی و غم ملے جلے لمحوں میں گم تھی۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆

ریان بیٹا! پھر کیا سوچا شادی کی باری میں۔۔؟؟ ظہیر احمد ناشتے کی ٹیبل پر ہی ریان سے باز پرس شروع کر دی تھی

"پاپا!! بس حماد بھائی جس طرح واثقہ بھابھی کے لیئے ہم سب کو چھوڑ گئے میں نہیں چاہتا کہ میں شادی کروں۔۔۔ اگر میری بیوی بھی ایسی ہی ہوئی مجھے اس گھر سے دور کرنے والی تو میں۔۔۔

میں آپکو مما کو۔۔سعد اور احسن کو کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتا۔اسی لیئے میں شادی کے موضوع پر خاموشی اختیار کرتا ہوں۔مجھے نہیں کرنی شادی۔۔۔شادی اہلِ خانہ کی بربادی۔۔

ریان احمد پہلے تو گڑبڑا گیا تھا پھر سنبھل کر سچائی بتادی

بیٹا یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی،ہر لڑکی اک جیسی تو نہیں ہوتی۔واثقہ آزاد ماحول کی پروردہ تھی،اس لیئے اسے ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں میں پابندی محسوس ہوتی تھی۔روز روز کی بدمزگی سے ہی تنگ آکر حماد نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ہمیں پتہ ہے ہمارا بیٹا ہمیں بہت چاہتا ہے بہت عزت کرتا ہے۔حماد سمجھدار اور سلجھا ہوا بچہ ہے۔اسے اپنا گھر بسانا بھی تھا۔اور ٹوٹنے سے بچانا بھی تھا۔اس کے لیئے علیحدہ گھر میں رہنا ہی ضروری تھا۔ریان ہمیں نہ تو اعتراض ہے نہ ہی ناراضگی بلکہ ہم خوش ہے کہ ہمارا بچہ خوشحال ازدواجی زندگی بسر کر رہا ہے ظہیر احمد بہت شفقت و محبت سے کہہ رہے تھے ریان احمد نظریں جکائے بغور سن رہا تھا۔

ریان!بس آج سے لڑکی ڈھونڈنے کی مہم کا آغاز کر رہی ہوں۔عائشہ بیگم نے ریان کو دیکھ کر محبت سے مسکرا کر کہا تھا۔

☆☆☆☆

امائمہ کی آنکھ کھلی تو سر بری طرح بھاری ہو رہا تھا۔لیٹے لیٹے کافی دیر تک چھت کو تکتی رہی کافی دیر بعد اٹھ کر بکھرے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل دی تھی۔

امائمہ کی نظر بیڈ کی دوسری جانب پڑی تھی۔خالی بیڈ دیکھ کر اٹھ بیٹھی تھی۔اٹھ کر کھڑکی کے پردے برابر کیئے تو تیز چمکتی سورج کی کرنوں سے آنکھیں چندھیا گئیں۔بے ساختہ امائمہ نے وال کلاک دیکھی تھی جو دو بجا رہی تھی۔

میں اتنی دیر تک کیسے سو گئی۔۔۔امائمہ خود کلامی والے انداز میں بولی تھی۔دوپٹہ شانوں ہر برابر کرتی منہ ہاتھ دھوتی روم سے باہر نکلی تھی۔سب اپنے اپنے کاموں میان مصروف و مشغول تھے۔۔۔

امائمہ بیٹا میرے پاس آؤ۔۔۔شازمہ بیگم نے شفقت سے پکارا تھا،

جی دادی آئی۔امائمہ نے آہستگی سے کہا تھا۔اور کچن میں جانے کی بجائے لاونج میں دادی کے پاس آگئی تھی۔

http://paksociety.com

"بیٹا اب کیسی طبیعت ہے۔ حسن بتا رہا تھا سر درد یے تمہاری طبیعت خراب تھی۔ حسن نے تمہیں جگانے سے بھی منع کیا تھا۔

اوہو نہہ، فضول کا خیال اور چاہت جتانا۔۔ امائمہ نے کڑھ کر من میں کہا تھا۔

ضوباریہ امائمہ جاگ گئی ہے ناشتہ بناؤ میری بیٹی کے لیئے شازمہ بیگم نے امائمہ کی ساس کو آواز لگائی تھی۔

دادی آپ بڑی امی کو پریشان نہ کریں میں خود ناشتہ بنالو نگی۔

امائمہ کہتے ہوئے کچن میں چلی گئی تھی

ضوباریہ بیگم، راضیہ بیگم، اور اسمارہ بیگم تینوں کچن میں موجود دوپہر کا کھانا تیار کر رہی تھی ابھی سب یونیورسٹی سے آنے والے تھے امائمہ بھی ماضی کے دریچوں میں اتر گئی تھی۔

☆☆☆☆

رانیہ کو عجلہ عروسی میں ہارون کی بہن بھابی اور کزنز لے آئیں تھیں انکی چھیڑ چھاڑ جاری تھی رانیہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

رانیہ بھابی تھوڑا ریسٹ کر لیں چلو ہم سب چلتے ہیں شب بخیر پیاری بھابی جان

عرشیہ کو اپنی بھابی پر بے ساختہ پیار آیا تھا عرشیہ نے رانیہ کا ماتھا چوما تھا۔۔

رانیہ! میرے ہارون کا خیال رکھنا ہر طرح سے اسکے احسسات اور جذبات کی قدر کرنا ہارون میرے لئے دیور سے بڑھ کر ہے میرا بہت اچھا دوست ہمدرد اور ہمراز ہے۔

سب کے جانے کے بعد سونیا بھابی اسکے سامنے بیٹھی اسے نصیحتیں کر رہی تھیں رانیہ کو سخت ناگوار گزر رہا تھا سر جھکائے بس سن رہی تھی۔

رانیہ! میں اس گھر کی بڑی بہو ہوں میرے سامنے اسی طرح سر جھکائے رکھنا سر اُٹھانے کی اور زبان چلانے کی ہمت کی نہ تو ایک منٹ میں گھر سے باہر کر دونگی پچھلے بیس سال سے میں اس گھر کی سیاہ سفید کی مالک ہوں اور رہوں گی میں جا رہی ہوں میری باتوں کو گرہ سے باندھ لو۔ سونیا تنفر سے بولی تھی۔

http://paksociety.com

رانیہ حیران و پریشان تھی۔شادی کی تمام رسوامات کی ادائیگی میں سونیا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور۔۔۔مزاج کی وجہ سیے رانیہ کو اپنی جیٹھانی شوخ اور چنچل سی لگی تھی رانیہ بہت خوش تھی کہ جیٹھانی کی شکل میں ایک دوست ملے گی لیکن یوں تنہائی میں سونیا بھابی کی باتوں نے رانیہ کو بری طرح ہراساں کر دیا تھا۔۔

رانیہ سوچوں میں گم تھی کہ کمرے کا دروازہ کھل کر بند ہوا تھا آہستہ آہستہ دبیز قالین پر قدموں کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔رانیہ کے دل میں ہلچل مچی تھی دل زور زور سے چلا رہا تھا کہ ہمسفر آ گیا ہے۔

رانیہ نے بنا سوچے سمجھے بے اختیار بے ساختہ سر اُٹھا کر دیکھا تھا۔

سامنے ہی ہارون ستار مغل ایستادہ تھا۔۔ہارون مسکرا کر رانیہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔رانیہ نے نظریں جھکا لیں تھی۔

ہارون رانیہ کے بہت قریب آ کر بیٹھ گیا تھا۔

رانیہ ہارون مغل!تم کو میری زندگی میں خوش آمدید۔میں انشاءاللہ زندگی کے ہر سکھ و دکھ میں اپنی زوجہ محترمہ کا ساتھ نبھاؤں گا۔اور میں امید کرتا ہوں کہ میری زوجہ بھی میرے ہر سکھ دکھ میں میری ہمقدم رہیں گی۔۔۔۔

ہارون نے رانیہ کی طرف ایک ادھ کھلی گلاب کی کلی بڑھا کر محبت و چاہت بھرے جذبات میں سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔

ہارون رانیہ نے کلی تھام لی تھی چہرے پر مسکان رقصاں تھی۔ہارون نے منہ دیکھائی میں انگوٹھی چین لاکٹ رانیہ کو پہنائی تھی۔۔۔

شکر الحمدللہ!اللہ نے مجھے بہت اچھی ہمسفر عطا کی ہے۔ رانیہ کے مہندی سجے ہاتھ تھامے یک ٹک رانیہ کو دیکھ رہا تھا۔۔

ہارون نے کافی وقت گزر جانے کے بعد شکرانہ ادا کیا تھا۔۔

رانیہ کو یہ پل یہ لمحے ہارون کی باتیں سب ایک خوبصورت خواب کی مانند لگ رہا تھا۔۔

رانیہ ہارون کی باتوں کے سحر میں کھو سی گئی تھی۔۔۔

رانیہ!!!!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رانیہ آنکھیں موندے بیٹھی تھی ہارون نے آہستگی سے پکارا تھا۔۔۔

جج۔۔۔۔جی عانیہ گڑبڑا گئی تھی۔۔۔

http://paksociety.com

رانیہ میری فیملی چھوٹی سی ہے ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے ساتھ رہتے ہیں شعیب بھائی سونیا بھابی انکے بچے مزنہ, علی, عرشیہ اب اس فیملی میں ایک خوبصورت سا اضافہ ہوا ہے میری بیگم صاحبہ کا۔

امی ابو کا روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا۔تمہے پتا ہی ہو گا۔ عریشہ اور میں اس وقت بہت چھوٹے تھے۔بھائی کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ سونیا بھابھی نے عریشہ اور مجھے ماں کی طرح محبت و چاہت دی۔ماں کی کمی محسوس نا ہونے دی ہمارا ہر طرح کا خیال رکھا۔ یہ گھر ہماری تعلیم تربیت۔ رکھ رکھاؤ اس سب میں سونیا بھابھی کا ہاتھ ہے تم سے یہی چاہتا ہوں کہ تم بھی سونیا بھابھی کو ماں کا درجہ دینا ۔ان کی حکم عدولی نہ کرنا۔انہیں بہت محبت و عزت دینا۔

رانیہ سر جھکائے اپنے شریک حیات مجازی خدا کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ رات جو خالصتاً میاں بیوی کی ہوتی ہے اس رات جیٹھانی کا تذکرہ رانیہ کو سخت ناگوار گزرا تھا۔۔

☆☆☆☆

شیراز!میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔ مما پپا کا شادی کیلئے اسرار بڑھتا جا رہا ہے۔ میں نے حماد بھائی والی بات بھی بتادی۔ ریان احمد نے اپنے بچپن کے دوست شیراز کو آفس بلایا تھا۔ ریان پریشان سا دکھائی دے رہا تھا۔

ریان!میرے یار۔ تو انکل آنٹی کی بات کیوں نہیں مان لیتا۔ سب کو پریشان کر کے رکھا ہوا ہے۔ اب تو میں بھی انکا ساتھ دوں گا ۔دیکھ میرے تین سال میں دو بچے ہو چکے ہیں۔ شادی کے بعد زندگی مزید حسین و خوشگوار ہو جاتی ہے۔ تمہیں اس بات کا احساس شادی کے بعد ہی ہو گا۔ شیراز رضا غصے میں کہہ رہا تھا،

کہ لیا یا اور بھی کچھ باقی ہے۔؟ ریان احمد شرارت سے بولا تھا۔

شیراز رضا ریان احمد کو یوں اطمینان سے دیکھ کر سلگ گیا تھا۔

شیراز!میرے یار تو تو جانتا ہے کے مما پپا کی بات نہیں مان سکتا، میں مما پپا سعد، احسن سے بہت پیار کرتا ہوں۔

بیوی نامی فتنہ میں گھر میں نہیں چاہتا۔ اس فتنے سے میرے گھر کے پر سکون پر سکون ماحول میں ارتعاش پیدا ہو جائے گا۔ مجھے یاد ہے حماد بھائی جان کی شادی ہوئی تھی تو واثقہ بھابھی ہم سب سے بیر کھاتی تھیں۔ روز اول سے ہی انہیں ہمارے ساتھ رہنا خاصہ نہ پسند

http://paksociety.com

تھا۔وہ آنے جانے والے سے خوش اخلاقی ملنساری سے ملتیں اور گھر کے مکینوں سے ایک لفظ پیار برانہ کہتیں۔ تنفر بھرا انداز،لب و لہجہ روا رکھتی ہمیں کتنا ارمان تھا بھابھی کا۔

ہماری تو کوئی بہن بھی نہیں۔واثقہ بھابی سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔۔۔۔ریان احمد انتہائی سنجیدگی سے کہ رہا تھا۔

میرے یار،!ضروری تو نہیں ہر لڑکی ایک جیسی ہی ہو،زندگی بنا ہمسفر کے بے رونق،بے مزہ،بے رنگ ہے۔تو کسی لڑکی پر اعتبار کر کے تو دیکھ۔۔۔۔۔۔۔۔شیراز احمد نے پھر کوشش کی تھی۔

ہر لڑکی ایک جیسی ہوتی ہے شادی کے بعد شوہر کو اس کے گھر والوں کے خلاف کر کے اسے اپنے گھر والوں سے جدا کر دیتی ہے ریان احمد چڑ کر بولا تھا۔

۔ ریان جب تمہیں اتنی سمجھ بوجھ ہے۔تو اپنی زندگی کو اچھی طرح سنبھال سکتا ہے تیری بیوی تجھ سے کچھ بھی جھوٹ سچ کہے تیرے گھر والوں کے خلاف بھڑکائے۔تو تو کبھی بھی بنا تصدیق اس کی بات پر اعتبار نہ کرنا۔ڈائریکٹ بیٹھ کر بات کلئیر کر لینا سامنے کرنے سے تمہیں پتا چل جائے گا کہ تیری بیوی سچی ہے یا تیرے گھر والے۔۔۔۔۔۔۔۔شیراز نے مشورہ دیا تھا۔

ریان احمد!جناب تم تیس سال سے اوپر آچکے ھو ماشاءاللہّ۔

یہ جو تمہارا کھلتا رنگ،اسٹرونگ متناسب باڈی زبردست ہائیٹ ہے،جو تمہاری عمر کو چھپا لیتی ہے۔اب اپنے ماں باپ کی خواہش کا احترام کرو۔اور انکو جلد از جلد دادا دادی بنا کر خوش و مطمئن کر دو،شیراز رضا آخر میں شرارت سے بولا تھا۔

شیراز،!تو اچھی طرح جانتا ہے مجھے شادی نہیں کرنی۔شادی کا آلٹرنیٹ ہے تو بتا۔۔۔ریان احمد سنجیدگی سے بولا تھا

تجھے سمجھانا اونٹ کو رکشے میں بٹھانے کے مترادف ہے۔دیکھو میں اس کا کوئی حل تلاش کروں گا۔تاکہ انکل آنٹی بھی خوش ہو جائیں اور تو بھی پریشانی سے بچ جائے۔شیراز رضا پر سوچ انداز میں بولا تھا۔

شیراز!میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں یہ جو مما پپا نے شادی کی رٹ لگا رکھی ہے نہ۔اس رٹ نے میرا سکون غارت کر دیا ہے ۔مجھے میرا سکون لوٹانے کا حل تلاش کر دے۔۔ریان احمد کا انداز ملتجی تھا۔ریان جانتا تھا شیراز کوئی نہ کوئی حل ضرور تلاش کرے گا۔شیراز رضا الوادعی کلمات ادا کر کے وہاں سے نکل گیا تھا۔ریان احمد پی سی پر مصروف ہو چکا تھا۔

http://paksociety.com

☆☆☆☆

رات کے تیسرے پہر کا آغاز ہو چکا تھا۔ سب اپنے اپنے کمروں میں اپنے پور شنز میں محوِ خواب، محوِ استراحت تھے۔ امائمہ کی آنکھوں سے نیند بہت کوسوں دور تھی۔ امائمہ اپنے کمرے میں کھڑکی سے کھڑی چاند کو تک رہی تھی۔

یہاں سب اپنی اپنی باری پر

سب ہنستے ہیں سب روتے ہی

ں دل تو سب کا ہوتا ہے

اور دکھ بھی سب کے ہوتے ہیں

کچھ اشک دلوں پر گرتے ہیں

کچھ مٹی میں مل جاتے ہیں

کچھ لفظ ادا ہو جاتے ہیں ہیں

کچھ ہونٹوں میں مل جاتے ہیں

مانا کے ادھورے رہتے ہیں

پر خواب تو سب کے ہوتے ہیں

کچھ کھو کر بھی پا لیتے ہیں

کچھ پا کر بھی کھو دیتے ہیں

یہاں اپنی اپنی باری پر

سب ہنستے ہیں سب روتے ہیں

ابرار! مجھے تم سنگ جینا ہنسنا تھا۔ ہنس لی۔ اب تم بن رونا ہے صرف اور صرف رونا۔۔۔۔۔۔

http://paksociety.com

امائمہ نمناک لہجے و آواز میں آہستگی سے بولی تھی۔روتے روتے وہ کمرے کا دروازہ آہستگی سے بند کرتی کمرے سے باہر آگئی تھی۔

روتی ہوئی نگاہیں برابر والے کمرے سے ٹکرائی تھیں۔اور وہ بے احتیاری میں اس کمرے کے دروازے پر آگئی تھی۔

ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر گھمایا تو کمرہ کھل گیا تھا۔اکثر یہ کمرہ لاکڈ رہتا تھا۔آج آن لاکڈ ملنے پر امائمہ کا دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا کمرے میں داخل ہو کر لائٹ آن کی تھی سارا کمرہ روشنی سے نہا گیا تھا اس کمرے میں صرف سید ابرار الحسن کی کمی تھی۔اس کی ہر چیز آج بھی اس کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ہر چیز وہیں کی وہیں رکھی تھی ہر چیز صاف و شفاف امائمہ ہاتھ پھیر رہی تھی اک اک چیز پر سامنے وال پر سید ابرار الحسن اور پہلو میں امائمہ دلہن بنی بیٹھی تھی۔یہ تصویر منگنی کی تھی۔ابرار نے فل سائز کروا کر لمینیشن کرا کر اپنے روم میں لگوائی تھی۔سائیڈ ٹیبل پر بھی امائمہ کی تصویریں سجی تھیں۔امائمہ نے ابرار کی تصویر اٹھالی تھی۔آنسو امائمہ کے چہرے کو تر کر رہے تھے تصویر کو سینے سے لگائے امائمہ نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

ابرار!تم کیوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔تم تو مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں تو میری آنکھوں میں نمی برداشت نہ ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب ہر لمحہ ان آنکھوں میں آنسو رہتے ہیں

تم نے ساری زندگی ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا تم اپنا وعدہ توڑ گئے

امائمہ ابرار کی تصویر کو سینے سے لگا پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔روتے ہوئے وہ ابرار کی تصویر سے شکوہ کناں تھی۔امائمہ ماضی میں بھٹکنے لگی تھی۔۔۔۔

ابرار۔۔۔۔۔۔۔امائمہ ابرار چلاتی ہوئی زینہ چڑھ رہی تھی۔سامنے سے آتے حسن سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔تم ہمیشہ جلدی

حسن نے امائمہ کو گھورا تھا۔ ۔ میں ہی رہتی ہو

آپ اطمینان سے رہتے میں ناں کافی ہے امائمہ پھٹ سے جواب دیتی ابرار کے روم میں گھسی تھی۔ابرار پر سکون نیند سو رہا تھا۔

امائمہ کو شرارت سوجی تھی۔پانی کا جگ اٹھا کر ابرار پر الٹ دیا تھا۔کک۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔ہوا۔۔۔۔۔کون۔۔۔۔۔۔ہے ابرار ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔بے ربط بول رہا تھا۔امائمہ کی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

تم۔۔۔۔۔

ابرار نے چھلانگ لگائی تھی۔ امائمہ کمرے سے بھاگنے کا سوچ رہی تھی کہ ابرار نے امائمہ کو پیچھے سے آکر بازوں میں بھر لیا تھا۔ امائمہ کے جسم میں برقی رو دوڑ گئی تھی۔

نیوی بلو کاٹن کے سوٹ میں اسٹریپ کٹے بالوں کو پونی ٹیل بنائے۔ ہلکے سے میک اپ میں وہ عام دنوں سے تھوڑی مختلف لگ رہی تھی۔ اس کے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی باڈی اسپرے کی خوشبو کو ابرار سانسوں میں سمو رہا تھا۔

کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔ امائمہ گھبرا کر بولی تھی۔

ابھی تو کچھ کیا بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ ابرار خمار آلود لہجے میں بولا تھا۔

امائمہ بمشکل خود کو چھڑا کر بھاگی تھی۔ ابرار الحسن مبہم سا مسکرا دیا تھا۔ موسم خوشگوار ہو رہا تھا۔ چند لمحوں بعد موبائل پر ایس ایم ایس ٹون بجی تھی۔ ابرار کھڑکی کے پاس سے ہٹا تھا۔ ابرار کو پتا تھا کہ کس کا پیغام ہے۔

ابرار! آج ہم سب نے پکنک پر جانا ہے۔ گھر کے بڑوں کے بغیر۔ یاد ہے نہ۔۔۔۔ ابرار میسج پڑھ کر بد دل ہوا تھا۔

اوہ ہو۔۔۔۔ محترمہ کوئی محبت نامہ بھی لکھ دیتیں یہ تو ریمانڈر ہے۔۔

جی ہاں بیگم صاحبہ۔۔۔۔ ابرار نے ساتھ ایموجی بھی بھیجی تھی۔

دونوں طرف سے میسج آ اور جا رہے تھے۔ دونوں باتوں میں مصروف و مشغول تھے۔

☆☆☆☆

رانیہ کو ہارون کی سنگت میں دن گزارتے ہوئے دو ماہ بیت چکے تھے۔

رانیہ ہارون کی چاہت و محبت پا کر بے پناہ خوش تھی۔ رانیہ ہارون کے ساتھ جتنی دیر رہتی پر سکون و مسرور رہتی۔ ہارون کے آفس جانے کے بعد سونیا بھابھی طنز میں بجھے تیر چلاتیں۔

عرشیہ اپنی اسٹڈیز میں مصروف رہتی۔ یونیورسٹی، کوچنگ اس کے پاس تو ٹائم ہی نہ ہوتا۔

http://paksociety.com

رانیہ کو سونیا کو دوہرا رویہ ہمہ وقت پریشان رکھتا۔ہارون کے سامنے رانیہ کی تعریفیں۔پیار و محبت جتانا اور ہارون کے بنابلاوجہ کی طنز بازی کرنا۔ہارون کا رویہ بھی رانیہ کو اب بدلا بدلا سا لگنے لگا تھا۔رانیہ کو ہارون نہایت سنجیدہ سا لگنے لگا تھا۔ہارون اب رانیہ سے زیادہ بات نہ کرتا۔کمرے میں ہوتے ہوئے بھی لیپ ٹاپ پر آفس ورک ہی کمپلیٹ کیا جاتا۔وہ اپنے کاموں میں مصروف رہتا۔

رانیہ کو شادی کے بعد ہنی مون پر جانے کی شدید خواہش تھی۔دوبار رانیہ نے ہارون سے کہا بھی مگر ہارون نے کاروباری مصروفیات بیان کر کے کہیں بھی جانے سے انکار کر دیا تھا رانیہ نے دل برداشتہ ہو کر آیندہ نہ کہنے عہد کر لیا تھا رانیہ ہنس مکھ مزاج لڑکی تھی اور ہارون بھی ہنس مکھ مزاج ہی تھا۔اب نجانے کیوں اتنا خشک مزاج ہوتا جا رہا تھا۔۔

رانیہ نے کبھی کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا کہ ہارون کا رویہ تبدیل ہو چکا ہے۔وہ پہلے کی طرح ہنستی مسکراتی رہتی۔میکے میں زرا شبہ نہ ہونے دیا کہ سونیا بھابھی دوہری شخصیات کی حامل ہیں۔یا ہارون اتنی جلدی بدل گے ہیں۔رانیہ فارغ رہتی۔اور بوریت کا شکار ہوتی ۔گھر کے کاموں میں ہزاروں مرتبہ دلچسپی لینی چاہی۔مگر سونیا بھابھی نے کچن میں داخل ہی نہ ہونے دیا۔سونیا بھابھی تحکم آمیز لہجے میں کہتی چھ ماہ بعد کام میں ہاتھ لگواونگی۔

اس کے باوجود بھی رانیہ نے ہر روز کچن میں جانا ترک نہ کیا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گھر کہ نوکروں کے سامنے سونیا بھابھی نے جی بھر کے تذلیل کی۔ہارون شعیب بھائی آفس تھے۔مزنہ، علی، ٹیوشن اور عرشیہ کوچنگ سینٹر گئے ہوئے تھے۔رانیہ بہت روئی تھی۔اور چاہنے کے باوجود یہ بات ہارون کو نہ بتا پائی تھی رانیہ اس ماحول میں اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی۔مزنہ اور علی انتہائی شرارتی اور بدتمیز منہ پھٹ تھے۔اکثر اوقات رانیہ سے بدتمیزی کر جاتے اور کوئی بھی کچھ بھی نہیں کہتا تھا۔

رانیہ گھر سے بے زار ہوتی جا رہی تھی۔ہارون سے کہا کہ مجھے مقامی اسکول میں ٹیچری کی اجازت دے دیں۔ہارون نے صاف انکار کر دیا تھا۔

رانیہ نے اپنی بوریت کو چھوڑ کر اب سونیا بھابھی پر تفشیش شروع کر دی تھی۔جنہوں نے اپنی دوغلی شخصیت سے چکنی چپڑی باتوں سے پورے گھر کو اپنے قبضے میں لیا ہوا تھا۔ہارون بھی رانیہ کے ساتھ سنجیدہ رہتا۔سب کے سامنے اور سونیا بھابھی کے ساتھ خوب ہنستا بولتا سونیا بھابھی ہارون کی پسند ناپسند کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ہارون بھی ان ہی کے ہاتھ سے اپنے کام کروا کے خوش و مطمئن رہتا تھا۔رانیہ کے ہاتھ سے کوئی بھی کام نا کرواتا۔رانیہ نے خود سے بھی کہا تو انکار کر دیا۔کہ مجھے سونیا بھابھی سے کام کروانا پسند ہے۔

http://paksociety.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا

ہے پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈاور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-



رانیہ کو اپنی حثیت ثانوی سی لگتی۔ہارون بھی گھریلو معاملات میں کوئی دلچسپی نہ لیتے تھے۔رانیہ کو کہیں نہ کہیں شعیب بھائی بھی اپنی ہی طرح مظلوم لگتے تھے۔

سونیا بھابھی نہ تو انکی پسند نہ پسند کا خیال رکھتی تھیں۔اور نہ ہی انکے آگے پیچھے پھرتی تھیں جس طرح ہارون کے آگے پیچھے پھرتی تھیں۔شعیب بھائی سے بھی بچے بہت بد تمیزی کر جاتے تھے پورے گھر میں رانیہ کو اپنی اور شعیب کی حالت مظلوم لگتی تھی۔رانیہ کا بہت بار دل چاہا کہ شعیب بھائی سے بات کرئے مگر کبھی بھی ایسا ممکن نا ہو پایا۔

عریشہ سے بھی بہت دفعہ چاہا کہ بات کرے مگر عریشہ کو پڑھائی کے بعد جو بھی وقت فارغ میسر آتا۔وہ انٹرنیٹ لگائے اس میں گم رہتی تھی۔رانیہ خود کو تنہا اکیلا سمجھ کر اداس رہنے لگی تھی۔

☆☆☆☆

مے آئی کم ان سر،ریان احمد کے غصے سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔تبھی ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔

may i come in sir??

جھکی نظریں ہاتھ میں پکڑی فائل پر تھیں عبایا اور پنک سکارف میں میک اپ سے مبرہ چہرہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

Yes come in,,,

ریان احمد کسی فائل پر جھکا کچھ لکھ رہا تھا۔سر اٹھائے بغیر آہستگی سے جواب دیا۔

مس ام ہانی!آج بہت زیادہ کام ہے۔ایک گھنٹہ میں میں مجھے ساری اپڈٹس مل جانی چاہیے۔

ام ہانی نے ڈانٹ نہ پڑنے پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔وہ عجلت میں جتنی پریشانی میں گھر سے نکلی تھی وہی جانتی تھی۔پریشانی چہرے سے نظر آرہی تھی۔ریان احمد جیسا سنجیدہ بندہ جو لڑکیوں سے الرجک تھا وہ بھی ام ہانی کی پریشان صورت دیکھ کر کچھ کچھ سمجھ گیا تھا مس ام ہانی!،،کوئی پریشانی ہے کیا؟؟

نن نہیں سر،ام ہانی نے مختصر جواب دیا تھا۔فکر مندی کے سائے ام ہانی کے چہرے پر واضح تھے۔کوئی بھی ام ہانی کا اپنا پاس نہ تھا ماں پیدائش کہ وقت وفات پا گئیں تھیں باپ دل کہ مریض تھے غربت کی وجہ سے چچا خالہ ممانیاں کوئی بھی اس سے ملنا پسند نہی کرتا تھا

http://paksociety.com

ام ہانی کسی سے بھی اپنی دل کی باتیں شئیر نہی کرتی تھی بس اپنے کام سے کام رکھتی تھی ریان احمد کو بھی کچھ کچھ پتہ تھا کہ ام ہانی کے والد علیل رہتے ہیں۔اور اب شدید پریشانی کہ عالم میں اور مجبوری کہ تحت وہ جاب کر رہی تھی۔، سر میرے بابا کے لیے دعا کیجیے گا کہ انکا سایا تا عمر مجھ پر بنا رہے میرا ان کہ سوا اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔۔۔ام ہانی کی آواز کہتے کہتے رندھ گئی تھی،

آپکے رشتہ دار وغیرہ تو ہونگے ناں۔۔۔۔ریان احمد نے پوچھا تھا۔

سر ہر رشتہ اچھے وقتوں میں ساتھ نبھاتا ہے۔ہم پر غربت کے بادل کیا چھائے,رشتہ داروں نے سرد مہری دکھادی۔ہمارا گھر لگژری ہاؤس نہیں ہے۔ہمارے گھر عمدہ پکوان نہیں پکتے۔امی کے انتقال کے بعد سے ابو دل کے مریض ہو گئے۔بمشکل ابو مجھے گریجویشن تک پڑھا سکے۔ابو کے چھوٹے بھائی محمد ارسلان۔ارسلان چچا اکثر ہمارے گھر آتے ہیں بنا کسی غرض,بنا کسی مفاد کے۔۔

ارسلان چچا کے دل میں رشتوں کا پاس اور خوفِ خدا ہے۔وہ میری نوکری کے سخت خلاف ہیں۔وہ مجھے بیٹی کی طرح چاہتے ہیں ام ہانی نے آج پہلی مرتبہ اپنے بارے میں تفصیلاً ریان احمد کو بتایا تھا۔

ریان احمد نرم دل انسان تھا۔ام ہانی آپ پہلے بتا دیتیں تو میں پہلے آپکی مالی مدد کر دیتا۔اب آپ کسی بھی مشکل میں ہوں,کسی بھی پریشانی میں ہوں۔آپ مجھے میرے پرسنل نمبر پر کال کر لینا۔انشاءاللہ میں آپکی مدد کیلئے ہمیشہ حاضر ہوں۔

ریان احمد نے اپنا کارڈ ام ہانی کی طرف بڑھایا جس پر ریان کا پرسنل نمبر درج تھا۔سر بہت بہت شکریہ۔۔۔۔۔۔

ام ہانی مشکور تھی۔سر روم سے جا چکے تھے۔ام ہانی نے پی سی آن کیا تھا۔دل میں ریان کیلئے مزید عزت بڑھ گئی تھی۔بعض اوقات ہم لوگوں کی خاموشی اور مصروفیات کو لیکر انکے بارے میں غلط گمان رکھتے ہیں۔وقت آنے پر پتہ چلتا ہے کہ یہ انسان ہمدرد اور ملنسار ہے ہمارا گمان غلط تھا۔ام ہانی نے سوچا تھا۔

ریان احمد کے بارے میں ام ہانی کا گمان آج غلط ثابت ہوا تھا۔

☆☆☆☆

ابرار الحسن نے بمشکل تمام دادی جان سے پکنک کی اجازت طلب کی تھی۔وہی جانتا تھا زہرہ بیگم نے کتنی باتیں سنائیں تھیں۔

http://paksociety.com

ساتھ ساتھ ڈھیر ساری ھدایات اور نصیحت بھی کی تھی۔ ینگ جنریشن کو سٹریں روانگی کا سامان بھرنے لگے تھے۔ عارش، ویکی، علی موبائل میں سیلفیاں لیے جا رہے تھے۔ علی نے تو دو چار پکس کے ساتھ فیس بک پر اسٹیٹس انجوائنگ سی ویو پارٹی بھی اپلوڈ کر دیا تھا۔ نمرہ، مسکان باتوں میں مشغول تھیں امائمہ سنجیدگی سے ساحل سمندر کو دیکھ رھی تھی بیہ کی نظروں میں دور بیٹھا حسن تھا۔ بیگم صاحبہ۔۔۔۔۔۔ابرار نے امائمہ کو چٹکی بجا کر متوجہ کیا تھا۔

امائمہ حد نظر پھیلے وسیع سمندر کو دیکھنے میں منہمک تھی۔ ابرار کے پکارنے پر سامنے کھڑے ابرار کو دیکھا تھا بینچ پر آگے کی طرف کھسک کر ابرار کے لیے جگہ بنای تھی۔

امائمہ کیا سوچ رہی ھو۔۔۔۔۔۔ابرار نے امائمہ کے شانے سے شانہ ٹکرا کر دلنشین انداز میں پوچھا تھا۔

جدائی پہ ہی قائم ہے نظام زندگانی بھی
بچھڑ جاتا ھے ساحل سے گلے مل مل کے پانی بھی

امائمہ نے سنجیدگی سے شعر سنایا تھا۔

بیگم جی! واہ کیا بات ہے ہماری مسز کی۔ ہر موضوع پر شعر بلاشبہ تم شاعرہ ھو۔۔۔ابرار نے ستائشی انداز میں کہا تھا۔

ابرار مجھے لگتا ہے بیہ حسن کو پسند کرتی ھے

امائمہ نے سامنے بیٹھی بیہ کو دیکھتے ہوے دھیرے سے کہا تھا۔

دیٹس گریٹ۔۔۔۔۔۔بیہ نے خود کہا کیا؟؟؟ ابرار خوشی سے بولا۔

نہیں بیہ نے خود نہیں کہا بس اسکی نگاہوں میں حسن کے لیے پسندیدگی نمایاں جھلکتی ہے۔

میری جان! دوسروں پر ریسرچ کرنا چھوڑو۔ گھر پر اپنے گھر والے پر دھیان دیا کرو، ابرار نے شرارت وہ جاذبیت سے امائمہ کا ہاتھ تھام کر کہا تھا۔ امائمہ شرمگیں مسکان مسکرادی تھی۔۔

رحمان احسن اور زہرہ بیگم کی تین اولادیں تھیں انیس احسن، اقبال احسن احسن الحسن اور انکی بیگم کی تین بیٹیاں تھیں۔ امائمہ۔ مسکان۔ نمرہ۔۔

http://paksociety.com

انیس الحسن اور ان کی بیگم ضوباریہ کے دو بیٹے تھے ابرار الحسن۔ حسن الحسن۔ سب سے چھوٹے احسن الحسن اور انکی بیگم اسمارہ کے عاریش، بیہ اور ویکی تین بچے تھے۔ سب ایک ہی چھت تلے ایک ہی پورشن میں رہتے تھے۔

ابرار بھائی! آپکا موبائل چاہیے۔۔۔۔ نمرہ نے موبائل مانگا تھا۔ ابرار کی چہیتی ولاڈلی نمرہ تھی فورا موبائل دے دیا تھا۔ بھائی سپر کارڈ نمرہ پوچھ رہی تھی۔ امائمہ نے فورا جھڑکا تھا۔ ہے مطلب نیٹ استعمال کرنا ہے۔

نمرہ! کیا بدتمیزی ہے۔ موبائل واپس دو۔ تم یہاں گھومنے آئی ہو یا انٹرنیٹ استعمال کرنے۔۔۔۔

امائمہ! غصہ کیوں کرتی ہو۔ جاؤ نمرہ اس میں پورے چھ جی بی انٹرنیٹ موجود ہے۔ میں سِم پر استعمال ہی نہیں کرتا ہوں ابرار نے مسکرا کر کہا تو نمرہ امائمہ کو زبان چڑا کر دکھا گئی تھی۔

ابرار اتنا لاڑ پیار بگاڑ دیتا ہے امائمہ نے کلس کر کہا تھا۔ ڈیر وائف! لاڑ پیار بگاڑتا نہیں سنوارتا ہے۔۔

نمرہ مسکان نے ابرار کے موبائل میں فیس بک اوپن کی تھی۔ عاریش، ویکی، اور علی نے سی ویو کی تمام تصاویر اپلوڈ کی ہی تھیں۔ مسکان عاریش کو بغور دیکھ رہی تھی نیوی بلو جینس اور پیلے کلر کی شرٹ میں ملبوس عاریش مسکان کا دل دھڑکا گیا تھا۔

ابرار بھائی! یہ دیکھیں۔ ہم ایک ساتھ پکنک پر ہے ہیں۔ آپ اپنی ہونے والی زوجہ محترمہ سے رومانس بگھار رہے ہیں۔ حسن بھائی وہ دور بینچ پے بیٹھے ہونے والی زوجہ محترمہ کی یادوں میں گم ہیں بیہ آپی سامنے بیٹھی گم سم ہیں۔ علی، عاریش، ویکی، سبھی اینجوئے کر رہے ہیں۔ یہ دیکھیں فیس بک پر تصاویر ابرار الحسن نمرہ کے شکایتی انداز پے مسکرا رہا تھا۔

بے ۔ امائمہ کو اپنے چہرے پر کسی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تھی۔ دیکھا تو ساتھ حسن کھڑا تھا۔ امائمہ کا دل زور سے دھڑکا تھا اختیار امائمہ نے ابرار کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔ حسن نے چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا تھا۔

حسن! آجا ان سب لڑکیوں کو پانی میں جانا ہے۔ چل چلتے ہیں، ابرار نے حسن کو دیکھ کر کہا تھا۔ پھر یہ سب پانی میں چلے گئے تھے۔ لہر آتی تو سب لڑکیاں ایک ساتھ چلاتیں۔ امائمہ، نمرہ، مسکان، بیہ، حسن لائن سے سب ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھتے بڑی لہر آتی تو واپس پیچھے پلٹ آتے۔

http://paksociety.com

بعض اوقات ہم جو سوچ نہیں ہوتے وہ ہو رہا ہوتا ہے۔بیہ حسن کا ہاتھ تھامے بے حد مسرور و شاد تھی۔دل چاہ رہا تھا وقت یوں ہی تھم جائے۔وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ تھامے ساحل سمندر کے کنارے چلتے جائیں۔باتیں کیے جائیں۔افق پر نارنجی شعاعیں منتشر تھیں۔بیہ خوش کن سوچوں میں گم تھی۔

بیگم صاحبہ!اپنی زلفیں سنبھالو میرے چہرے سے ٹکرا کر ضبط کے بندھن توڑنے کو کہہ رہی ہیں۔اگر میں کوئی شوخ جسارت کر گیا تو تم نے خفا ہو جانا ہے۔ابرار نے امائمہ کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

امائمہ کے چہرے پے شرم وحیا کی لالی بکھر گئی تھی۔امائمہ کا آنچل بار بار ابرار کے وجود سے لپٹ رہا تھا۔من میں ہلچل ہو رہی تھی۔ وکی،عاریش،علی بھی آ گئے تھے۔اب یہ لوگ تصویریں لے رہے تھے۔ابرار نے اپنا موبائل حسن کو دے کر امائمہ کے شانوں پے ہاتھ دھرا تھا۔حسن نے تصویر کلک کی تھی۔ابرار نے امائمہ کے بال کھینچیں تھے۔ابرار امائمہ کو دیکھ رہا تھا۔

امائمہ ے غصے سے ابرار کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔حسن یہ موومنٹ کلک کر چکا تھا۔مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔اب ان لوگوں نے نکلنا تھا۔کینٹین میں برگر،کولڈ ڈرنک،سینڈوچ،فرنچ فرائیز علی اور عاریش لے آے تھے۔سب نے بینچوں پر بیٹھ کے کھایا تھا۔پھر سب سامان سمیٹ کر گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔سب فجر کی نماز کے ساتھ ہی جاگے ہوے تھے۔نو تو بج ہی گئے تھے۔پورا دن پانی میں رہنے کے بعد سبھی کا تھکن سے برا حال تھا۔

مسکان کھڑکی کی طرف منہ کر کے بیٹھی تھی،عاریش برابر میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔یہاں نمرہ بیٹھے گی۔۔۔مسکان اسکے اپنے پاس بیٹھنے پر بوکھلا گئی تھی۔

نمرہ!علی کے پاس بیٹھ چکی ہے۔عاریش نے مسکرا کر کہا تھا۔

امائمہ ابرار بیٹھ چکے تھے۔بیہ اکیلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔حسن بیہ کی سامنے والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔وکی تو سونے کے لئے سب سے لاسٹ والی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔گاڑی میں گانا سٹارٹ ہو چکا تھا۔

مریض اے عشق ہوں میں

کر دے دوا

ہاتھ رکھ دے تو دل پے ذرا

ہو۔۔او۔۔۔

سبھی کا من پسند گانا تھا۔سب خوب انجوائے کر رہے تھے۔ابرار نے امائمہ کا ہاتھ پکڑ کر دل پر رکھا۔

ہنستے مسکراتے سب خوب انجوائے کر رہے تھے۔امائمہ کو پتانہ چلا تھا سوتے میں وہ کب ابرار کے شانے پر سر ٹکا چکی تھی۔ابرار نے بے خبری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے امائمہ کے ہاتھوں کو محبّت سے چوما تھا۔حسن نے دیکھا اور منہ دوسری جانب پھیر لیا تھا۔

☆☆☆☆

بھابی! آپ ہر وقت کاموں میں لگی رہتی ہیں رانیہ کو نہیں کہتی کے وہ بھی گھر کے کام وکاج میں آپ کا ہاتھ بٹا دیا کرے،ہارون لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔اور سونیا بھابی کو مسلسل کچن میں مصروف دیکھ رہا تھا۔

رانیہ کے آجانے سے ہارون کا اپنے گھر میں کوئی تبدیلی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ہارون کے کام سونیا بھابی ہی کرتی تھیں۔آج ہارون نے بھابی کو ٹوک ہی دیا تھا۔

ہارون! میں گھر کی بڑی ہوں۔تم عریشہ مجھے ماں کی طرح ہی عزت اور مان دیتے ہو۔رانیہ مجھے جیٹھانی سمجھتی ہے۔میری سہی بات بھی رانیہ کو غلط لگتی ہے۔میں اس گھر کو اپنے گھر بنانے میں میں نے اس گھر میں 20 سال گزار دئے ہیں۔میں نہیں چاہتی کل کی آئی لڑکی اس گھر کا ماحول خراب کرے۔رانیہ انتہائی بد تمیز لڑکی ہے۔اسے چھوٹے بڑے سے بات کرنے کی کوئی تمیز نہی ہے۔ارے ابھی پچھلے منگل کی بات ہے میں سب کام کر کے ٹی وی لگا کر بیٹھی تھی۔رانیہ نے یہاں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتن ایسے ہی چھوڑ کر کمرے میں چلی گئی۔میں کمرے میں بیٹھی کہنے گئی کے کم از کم برتن کچن میں ہی رکھ دو،ماسی دھو لیگی۔۔۔ہارون تمہارے کمرے کی دہلیز چڑھنان غضب ڈھا گیا۔۔

رانیہ تو کسی خوبصورت نوجوان سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔مجھے اپنے کمرے میں دیکھ کر بری طرح چلائی۔مجھ پر اس گھر میں آج تک کوئی بھی نہیں چلایا ہے۔۔ٹپ۔۔ٹپ۔۔ٹپ۔۔۔۔۔۔سونیا کمال مکّاری سے کہتے ہوئے اب نیّر بہا رہی تھی۔۔

بھابی! رانیہ ایسا نہیں کر سکتی وہ ایسی نہیں وہ کسی سے اکسی اجنبی سے ویڈیو کال نہیں کر سکتی۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہارون سب باتوں کو چھوڑ کر رانیہ کے کردار کی گواہی دے رہا تھا۔ ہارون کے لہجے میں مان۔ اعتبار۔ اعتماد بول رہا تھا۔ او۔۔۔ ہارون تم توزن مرید نکلے۔۔۔۔۔ کتنا بھروسہ ہے بیوی پر۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھنا کیسے بھروسہ توڑتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سونیا بھابھی کا سازشی ذہن منصوبہ بن رہا تھا۔

ہارون! اللہ جی میں تو تمہیں اپنا بیٹا سمجھتی تھی۔ تم بھی مجھے ماں ہی سمجھتے تھے۔ تمہیں میری آنکھوں دیکھی بات پر اعتبار نہیں رانیہ پر بھروسہ ہے۔ مجھے تو وہ کوئی جادوگرنی لگتی ہے جس نے تمہیں حسن و محبت کے جال میں پھنسالیا ہے۔ سونیا بھابھی نے زاروقطار روتے ہوئے کہا تھا۔

ہارون کا دل فورا نرم ہوا تھا۔

بھابھی! مجھے آپ پر رانیہ سے زیادہ بھروسہ ہے۔ پہلے آپ ہیں پھر رانیہ ہے۔ آپ کے ساتھ اتنی بدتمیزی کرتی رہی اور آپ نظر انداز کرتی رہیں۔۔؟ آجائے رانیہ میکے سے دیکھے گا۔ کیسی کلاس لیتا ہوں سب کے سامنے آپ سے معافی مانگی گی۔۔۔ ہارون سونیا بھابی کی جھوٹی باتوں سے شدید اشتعال میں آچکا تھا۔

سونیا من ہی من اپنی فتح پر مسکرا رہی تھی۔ صورت رونی ہی بنائی ہوئی تھی۔ ہارون! نہیں میں نہیں چاہتی میری وجہ سے تم میاں بیوی کے تعلقات میں بدمزگی پیدا ہو۔۔ رانیہ چھوٹی ہے نادان ہے میں تو اس رانیہ کو عرشیہ کی طرح چھوٹی بہن ہی سمجھتی ہوں۔ اور اس کی ہر غلط بات کو درگزر کر دیتی ہوں۔ سونیا بھابھی نے چاپلوسی سے کہا تھا۔

ہارون! میں بھی لڑنے بیٹھ جاؤں گی تو دنیا باتیں ہی بنائے گی۔ میں نہیں چاہتی کہ ہماری گھر کی بھی برائیاں ہوں۔ کام بھی رانیہ کی اپنی مرضی ہے۔ اس کا دل چاہے تو کرے ورنہ میں نے آج تلک کوئی زور زبردستی نہیں کی۔ شادی کو چار ماہ ہو گئے ہیں۔ رانیہ نے نہ ہی کبھی صبح اٹھ کر تمہیں ناشتہ دیا ہے۔ نہ ہی کبھی چائے بنا کر دی ہے۔ ہارون رانیہ ہمارا کوئی کام نہ کرے۔ تمہارے کام کرنا تو رانیہ کا ہی فرض ہے نہ۔۔

http://paksociety.com

میں اچھی طرح سمجھ سکتی ہوں شادی کے نئے گھر میں لڑکیاں الجھن کا شکار رہتیں ہیں۔ کہ کام کس طرح کریں۔ لڑکیاں چاہتیں ہیں کہ اپنی طرف سے سسرال والوں کو شکایت کا موقع نہ دیں۔۔

رانیہ بھی نئے گھر نئے ماحول میں ہے۔ میں اسے ایڈجسٹ ھونے کا موقع دے رہی ہوں۔۔ بیوی جب دل کی گہرائیوں سے شوہر کو چاہنے لگتی ہے تو بخوشی گھریلو تمام تر ذمہ داریاں باحسن طریقے سے نبھانے لگتی ہے۔ میری زندگی میں آنے والا پہلا مرد میرا شوہر ہی تھا۔ میں نے شعیب سے دل کی گہرائیوں سے محبت کی۔ شعیب کی محبت ہی تھی جو میں نے عرشیہ اور تمہیں اپنی اولاد کی طرح پالا ہے۔ رانیہ کے دل میں ابھی تمہارے لیے اس طرح کی محبت نہیں ہو گی۔ جب وہ دل سے گھر اور تمھیں اپنا مان لے گی تو تمام تر ذمہ داریاں بھی نبھالے گی۔ میں اپنے گھر میں سکون 'عزت چاہتی ھوں۔ تم پلیز رانیہ کو کچھ مت کہنا۔ وقت لگے گا وہ خود ھی سمجھ جائے گی نادان ھے نہ۔۔۔۔۔۔۔

سونیا بھابھی کی باتوں سے ہارون کے دل میں مزید انکے لیے عزت اور محبت بڑھ گی تھی۔ ہارون مزید انکا گرویدہ ہو گیا تھا۔ رانیہ کی طرف سے دل برا ہو گیا تھا۔

رانیہ اپنی ماں کے گھر دو دن رہ کر آ گئی تھی۔ رانیہ کو ہارون کا اجنبیت بھرا رویہ پریشان کر رھا تھا۔ پھلے ھی وہ رانیہ کے ساتھ سنجیدہ تھا اب مزید سنجیدہ ھو گیا تھا۔ سونیا کو علم تھا کے اس کی سازش ضرور حقیقت رنگ لائے گی۔ رانیہ جو ھنستی مسکراتی رہتی تھی اب اب تھکنے لگی تھی۔ چار ماہ میں ہارون کی جانب سے تجدید وفا تجدید محبت کا عمل نہ ہوا تھا۔ رشتوں میں بالکل چپ سادھ لی تھی۔ فاصلے۔ بے وجہ خاموشی حائل ہو جائے تو رشتوں کا حسن ماند پڑنے لگتا ہے۔

رانیہ خاموشی سنجیدگی سے بیزار ہو چکی تھی۔ رانیہکو لگتا تھا ہارون اور اس کا ساتھ دیرپا قائم نہ رہ پائے گا۔ رانیہا پنی طرف سے مکمل کوشش کرتی اپنے رشتے کو خلوص و محبت سے نبھانے کی رانیہ ہارون کی جانب چار قدم بڑھ کر آتی اور ہارون دو قدم پیچھے ہٹ جاتا۔ رانیہ مایوس نہیں ہونا چاہتی تھی۔ لیکن وہ مایوس ہو رہی تھی۔۔۔

http://paksociety.com

مجھے ہو کیا گیا ہے۔ میں کیوں امائمہ کو دیکھ کر بے خود ہو جاتا ہوں۔۔ امائمہ بھائی کی امانت ہے۔ امائمہ پر بھائی کا حق ہے۔ امائمہ اور بھائی دونوں ایک دوسرے کو بے حد بے حساب چاہتے ہیں۔ مجھے محبت ہو گئی۔ مجھے ایسے کیسے امائمہ سے محبت ہو سکتی ہے۔ نہیں یہ غلط ہے۔ ایسا تو میں نے کبھی سوچا ہی نہ تھا۔ اور امائمہ سے محبت۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ محبت ابھی سے نہیں۔ بچپن ہی سے دل کے نہاں خانون میں چھپی تھی۔ اب یہ محبت اپنا آپ باوار کروا رہی ہے۔

ہم لاکھ محبت کے وجود سے انکاری ہو جائیں۔ لیکن جب محبت ہوتی ہے نہ تو یہ ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا آپ منوا لیتی ہے۔۔۔۔ محبت دل کی دھڑکنوں کو بھی لئے لئے نئی دُھن پر دھڑکا دیتی ہے۔۔۔۔ محبت رشتے نہیں دیکھتی۔۔۔۔۔۔ محبت اجنبی نہیں دیکھتی۔۔۔۔۔۔ محبت تو کسی کی بھی طلبگار بن جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محبت سوچ سمجھ کر تھوڑی نہ کی جاتی ہے۔

میں حسن الحسن بقائمی ہوش و حواس میں اقرار کرتا ہوں، کہ میں امائمہ اقبال الحسن سے دل کی تمام تر گہرائیوں کے ساتھ روح کی سچائیوں کے ساتھ بے پناہ، بے حساب، بے حد، بے شمار محبت کرتا ہوں۔

میں اچھی طرح جانتا ہوں کے امائمہ بھائی سے محبت کرتی ہے۔ وہ بھائی کی منگیتر ہے۔ میں کبھی بھی اسے پانے کی دعا اور کوششیں نہیں کر سکتا۔ میری عزیز جان بھائی کی تمام تر خوشیوں، مسرتوں کا مرکز امائمہ ہے۔ دعا ہے کے بھائی اور امائمہ کی ذندگی خوشیوں، محبتوں، چاہتوں سے تا قیامت بھری رہے۔ میرے دل میں امائمہ کسک بن کر رہے گی۔

رب العزت سے مالک کائنات سے شکوہ شکایت کرنا نہیں کرنا چاہیے۔ اسکے دیے پر صبر و شکر کرنا چاہیے۔ پھر بھی اکثر دل میں یہ خیال اتا ہے کہ اے مالک دو جہاں میرے دل میں ایسی محبت کیوں ڈالی۔ جسکی منزل ملن نہیں جدائی ہے۔۔ دل اس، کی چاہت کا طلبگار کیوں بن جاتا ہے جس کے دل میں ہماری چاہت کبھی نہیں جاگ سکتی۔ مجھے میری محبت سے ملا دے یا اس محبت کو ہی دل سے نکال دے۔۔۔۔۔"امائمہ کو چھوٹے چچا نے حسن کے روم سے شہروز انٹر پرائز کی فائل لینے بھیجا تھا۔

امائمہ اس کی ٹیبل پر فائل ڈھونڈ رہی تھی کے حسن کی نیوی بلو ڈائری ہاتھ میں آ گئی۔ ڈائری میں پین بھی رکھا تھا۔ امائمہ نے ڈائری کھول لی تھی۔ جوں جوں پڑھتی جا رہی تھی چہرے کا رنگ فق ہوتا جا رہا تھا۔ امائمہ ساکت و جامد کھڑی رہ گئی تھی۔

امائمہ پر یکے بعد دیگرے کئی حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ لکھنے والا مزید حال دل لکھنا چاہتا ہو گا۔ پین ایسے ہی رکھا تھا۔ امائمہ ششدر تھی۔ آنکھوں نے جو پڑھا دل اس حقیقت سے انکاری تھا۔ دل تسلیم کر رہا تھا۔ آنکھیں وجمود سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ "یہ۔۔۔۔۔۔ کیا بکواس ہے۔۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔ سب۔۔۔۔ جھوٹ۔۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔" امائمہ بے رابط سی ہکلائی تھی۔ ڈائری ٹیبل پر پٹخی اور روم سے نکل گئی۔ امائمہ کا ذہن الجھ چکا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆

"ام! میرا بچہ میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں سانس کب روک جائے۔ میں تیرے لئے فکر مند رہتا ہوں۔ تجھے اس طرح اکیلا نہیں دیکھ سکتا۔ اگر میری سانسیں روک بھی گئیں اور میں اس دنیا سے چلا گیا تو تیری فکر میں لمحہ لمحہ تڑپتا رہو نگا۔" محمّد یوسف کی طبیت شدید ناساز تھی امم ہانی بیٹھی اشک بہا رہی تھی۔

"بابا! آپ فکر نہ کریں جس کا کوئی نہیں ہوتا اسکا رب الکریم ہوتا ہے۔" ام ہانی دل گرفتہ سی بولی۔

محمّد یوسف کی سانسیں اکھڑ رہیں تھیں۔ ام ہانی نے آج آفس کی چھٹی کر لی تھی۔ ریان احمد کو میسج کر چکی تھی۔

"بیٹا تم۔۔۔۔۔۔۔ ار۔۔۔۔ ار۔۔۔۔۔۔۔ ارسلان۔۔۔۔ کو بلا۔۔۔ وۓ۔۔۔" محمّد یوسف بے ربط ہوئے تھے بولا نہیں جا رہا تھا۔

بابا جان! آپ اس طرح مجھ یوں تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتے" ام ہانی باپ کے ہاتھوں کو چوم کر رو دی تھی۔ محمد یوسف کی روح قفس عنصر سے پرواز کر چکی تھی۔

ام ہانی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی کئی گھنٹے گزارنے کے بعد ام ہانی نے خود کو بمشکل سنبھالا تھا۔ ریان احمد کو کال کی تھی۔

"مر۔۔۔۔۔۔ میرے۔۔۔۔۔۔۔ بابا جان۔۔۔۔" ام ہانی روتے ہوئے کچھ بھی نہیں کہہ پا رہی تھی۔ دوسری جانب ریان احمد سمجھ چکا تھا۔

"ام ہانی! آپ فکر نہ کریں۔ میں جلد از جلد پہنچتا ہوں۔" ریان احمد بات کرتا ہوا آفس سے باہر نکلا تھا

http://paksociety.com

۔ام ہانی نے ارسلان چاچا کو بھی فون کر دیا تھا ریان پہلی بار آیا تھا۔ آفس سے نکلنے کے بعد سیکڑیڑی کو ام ہانی کے والد صاحب کی رحلت کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ ام ہانی کا ایڈریس بھی انباکس کرنے کا کہا تھا۔ گنجان آباد علاقہ تھا۔ گلی میں گٹر کا پانی ابل رہا تھا ۔بدبو سے ریان کا دماغ یکدم گھوما تھا جگہ جگہ کوڑا کرکٹ پڑا تھا۔

"اف اتنی گندی انسان کو کوئی بیماری نہ بھی ہو تو اس محلے میں آکر لگ جائے۔۔۔۔"ریان نے تاسف سے سوچا تھا،ریان مطلوبہ پتہ پر پہنچ چکا تھا۔ گھر کی حالت انتہائی بوسیدہ تھی دروازہ بھی ایسا تھا کہ کسی نے زور دار ہاتھ مارا تو ٹوٹ کر گر جانا تھا۔

ریان نے آہستگی سے دستک دی تھی۔ ریان کو کسی کی سسکیوں کی آواز آرہی تھی۔ ریان گھر کے اندر داخل ہو گیا تھا چھوٹا سا کمرہ تھا۔ سامنے ہی چارپائی پر انتہائی نحیف شخص دیکھا تھا۔ ریان کو دلی دکھ ہوا تھا۔ کمرے میں دو چارپائیاں، ایک خستہ حال الماری تھی ایک جگہ پرانے سے اسٹول پر جگہ جگہ سے ٹوٹا کولر رکھا تھا ساتھ ہی گلاس بھی تھا۔ ام ہانی حور کی پری اور ام ہانی کی رہائش کا ریان بغور جائزہ لے رہا تھا۔ ام ہانی اپنے باپ کا ہاتھ تھامے سر جھکائے سسک رہی تھی۔ ریان کی آمد سے بے خبر تھی۔

"بابا جان! اٹھیں آنکھیں کھولیں۔ اس بھری دنیا میں میرا کوئی بھی نہیں۔ میں یتیم لاوارث کہاں جاؤ گی۔ مجھے کون پناہ دے گا۔ مجھے کون عزت دے گا۔ ہمارے معاشرے میں عورت کی عزت محفوظ نہیں۔ میں اکیلی اپنی ناموس کو کسطرح بچا پاؤ نگی۔ ہمارے یہاں درندہ صفت لوگ بستے ہیں۔ رشتے داروں کے ہوتے ہوئے بھی کوئی نہیں جو میرے سر پر دست شفقت دکھ دے"ام ہانی زارو قطار رو رہی تھی۔

ریان احمد کا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔ ریان احمد کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔ کس طرح ام ہانی کو پرسند دے۔ چپ چاپ وہ دیکھ رہا تھا۔ ام ہانی بہت ٹوٹی بکھری لگی رہی تھی۔ ریان احمد کا دل بے ساختہ چاہا کے آگے بڑھ کر اس معصوم پیاری لڑکی کو بازوؤں میں بھر لے۔ اپنا کاندھا دے کہ وہ اس کاندھے پر سر ٹکا کر سارے آنسو بہا دے۔

"ام! کہاں ہے تو۔ مر گیا تیرے باپ چلا اب تو۔۔۔۔۔"ارسلان چچا گھر میں چنگاڑتے ہوئے داخل ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ جن کا حلیہ بتا رہا تھا وہ اچھے لوگ نہیں ہیں۔ ام ہانی کے ارسلان چچا کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا۔

"چچا! میرے بابا جان۔۔۔۔۔"ام ہانی چچا کو دیکھ کر اک بار پھر بلک بلک کر رو دی تھی۔

http://paksociety.com

"ہاں مر گیا۔ چل اب تو تجھے میں نے ان لوگوں کو بیچ دیا ہے پورے 2 لاکھ میں" ارسلان چچا نے کمینگی سے کہتے ہوئے۔ ام ہانی کو بالوں سے کھینچ کر اٹھایا تھا۔

"چچا جی۔ چھوڑیں میرے بال درد ہو رہا ہے۔"

ام ہانی روتے ہوئے چلائی تھی۔۔ ام کتنی شدت سے مجھے اس دن کا انتظار تھا یہ بیمار مرے اور میں تجھے فروخت کر کے لاکھوں روپے حاصل کر لو چچا ارسلان کمینگی و بے رحمی سے کہ رہے تھے ام ہانی زارو قطار رو رہی تھی۔

کوئی ایسا نہ تھا کس کس کو مدد کے لئیے پکارتی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆

موسم تبدیل ہو رہا تھا اکتوبر کا اختتام چل رہا تھا دن میں گرمی اور رات میں ٹھنڈک تھی بھری دوپہر میں رانیہ کو سخت بوریت محسوس ہو رہی تھی، کئ دنوں سے طبعیت میں بھی بوجھل پن محسوس کر رہی تھی آہستگی سے زینہ چڑھتے ہوئ رانیہ چھت پر آگئ تھی سائڈ پر رکھی ہوئ کرسی پر بیٹھ گئ تھی، نیلے گگن پر بے فکر اُڑتے پرندوں کو دیکھ کر خود کو اپنی زندگی قید کی مانند محسوس کر رہی تھی۔

ہارون مجھے کن خطاؤں کی سزا دے رہے ہو میں نے تو سچے من کی گہرائیوں، من کی سچائیوں سے تمہیں چاہا تھا تمہاری یہ بے رخی بے اعتنائ تمہارا خفا خفا رہنا ناقابل برداشت ہے رانیہ سوچوں میں گم تھی کچھ اشک رانیہ کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

رانیہ یہ اس وقت اکیلی چھت پر کیا کر رہی ہو سونیا بھابھی نے رانیہ کو زینہ چڑھتے دیکھ لیا تھا اور اب کڑے تیوروں سے پوچھ رہی تھیں بھابھی کمرے میں دل گھبرا رہا تھا اسلئیے کھلی فضا میں آگئ رانیہ نے آہستگی سے کہا تھا۔

میڈم جی اچھے گھرانے کی لڑکیوں کے یہ طور طریقے نہی ہوتے کہ بھری دوپہر میں چھت پر آکر تنہا بیٹھ جائیں میں اپنے گھر میں اس بات کی اجازت نہیں دونگی۔

تم شادی شدہ ایسا کرو گی تو اس گھر میں عریشہ بھی ہے وہ بھی تمہارے نقش قدم پر چل کر کوئی نا کوئی گل کھلا دے گی۔۔۔ سونیا بھابھی تحکم آمیز لب و لہجے میں کہ رہی تھی۔

http://paksociety.com

بھابھی یہ گھر جتنا آپ کا ہے اتنا میرا بھی ہے،، ہمیشہ میرا گھر میرا گھر سن سن کے رانیہ کو غصہ آتا تھا جو کے آج اس نے ظاہر بھی کر دیا تھا۔

رانیہ کیا کہا۔ یہ گھر جتنا میرا ہے اتنا ہی تمہارا بھی ہے۔۔۔ سونیا بھابھی نے قہقہ لگا کر حیرانگی ظاہر کی تھی۔

تم کل کی آئی لڑکی۔۔ میری برابری کرو گی۔ یہ گھر میرا ہے۔ میں نے گزشتہ بیس سالوں سے اس گھر کی عمدہ احسن طریقے دیکھ بھال کی ہے۔ اس گھر کے مکینوں کا خیال رکھا ہے۔ تم نے چار ماہ میں کیا کر لیا اس گھر کیلئے۔

بھابھی آپکو موقع دیا گیا ہے کام کاج کرنے کا آپ مجھے موقع نہیں دیتیں۔ میں تو چاہتی ہوں آپکی مدد کراؤں یا ذمہ داری سے کھانا پکاؤں لیکن آپ مجھے کچھ بھی نہیں کرنے دیتیں۔ رانیہ نے صاف گوئی سے کہا تھا رانیہ کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

اوہ۔۔۔۔ میں کام نہیں کرنے دیتی۔۔۔۔ سونیا بھابھی نے تمخسرانہ انداز میں کہا تھا۔

ارے میں تو تجھے کاکی سمجھتی تھی تو تو بڑی ہوشیار نکلی۔۔۔ سونیا بھابھی نے مسکرا کر معصومیت سے کہا تھا۔۔

بھابھی افسوس ہے کہ میں آپ کو کیا سمجھا اور آپ کیا نکلی۔۔۔۔۔۔۔؟

رانیہ تنفر سے کہتی سیڑھیاں اتر گئی۔ سونیا یہ تو مقابلے پر اتر آئی ہے اب بہت محتاط رہنا ہو گا۔ سونیا خود سے ہمکلام تھی۔

☆☆☆☆

ٹی ٹائم چل رہا تھا، سب لان میں آرام سے بیٹھے تھے امائمہ نے دور سے ہی دیکھا، ابرار، حسن دونوں بھائی کسی فائل پر بات کر رہے تھے فائل کھولی رکھی تھی، مسکان اور نمرہ سرگوشیوں میں مصروف تھیں بیہ کاموشی سے بیٹھی چائے پی رہی تھی بیہ کی نظریں حسن پر جمی تھیں۔ دادو، مما، بڑی مما، چاچی دادی کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں۔۔۔۔۔

حسن نے اپنی ڈائری میں جو لکھا ہے۔۔۔ ایسا کیوں لکھا ہے،، امائمہ مسلسل سوچے جا رہی تھی، دو دن ہو گئے تھے حسن کی ڈائری پڑھے ہوئے تب سے اب تک امائمہ بے چین تھی امائمہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے کھڑی حسن کو بغور دیکھ رہی تھی امائمہ کی آنکھوں کی تپش تھی کہ حسن نے نظر اٹھا کہ ڈائریکٹ اوپر دیکھا، امائمہ نے جھینپ کر دوسری جانب دیکھا۔۔۔ حسن کو امائمہ کے چہرے پر پھیلی اداسی فکر میں مبتلا کر گئی۔

امائمہ پورا گھر نیچے سنڈے سیلیبریٹ کر رہا ہے۔۔۔ تم اتنے اچھے موسم میں کمرے میں کیوں بیٹھی ہو؟؟؟ ابرار، امائمہ سے استفسار کر رہا تھا۔

وہ میرے سر میں درد ہے۔۔۔۔ امائمہ نے جھوٹ بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امائمہ مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔؟

ابرار فکر مندی سے بولا تھا۔

"آؤ!! دوائی لینے چلتے ہیں۔۔" ابرار محبت آمیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"ارے نہیں نہیں! بس اب بہتر ہے۔۔" امائمہ نے جھٹ سے انکار کیا تھا۔

"بیگم صاحبہ دو دن سے نوٹ کر رہا ہوں کہ تم مجھ سے کچھ چھپانے کی سعی کر رہی ہو۔ عجیب اجنبیت بھرا انداز ہے تمہارا۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ تم اپنے آپ سے کوئی بات چھپالو شاید لیکن اپنے ابرار سے نہیں چھپا سکتیں۔۔۔" ابرار محبت بھری نظروں سے امائمہ کو دیکھ رہا تھا۔

"نہیں! ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔" امائمہ نے سچ کو جھٹلایا تھا۔

"چلو آؤ!! چائے پینے چلتے ہیں۔ ممّا نے نگٹس بنائے ہیں۔ بہت لذیذ بنے ہیں۔ تم بھی بنانا سیکھ لو میرے من پسند کھانے۔۔" ابرار نے محبت بھرا حکم صادر کیا تھا۔

"مسٹر!! جب وقت آئے گا سیکھ لونگی تمام کام۔۔۔" امائمہ ازلی شوخی سے پُر لہجے میں بولی تھی۔ دونوں ہنستے مسکراتے ساتھ ساتھ کمرے سے نکلے تھے۔ زینہ اتر رہے تھے۔ حسن زینہ چڑھ رہا تھا۔ امائمہ کو خوش دیکھ کر سدا خوش رہنے کی دعا دی تھی۔

ہمیں جس سے محبت ہوتی ہے ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہ ہر دم ہنستا مسکراتا خوشیاں بکھیرتا رہے۔

☆☆☆☆

"السلام علیکم مامی جی۔۔۔!!" عائشہ بیگم بھنڈیاں کاٹنے میں مگن تھیں۔ کہ یمنیٰ کی چہکتی ہوئی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ یمنیٰ محبت سے آکر گلے ملی تھی۔

"وعلیکم السلام بیٹا!! کیسی ہو؟ گھر میں سب کیسے ہیں۔ عظمیٰ کو بھی ساتھ لے آتیں" عائشہ بیگم نے محبت و شفقت سے خیریت پوچھی تھی۔

"مامی جی!! نند کی بڑی فکر ہے۔۔" یمنیٰ نے شرارت سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا تھا۔ شہریار اور سعد یونیورسٹی سے ابھی ابھی آئے تھے۔ دونوں بھائی کپڑے تبدیل کر کے نیچے ہی آ رہے تھے کہ یمنیٰ (پھپھوزاد) کو دیکھ کر منہ کے زاویئے بگڑ گئے تھے۔

"ہیلو شہریار، سعد کیسے ہو۔۔ پڑھائی کیسی چل رہی ہے۔۔؟؟" یمنیٰ نے دور سے ہی دیکھ کر ہائے ہیلو کیا تھا۔ چہک کر باقاعدہ ہاتھ بھی ہلایا تھا۔

"جی باجی ہم ٹھیک ہیں۔۔" دونوں ایک آواز ہو کر بولے تھے۔ یمنیٰ ان دونوں سے چار سال بڑی تھی۔ یمنیٰ کو دونوں کا باجی کہہ کر پکارنا سخت ناپسند تھا۔ یمنیٰ دونوں کو کہتی کہ نام لیکر پکارا کرو۔

"مامی جی!! ریان کب تک آئیگا۔۔" یمنیٰ نے مسکراتے ہوئے اپنے اسٹریپ کٹنگ بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"ماسی آ گئی اپنے اصل مقصد پر۔ یار مما، پپا کو اس شو پیس میں نجانے کیا خوبی دکھتی ہے۔ جو اسے ریان بھائی کی بیگم بنانے کا سوچتے ہیں۔ پہناوا دیکھو ذرا۔۔۔۔۔۔" شہریار نے آہستگی سے سعد کو کہا تھا۔

یمنیٰ اونچی وائٹ ہیل، اسکن فیٹنگ بلیک ٹائٹس پر اسکن فیٹنگ لائٹ براؤن کالر کی شرٹ پہنے، سیلولیس شرٹ، ڈارک میک اپ، کٹنگ اور ڈائی ہوئے بال، دونوں اسے دیکھ رہے تھے۔

"شہریار!! یہ ہر دفعہ نئے نئے فیشن کر کے ریان بھائی کو اپنے حُسن کے جادو میں پھنسا کر حاصل کرنے کے جتن کرتی ہے۔ بے وقوف لڑکی کو یہ نہیں پتہ کہ مرد ہمیشہ اُسی عورت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو اپنی ناموس کی حفاظت کرے۔ مرد کے سامنے نظر اٹھا کر نہیں، جھکا کر بات کرے۔۔" سعد نے یمنیٰ کو دیکھ کر کہا تھا۔

"مامی جی!! میں ایک ماہ رہنے آئی ہوں۔۔" یمنیٰ نے عائشہ بیگم کو مصروف دیکھ کر بتایا تھا۔

"بیٹا!! بتا کیوں رہی ہو۔۔ تمہارا اپنا گھر ہے جب تک چاہو، رہ لو۔۔" عائشہ بیگم مسکرا دی تھیں۔

http://paksociety.com

"ہر دو ماہ بعد ایک ماہ کا اسٹے کراچی کا کرتی ہے۔لاہور سے آتی ہے۔ابھی تو واپس جانے سے رہی۔اب بیچارے ریان بھائی پورا مہینہ اسکی وجہ سے ہم سے بے زار رہینگے۔مصیبت و آفت۔۔"شہریار چڑ کر بولا تھا۔

یمنیٰ روم میں جا چکی تھی فریش ہونے۔شہریار،سعد جلدی سے لنچ کرنے بیٹھ گئے تھے۔عائشہ بیگم نے ٹوکا بھی کہ یمنیٰ مہمان ہے۔اتنی دور سے آئی ہے،اس کے ساتھ کھانا کھالینا۔

دونوں نے ماں کو کہہ دیا کہ "مما!!ہم نہیں کھائینگے یمنیٰ باجی کے ساتھ کھانا۔"عائشہ بیگم دونوں کو ڈانٹنے لگی تھیں۔

☆☆☆☆

"ہاتھ چھوڑیں امِ ہانی کا۔۔۔۔۔"ریان احمد کونے میں کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کچھ کہہ نہیں رہا تھا۔ارسلان چچا کے ساتھ آئے آدمی نے امِ ہانی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو ریان احمد غصے سے چلایا تھا۔

ام!!تیرا عاشق بھی ہے۔ظاہر سی بات ہے۔جوان ہے۔خوبصورت ہے۔عاشق تو ہونا ہی ہے"ارسلان چچا انتہائی گری ہوئی لینگویج استعمال کر رہے تھے۔

امِ ہانی 'ریان احمد کو دیکھ کر حیران تھی۔واقعی اس نے اپنا کہا سچ کر دکھایا تھا۔ریان احمد نے امِ ہانی کو کہا تھا۔'کوئی بھی مسئلہ ہو۔بس اک کال کرنا۔میں آجاؤنگا۔'امِ ہانی نے نمناک نگاہوں سے ریان احمد کو دیکھا تھا۔جیسے کہہ رہی ہو مجھے میرے چچا سے بچالو۔۔

"میں اس کا عاشق نہیں،اس کا شوہر ہوں۔۔"ریان احمد ٹھوس لب و لہجے میں بولا تھا۔ریان احمد کے دل نے لمحوں میں ہی اُسے اپنی شریکِ حیات بنانے کی چاہت ظاہر کر دی تھی۔ارسلان چچا سٹپٹا گئے تھے۔

"تم۔۔۔۔۔۔جھوٹ کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔"ارسلان چچا نے اسے جھٹلایا تھا۔

"نکاح نامہ دکھاؤں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔"ریان احمد نے ارسلان چچا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غصے سے کہا تھا۔

"آپ لوگ یہاں سے لمحہ گزرنے سے پہلے نکل جائیں۔مجھے شدید غصہ آرہا ہے۔اس سے پہلے کہ میں اپنے جگری دوست ایس پی جہانگیر خان کو کال کر کے رپورٹ درج،کرادوں کہ میری بیوی کو اُس کے چچا نے ہراساں،پریشان کیا ہوا ہے۔اور مزید یہ بھی کہ

http://paksociety.com

زبردستی فروخت۔۔۔۔۔۔۔"ریان احمد طیش کے عالم میں کہہ ہی رہا تھا کہ ارسلان چچا اور ان کے ساتھ آئے دونوں آدمی فوراً چلے گئے تھے۔ریان احمد نے پُر سکون سانس خارج کیا تھا۔

☆☆☆☆

ہارون!!میں آپ سے بے حد محبت کرتی ہوں۔آپکی بے رخی نہیں سہی جاتی مجھ سے۔۔۔۔"رانیہ کی آواز رندھ گئی تھی۔

"محبت۔۔۔۔۔!!"ہارون نے ہنکارا تھا۔

"جی ہارون!!محبت۔۔۔۔۔کس طرح آپ کو یقین دلاؤں کہ میں آپ کی محبت میں پُور پُور ڈوبی ہوں۔۔۔۔"رانیہ نے نمناک نگاہوں سے اقرار اور استفسار کیا تھا۔ساتھ ہی ہارون کا ہاتھ بھی تھاما تھا۔

"تم کیسی ہو مجھے سب پتہ ہے۔سونیا بھابھی نہیں چاہتیں کہ اس گھر کی عزت پر کوئی حرف بھی آئے۔اسی لئے میں تمہیں برداشت کر رہا ہوں۔ہارون نے رانیہ کا ہاتھ جھٹکا تھا۔شدید غصے میں چلایا تھا۔رانیہ اس ہتک اور تحقیر آمیز لہجے پر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

یا اللہ پاک!میں نے کیا بگاڑا ہے سونیا بھابھی کا جنہوں نے میری ازدواجی زندگی کا سکھ،چین،خوشی سب ختم کر دی ہے۔نجانے سونیا بھابھی نے ہارون سے کیا کہا ہے کہ جو ہارون کے دل میں میرے لئے اتنی بدگمانی سما گئی ہے۔ہارون سوچ چکا تھا۔رانیہ سوچوں میں غرق تھی۔رانیہ کے چہرے پر تفکر کے سائے لہرا رہے تھے۔روتے روتے کافی دیر گزر گئی تو رانیہ نے اٹھ کر وضو کیا اور رات کے آخری پہر نماز ادا کرنے لگی تھی۔رانیہ کا عقیدہ تھا کہ صلوۃ الحاجات پڑھنے سے ہر جائز حاجت بر آتی ہے۔نماز کی ادائیگی کے بعد رانیہ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کئے تھے۔

"یا اللہ پاک!!ہارون اور میرا رشتہ بہت نازک موڑ سے گزر رہا ہے۔اس رشتے کی حفاظت فرمانا۔اس رشتے کو ٹوٹنے سے بچانا۔میرا گھر بسا ہے بسائے رکھنا۔میرے گھر کو برباد کرنے والے کی سازش ہر سازش کو ناکام بنانا"رانیہ من ہی من اپنے رب سے رعاؤں میں مشغول تھی۔نماز ادا کرنے سے رانیہ کے بے چین دل کو بے چین من کو کچھ سکون ملا تھا۔اور رانیہ نے بے ساختہ خود سے کہا تھا۔

"بے شک دلوں کا سکون تو اللہ کے ذکر میں ہے"انسان مایوس اور پریشان اسلئے ہوتا ہے۔کیونکہ انسان اپنے رب کو راضی کرنے کی

http://paksociety.com

بجائے لوگوں کو راضی کرنے میں لگ جاتا ہے۔ رانیہ نے دل میں عہد کیا تھا کہ اُسے بس اپنے رب کو راضی کرنا ہے، رانیہ سوچ رہی تھی۔

☆☆☆☆

ابرار الحسن کی گاڑی کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ آفس سے واپسی پر ابرار الحسن کی گاڑی کو ٹرالر کچلتا ہوا چلا گیا تھا۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ابرار الحسن موقع ہی دم توڑ چکا تھا۔

"حسن مینشن" میں کہرام برپا تھا۔ گھر میں قیامت کا منظر تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ضوباریہ بیگم جوان بیٹے کی موت پر دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں۔ زہرہ بیگم کی سسکیاں بند نہ ہو رہی تھیں۔ جوان پوتا، یوں نظروں سے اوجھل ہو جائیگا کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ نمرہ کی چیخیں حسن مینشن کے در و دیوار کو ہلا رہی تھیں۔ ابرار بھائی یوں ہمیں چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔ یہ جھوٹ ہے۔ افواہ ہے۔

پورا گھر غم میں ڈوبا ہوا تھا۔ امائمہ سکتے کی کیفیت میں تھی۔ امائمہ کے چہرے پر گہرا جامد سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ امائمہ کی نگاہیں کسی بھی احساس سے عاری تھی۔ بس یک ٹک ابرار کے زخموں بھرے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ کل تک جن نگاہوں میں چاہت کے دیپ روشن تھے۔ آج ان نگاہوں میں ویرانی تھی۔ رافیہ بیگم نے بیٹی کو یوں سکتے میں دیکھ کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ لیکن امائمہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ خالی خالی نگاہوں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ ابرار الحسن کو اسکی آخری آرام گاہ پہنچانے تک سب بالکل ہی نڈھال ہو چکے تھے۔ اک شدید غم تھا جس نے حسن مینشن کے مکینوں کو لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ابرار الحسن کو دنیا سے گئے پورے پندرہ دن ہو چکے تھے۔ مگر امائمہ کی خاموشی ہنوز برقرار تھی۔ زہرہ بیگم امائمہ کے کمرے میں آئی تھیں۔

"امائمہ میرا بچہ۔۔۔۔۔!!" دادی بھیگے لہجے میں شفقت سے بولی تھیں۔ امائمہ بے سدھ گھٹنے پر ٹھوڑی ٹکائے بیٹھی غیر مرئی نقطے پر اسکی نگاہیں مرکوز تھیں۔ ملگجے کپڑے، متورم آنکھیں، بکھرے بال، چہرے پر پھیلا حزن و ملال، زہرہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

"امائمہ میرا بچہ!! میں تیرا دکھ سمجھ سکتی ہوں۔ تو اکیلی نہیں۔ ہم سب یہ دکھ سہہ رہے ہیں۔ جتنی محبت تو ابرار سے کرتی تھی۔ اتنی ہی محبت پورا گھر کرتا تھا۔ گھر کا ہر فرد ابرار کے چلے جانے سے افسردہ اور غمگین ہے۔ تجھے یوں اجڑا دیکھ کر دل میں ٹیسیں اٹھتی ہیں ۔ بیٹا میں تو رب سے رو رو کر دعا کرتی ہوں کہ مجھے اپنے پاس بلا لیتا میرا بچہ مجھ سے جدا نہ کرتا۔ بیٹا مجھ بوڑھی جان میں مزید غم سہنے کی سکت نہیں۔۔" زہرہ بیگم امائمہ کو سینے سے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔

دادی کے زارو قطار رونے پر امائمہ بھی رو پڑی تھی۔گھر کے سبھی افراد امائمہ کے کمرے میں آ گئے تھے۔ سبھی زارو قطار رونے لگے تھے۔جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ سبھی کی زندگی معمول کے مطابق چلنے لگی تھی۔

ابرار الحسن کے نام کا خلا حسن مینشن میں کبھی پُر ہونے والا نہ تھا۔ابرار کی کمی سبھی کو شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ تبھی اسکی یاد میں اشک بہاتے تھے۔امائمہ نے خود کو اپنے کمرے تک محدود کر لیا تھا۔ہمہ وقت اندھیرا رہتا۔امائمہ روتی رہتی تھی۔ابرار کی تصویروں سے باتیں کرتی رہتی تھی۔امائمہ کے کمرے میں گانا چل رہا تھا۔

اے خدا تو نے محبت یہ بنائی کیوں ہے

گر بنائی ہے تو پھر اس میں جدائی کیوں ہے

امائمہ روتے ہوئے گانا بار بار لگا رہی تھی۔ابرار کو دنیا سے گئے چھ ماہ ہو چکے تھے۔امائمہ روتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"قدرت ہمیں ان ہی سے جدا کرتی ہے جنکی جدائی ہمارے لئے سوہانِ روح ہوتی ہے۔جنکے بنا ہم اک لمحہ جینا گوارا نہیں کرتے۔ انکے بنا جینا عذابِ مسلسل ہے۔

☆☆☆☆

اِمِ ہانی نے روتے ہوئے ریان احمد کو مشکور نگاہوں سے دیکھا تھا۔اگر آج ریان نہ ہوتا تو یہ سوچ کر ہی رانیہ کی روح فنا ہو رہی تھی۔

"رانیہ!!تمہارا یہاں رہنا مناسب نہیں۔میرے ساتھ میرے گھر چلو۔وہاں سے ہی تمہارے والدِ محترم کی تدفین کا بندوبست کرتا ہوں۔۔!"

"سر!!میں آپکی مشکور و ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے میرے چچا سے بچایا۔آپکا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولونگی۔سدا آپکی شکر گزار رہونگی۔مگر میں اس طرح کسی نامحرم کے ساتھ نہیں جا سکتی۔"رانیہ نے سہولت سے انکار کر دیا تھا۔

"رانیہ!!میں تمہیں اپنی شریکِ حیات بنانا چاہتا ہوں۔تم نامحرم نہیں۔۔محرم کے ساتھ جاؤ گی اس گھر سے۔کہو!کیا تمہیں میرا ساتھ قبول ہے۔۔۔"ریان احمد سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"سر!!یہ ممکن نہیں۔۔۔۔"رانیہ حیران تھی۔

http://paksociety.com

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



"کیوں؟؟ کیا آپ کہیں کمیٹڈ ہیں۔۔؟؟" ریان کہنے کے ساتھ ہی رانیہ کو سوالیہ نگاہوں سے تک رہا تھا۔

"جی نہیں سر۔۔ میں اپنے ان دیکھے محرم کی امانت ہوں۔ میرے ماں باپ نے مجھے امانت میں خیانت کرنے کا درس نہیں دیا کبھی بھی۔۔۔" رانیہ کا لہجہ مضبوط تھا۔

"بس تو پھر کیا قباحت ہے۔۔۔"

سر!! آپ آسمان کا چمکتا درخشاں ستارہ، میں زمین کا ننھا سا پودا۔۔ ہمارا ملاپ ناممکن ہے۔۔" رانیہ نے رخ موڑ کر کہا تھا۔"

"رانیہ!! آپ فضول باتیں کرنے میں ایکسپرٹ ہیں۔۔" ریان احمد نے جھنجھلا کر کہا تھا۔

"پپا!! مما کو لیکر اور شہریار، سعد کو لیکر جلدی سے یہاں آجائیں۔ میں آپکو ایڈریس بھیج رہا ہوں۔۔" ریان احمد نے ظہیر احمد کو کال کر کے جلدی آنے کا کہا تھا۔ امِ ہانی حیرت سے ریان احمد کو دیکھ رہی تھی۔

"شیراز!! نکاح خواں کو لیکر جلد از جلد یہاں آجا۔۔۔ ایسے بک بک نہ کر۔۔ بس آجا۔۔۔!" ریان احمد کی دوسری کال پر ام ہانی چلّائی تھی۔

"سر!! کر کیا رہے ہیں آپ۔۔۔۔؟؟"

"ام ہانی!! باعزت اور باکردار لڑکی ہمیشہ سے میرا آئیڈیل رہی ہے۔ اُسی لڑکی کو اپنی زندگی میں مکمل قانونی، شرعی طور پر شامل کرنا چاہتا ہوں۔۔"

"سر!! جذباتی فیصلے ہمیشہ نقصان دہ ہوتے ہیں۔" امِ ہانی بولی تھی۔ کچھ ہی دیر میں سب آچکے تھے۔ عائشہ بیگم نے امِ ہانی کی پیشانی کو چوما تھا۔

"واہ میرا بیٹا!! ہیرا لڑکی ڈھونڈی ہے۔" اور پھر سب کی موجودگی میں امِ ہانی محمد یوسف سے امِ ہانی ریان احمد ہو چکی تھی۔ ام ہانی اس خوشی اور غم کے سنگم پر زاروزار رو رہی تھی۔ عائشہ بیگم نے اسے گلے سے لگایا ہوا تھا۔ ظہیر احمد نے ام ہانی کے سر پر دستِ شفقت رکھا تھا۔ شہریار اور سعد اسکے آنسو پونچھ رہے تھے۔ ام ہانی کو ریان احمد کا وجود فرشتہ لگ رہا تھا۔ ریان احمد نے جلد از جلد تدفین کا

http://paksociety.com

بندوبست کیا تھا۔ عائشہ بیگم نے جلدی جلدی شہریار اور سعید کے ساتھ مل کر ام ہانی کا تمام سامان جلدی گھر کے گیسٹ روم میں پہنچا دی تھا۔ گھر کرائے کا تھا جسے ام ہانی نے آج ہی خالی کر دیا تھا۔ ریان احمد نے مالک مکان کو چابی دی تھی۔

ام ہانی نے روتی ہوئی نگاہیں آخری بار گھر پر ڈالی تھیں۔ نئی زندگی کا آغاز اس انداز میں ہو گا ام ہانی نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

☆☆☆☆

مما میں بہت پریشان ہوں۔ رانیہ آج ماں سے ملنے آئی تھی۔ ہارون کو کہ دیا تھا آفس جاتے ہوئے رانیہ کو چھوڑ گیا تھا۔ رانیہ نے آج ماں کو پچھلے آٹھ ماہ کی کہانی سنانی تھی اب ضبط کی طنابیں ٹوٹ گئی تھیں۔ رانیہ مما کے روم میں بیٹھی رو رہی تھی۔

مما میں نے خوشگوار ازدواجی زندگی آئیڈیلائز کی تھی ہمیشہ، مما ہارون کا رویہ شادی کی رات سے پندرہ دن تک بہت محبت اور چاہت بھرا رہا پھر انکے رویے میں تبدیلی آتی چلی گئی تھی اور سونیا بھابھی تو شادی کی پہلی رات میرے کمرے میں آکر مجھے ڈرا دھمکا کر چلی گئی تھیں۔

مما میں اس گھر میں مزید نہی رہ سکتی اس گھر میں اس گھر کے لوگوں پر سونیا بھابھی قبضہ کیئے بیٹھی ہیں وہاں ان ہی کی مرضی چلتی ہے مجھے اب واپس نہیں جانا اس گھر میں۔۔۔ رانیہ ماں کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی صائمہ بیگم بھی رو دی تھیں۔

رانیہ تُو نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ میں تو سمجھتی تھی کہ میری بیٹی بہت خوش رہتی ہے۔ صائمہ بیگم استفسار کر رہی تھیں۔

"مما! میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی بس اب تو میری برداشت ہی ختم ہو گئی تو میں نے آپکو سب کچھ بتا دیا" رانیا رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"مما! میں ہارون سے بہت محبت کرتی ہوں۔ میں اپنا گھر بگاڑنا نہیں چاہتی۔۔ میں جانتی ہوں گھر بستے بہت مشکلوں سے ہیں بگڑتے بہت آسانی سے ہیں"

"بیٹا! تو گھر بسانا چاہتی ہے نہ تو پھر یہ آنسو نہیں۔ لبوں پہ مسکان سجا۔ ڈٹ جا سونیا کہ آگے۔ ہارون کے سامنے تمام حقیقت لا۔ سونیا سے لڑ جھگڑ اسکی حقیقت سب کو خود ہی نظر آجانے گی۔ ابھی تو تجھ پر خدا کی رحمت بھی نازل نہ ہو سکی۔ بچے ہو جائیں تو میاں بیوی کا رشتہ مزید گہرا اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ بچے نعمت راحت و سکون ہیں۔ بچوں کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان تلخیوں، ناراضگیوں

http://paksociety.com

دوریوں کی گنجائش نہیں رھتی۔ یہ ننھے فرشتے ماں وباپ کے دل مین مزید چاہت ومحبت بھر دیتے ہیں۔"رانیا صائمہ بیگم کی باتوں کو بغور سن رہی تھی

"مما! جس دن میں نے ہارون کے سامنے سونیا بھابی کو کچھ کہ دیا نا، ہارون لمحہ نہ لگائیں گے اور مجھے گھر سے نکال دیں گے۔ سونیا بھابھی ویسے بھی ہارون کو میرے خلاف بھرتی رہتی ہیں۔ نجانے کیا کیا باتیں لگاتی ہیں۔ مما جہاں تک بچوں کی بات ہے۔ ہارون کو چاہت ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں مزنہ اور علی ہی کافی ہیں۔ مما ہارون کو تو میرے کردار میری محبت پر ہی شک ھے۔ انھیں مجھ پر اعتبار ہی نہیں"

"رانیا! وہ کہاوت تو سنی ہے نہ جیسا دیس ویسا بھیس تو سونیا کے ساتھ رہتی ہے۔ اس سے مقابلہ کرنا ہے تو اس کی طرح بن جا۔۔۔" صائمہ بیگم کافی دیر تلک رانیہ کو سمجھاتی رہی تھیں۔ رانیہ پر سکون ہو گئی تھی۔ ماں کی باتوں نے حوصلہ دیا تھا۔ رانیہ کو ایسا لگا اس میں توانائی بھر دی ہو۔ اب وہ اپنی زندگی پر نئے انداز وزاویے سے غور وحوض کر رہی تھی۔ واقعی ہم اپنی الجھنیں کسی کو بتاتے ہیں۔ تو ہمیں مشورے مل جاتے ہیں۔ الجھنوں کے حل کے لئے عمل ہم نے خود ہی کرنا ہوتا ہے۔ مجھے بھی اب دوغلے پن کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ اپنے گھر کو ٹوٹنے سے اجڑنے سے بچانا ہے۔ تو یہ جنگ مجھے خود لڑنی ہو گی۔ رانیہ سوچوں میں گِھری ہوئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆

"امائمہ! کو روتا، ٹوٹا، بکھرا دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ میری ہنستی کھیلتی بچی کی جان کو روگ لگ گیا۔"

اتوار کا دن تھا سبھی لان میں بیٹھے تھے۔ ابرار کی برسی بھی گزار گئی تھی۔ امائمہ کی صحت بھی دن بدن گرتی چلی جا رہی تھی۔ زہرہ بیگم فکر مندی سے بولیں تھیں۔

"دادی جان! اک بات کہنے کی اجازت چاہوں گا۔"حسن نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔

"حسن! بیٹا بولو کیا بات ہے۔۔۔"۔ اقبال الحسن نے کہا تھا۔

"میں بھی امائمہ کو یوں زندگی سے دور جاتے نہیں دیکھ سکتا۔ میں امائمہ کو اپنانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ سب کی اجازت ہو تو۔۔۔"

"میرا بچہ۔۔۔ میں صدقے۔۔۔ قربان۔۔۔۔"دادی نے جھٹ خوش ہو کر حسن کو گلے لگایا تھا۔

http://paksociety.com

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے بس امامہ ہی راضی نہ ہو گی رانیہ بیگم دھیرے سے بولی۔

امامہ! سے میں بات کرتی ہوں مجھے رب سے امید ہے وہ مجھے مایوس نہیں کرے گا زہرا بیگم پُر امید تھیں امامہ کے روم میں چلی گئی۔

امامہ کا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا امامہ کے کمرے میں سیلو آواز میں گانا لگا ہوا

چٹھی نا کوئی سندیس

جانے وہ کون سا دیس

جہاں تم چلے گئے

اس دل کو لگا کے ٹھس

جانے وہ کون سا دیس

جہاں تم چلے

زہرہ بیگم کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

امامہ میرا بچہ۔۔۔۔۔۔دادی کی نحیف سی آواز سنائی دی تھی۔

امامہ نے سائیڈ ٹیبل لیمپ آن کیا تھا کمرے میں بہت مدہم روشنی تھی۔ امامہ گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔ آنکھوں کے گوشے اور رخسار بھیگے ہوے تھے۔

زہرہ بیگم نے ہاتھ بڑھا کر دیوار پر لگے بورڈ کی لائٹس آن کی تھیں۔ پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا امامہ نے سختی سے آنکھیں بھینچ لی تھیں۔ زہرہ بیگم امامہ کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

بیٹا میری بات کا مان رکھو گی۔۔۔۔دادی نے بہت محبت سے استفسار تھا امامہ نے الجھن آمیز نگاہوں سے دادی کی جانب دیکھا تھا اور چند لمحوں بعد اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ زہرہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

بیٹا! میری خواہش ہے کے تم حسن کی دلہن بنو۔

زہرا بیگم نے وہ بات کہی تھی جو اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔

دادی جان! آپ ایسا کیسے سوچ سکتی ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ میں ابرار کی تھی ہوں اور آخری سانس تک رہوں گی۔ ابرار کی جگہ میری زندگی میں کوئی بھی نہیں لے سکتا۔ ابرار آپ سب کیلئے مرحوم ہو گا میرے لیے وہ زندہ ہے۔ میں اپنے ابرار سے بے وفائی نہیں کر سکتی۔" امائمہ تڑپ اٹھی تھی۔ وہ چلا رہی تھی۔ سب امائمہ کے کمرے میں آ گئے تھے۔

"امائمہ ابرار تمہیں روتا دیکھ کر بے چین و بے قرار روز میرے خواب آتا ہے۔ تمھارے رونے سے اسکی روح مضطرب ہوتی ہے۔ میں تمھارے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ بس میری بچی اب رونا نہیں۔ میری خواہش کا مان رکھ لو۔" زہرا بیگم امائمہ کے سامنے روتے ہوئے ہاتھ جوڑے کھڑی تھیں۔ امائمہ بیڈ سے اتری تھی۔ دادی کے ہاتھ تھام کر گلے لگ کر رو دی تھی۔

"دادی جان! آپکی خوشی، خواہش کا مان۔۔۔۔ رکھ۔۔۔۔۔۔ لیا۔" آنسوؤں کے گولے گلے میں اٹک گئے تھے۔ امائمہ نے رضامندی دے دی تھی۔ وہاں موجود تمام نفوس کے چہروں پر خوشی رینگ گئی تھی۔ زہرا بیگم دل کی مریضہ تھی۔

امائمہ نے ابرار کو کھو دیا تھا۔ وہ دادی جان کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔ اسی لیے رضامندی دے دی تھی۔ زہرا بیگم نے خوشی سے امائمہ کا ماتھا چوما تھا۔ امائمہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔ نمناک آنکھوں سے سب کے مسکراتے چہرے دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆☆

مامی جی! آپ سارے کہاں چلے گئے تھے میں سو کر اُٹھی تو سب کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے پریشان ہو گئی تھی۔

یمنٰی لان میں ہی ٹہل رہی تھی گاڑی پورٹیکو میں آ کر رُکی ہی تھی کہ یمنٰی بے تابی سے عائشہ بیگم کے پاس آئی تھی۔

اُم ہانی ریان گاڑی سے اتری تھی یمنٰی نے سر سے پیر تلک اُس کا جائزہ تھا گھسی ہوئی سی بلیک شلوار پر پنک گھسی ہوئی سی لمبی قمیض اُس پر بڑی سی نیلی۔ کھڑے نین نقش خوبیدا آنکھیں، خم دار ہونٹ، گھنگریالے لمبے بال رنگت میدے کی مانند۔ مامی جی! یہ کون ہے اس گھر کی نئی ماسی؟۔۔۔۔

یمنٰی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ظہیر احمد غصے سے چلائے

ماموں جی کیا کچھ غلط کہہ دیا میں نے؟ یمنٰی کا انداز طنزیہ تھا۔

http://paksociety.com

"میری بیوی ام ہانی ریان احمد اس گھر کی مالکہ اس گھر کے سیاہ سفید کی مالک" ریان احمد نے ام ہانی کو بازوں کے گھیرے میں لیا تھا چلتا ہوا یمنٰی کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

کیا؟۔۔۔۔۔۔ریان۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔تم ایسا کیسے کر سکتے ہو یمنٰی کو شاک لگا تھا۔

یمنٰی جس سے محبت ہو اس کو اپنانے میں قباحت محسوس نہی ہوتی محبت ناپائیدار ہے اور نکاح پائیدار ہوتا ہے۔

ریان احمد!تم مجھے راہ میں تنہا نہی چھوڑ سکتے مجھے دھوکہ نہی دے سکتے یمنٰی کو ریان احمد کا ٹھوس لہجہ سلگا گیا تھا۔

میں نے کب تم سے عہد وپیمان کیے تھے میں تو کئی سالوں سے ام ہانی سے کومٹڈ ہوں۔۔

ریان احمد نے یمنٰی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا ۔

ام ہانی کا دل تو زوروں سے دھڑک رہا تھا وہ ریان احمد کی باہنوں کے گھیرے میں تھی ام ہانی کے دل میں ریان احمد کے لیے پسندیدگی بھرے لمحات تھے ام ہانی حیران تھی کے کوئی مناجات یوں بھی قبولیت کا شرف پا لیتی ہیں

ام ہانی سوچوں میں گم تھی۔

اس کا گیٹ اپ بتا رہا ہے کس گھرانے سے بلونگ کرتی ہے۔۔۔۔۔۔

یمنٰی نے تلخی سے اس کے پہناوے پر چوٹ کی تھی

ام ہانی کی آنکھوں سے آنسو نکل آے تھے یوں کھلی تذلیل پر

ام!چلو۔۔مما پپا میں اپنی بیوی کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہی کر سکتا یمنٰی مہمان ہے سمجھا دیں اسے۔۔۔۔

ریان احمد ام ہانی کو بازووں میں لیے اگے بڑھا تھا ام ہانی نے نمناک نگاہوں سے یمنی کو دیکھا تھا۔

بلیک اسکن فیٹنگ جینز ریڈ ٹنگوں کی فیٹیگ شرٹ،اسٹریپ کٹے بال چہرے کے دونوں طرف تھے لائٹ نیچرل میک اپ میں خوبصورت لگ رہی تھی نین نقش اچھے تھے قدوجسامت بھی۔۔۔۔ریان نے میرے لیے اتنی خوبصورت لڑکی کو کیوں ٹھکرایا ۔۔۔۔وہ سوچ رہی تھی

☆☆☆☆

ہارون! تمہیں بچے پسند نہیں کیا؟

رانیہ بے بی پنک شب خوابی کے لباس میں بیڈ پہ ہارون کے سامنے آ کر بیٹھ چکی تھی اور آہستگی سے استفسار کر رہی تھی۔۔

رانیہ! مجھے ڈسٹرب نہ کرو۔۔۔۔ سو جاؤ مجھے ابھی کام کرنا ہے۔۔

پھر یوں ہوا کہ وقت کے تیور بدل گئے

پھر یوں ہوا کہ راستے یکسر بدل گئے

پھر یوں ہوا کہ منزلیں دشوار ہو گئیں

پھر یوں ہوا کہ خواہشیں مسمار ہو گئیں

پھر یوں ہوا کہ حشر کے سامان ہو گئے

پھر یوں ہوا کہ شہر بیابان ہو گئے

پھر یوں ہوا کہ گرد سے آئینے اَٹ گئے

پھر یوں ہوا کہ آنکھ میں دریا سمٹ گئے

ہارون بے رخی و بیزاری سے کہتا ھوا لیپ ٹاپ پہ کام کرنے میں دوبارہ مصروف ہو چکا تھا۔ رانیہ نے جنگ لڑنے اور جیتنے کا عہد کر لیا تھا خود سے وہ ہارون کے سامنے سے اٹھ کر بیڈ پر اپنی سائیڈ پر آ کر لیٹ گئی تھی۔ سوچتے سوچتے رانیہ کی آنکھ لگ گئی تھی۔

ہارون رانیہ کے ساتھ بجھا بجھا اور تلخ سا رہنے لگا تھا۔ رانیہ ہمت نہ ہارتی ہمیشہ اپنے محبوب شوہر کا دل جیتنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی تھی نتیجہ وہی کا وہی۔

عریشہ ہر وقت اپنے موبائل میں لگی رہتی اور سونیا بھابی اپنے عمل میں مصروف رہتی اب تو سونیا بھابی رانیہ پر چوری کا الزام بھی لگا چکی تھیں۔ بھرے گھر میں رانیہ کو ذلیل کر دیتیں رانیہ خون کے آنسو روتی۔

اس گھر میں کوئی ایسا نا تھا جو رانیہ کے حق میں بولتا ہو۔ہارون کو رانیہ کی ذرّہ برابر پرواہ نہ تھی۔رانیہ نے ماں کی نصیحتوں پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔رانیہ کی اچھائی اسے کبھی بھی برا بننے کا نہیں کہتی تھی لیکن اب رانیہ روز روز کی تذلیل سے تنگ آچکی تھی۔

رانیہ کو دو برس میں ہی تذلیل حقارت،اور نفرت نے کیا سے کیا بنا دیا تھا تمام تر خوبصورتی وقت کی گرد میں ڈھک گئی تھی

۔رحمت خداوندی بھی اس پر مہربان نہیں ہوئی۔بے اولادی کا غم۔۔۔۔۔۔۔سونیا بھابی کی جلن حسد۔۔۔۔۔۔ہارون کی سرد مہری رانیہ نے کھوج لگالی تھی کے ہارون کا سارا بزنس سونیا بھابی اپنے نام کروانا چاہتی ہیں۔اور شعیب بھائی تو کافی پہلے ہارون سے گھر اور جائیداد کے کاغذات پر دستخط لے چکے تھے۔

رانیہ نے یہ تمام باتیں سونیا بھابی کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر وقتاً فوقتاً سنی تھیں رانیہ کا دل دکھ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا تھا ۔ہارون کتنا بھروسہ کرتے ہیں ان پر اور یہ لوگ۔۔۔۔۔

رانیہ اب بہت بولنے لگی تھی عرشیہ کو موبائل میں گم دیکھ کر ٹوکے بنا نہ رہ سکی۔

عرشیہ!ہر وقت چیٹنگ اچھی بات نہی ہے

رانیہ کا لہجہ پیار بھرا تھا

بھابی!مائنڈ یور بزنس۔۔۔

۔ عرشیہ نے رانیہ کو فوراً جھڑکا تھا

عرشیہ میں تمہیں بہن کی طرح چاہتی ہوں اور تمہارا بھلا چاہتی ہوں

رانیہ ہمت نہ ہاری تھی ایک بار پھر لب کشائی کی تھی

بھابی!میں کوئی ننھی کاکی نہیں ہوں مجھے اپنے اچھے برے کا علم ہے

عرشیہ تنفر سے کہتی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی

☆☆☆☆

http://paksociety.com

حسن مینشن میں بہاروں کا نزول ہو گیا تھا۔ پورے گھر میں ہل چل مچی ہوئی تھی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔

مایوں کا فنکشن لان میں ہی ارینج کیا گیا تھا پورے لان کو بڑی ہی خوبصورتی کے ساتھ برقی رنگ برنگی قمقموں سے سجایا گیا تھا اسٹیج کو بڑے بڑے گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

امائمہ نے رضامندی دی تھی تیسرے ہی دن گھر میں شادی کی تیاریاں تھیں۔

امائمہ زرد رنگ کے جوڑے میں گم صم اداس تھی۔ ماضی کی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

"میرے حسن کو مجھ سے چھین کر بھی اداس ہو۔۔۔۔۔۔" بیہ امائمہ کے کمرے میں آئی تھی دو دن سے موقع کی متلاشی تھی۔ جوں ہی موقع ملا امائمہ کے کمرے میں آکر غصے سے بولی تھی۔

امائمہ اپنی سوچوں میں گم تھی غم کی مورت۔۔۔ بیہ نے سلگ کر کہا

"بیہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟؟؟ امائمہ یکدم حواس میں لوٹی دھیرے سے پوچھنے لگی۔

"میں کہہ رہی تھی کہ حسن اور میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور تم نے حسن کو مجھ سے چھینا ہے۔ حسن کو دادی امی نے مجبور کر کے اس شادی کیلئے راضی کیا ہے۔ دیکھنا تم ساری زندگی خوشیوں کیلئے ترسو گی۔ تمہیں کبھی کوئی خوشی نہیں ملے گی۔ تم میری خوشیوں کی قاتل ہو۔۔" بیہ طیش میں کہہ رہی تھی۔ امائمہ رو رہی تھی امائمہ کے پاس کچھ بھی نہ تھا کہنے کیلئے۔

مایوں کا فنکشن ختم ہوا اگلے دن بارات تھی۔ امائمہ کو بارہ بجے پارلر بھیجا گیا۔ امائمہ کے لبوں پر قفل پڑا تھا چپ چاپ روبوٹ کی مانند کام کر رہی تھی۔ دولہن بن کر امائمہ قیامت ڈھا رہی تھی۔ چہرے پر پھیلا حزن و ملال امائمہ کے سوگوار حسن کو مزید دو آتشہ کر رہا تھا ۔ نکاح نامے پر سائن کرتے وقت امائمہ کو حرکت قلب رکتی ہوئی لگی۔ نکاح کے بعد رخصتی کا وقت آ گیا۔ دیگر رسوم کی ادائیگی کے بعد اس کو حسن کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔

سب امائمہ کو حسن کے کمرے میں چھوڑنے آئے تھے بیہ نے خود کو اس سب سے دور رکھا ہوا تھا امائمہ نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لی اور چہرے پھر آئے گھونگٹ کو پیچھے کیا کلائیوں میں سرخ بھری بھری چوڑیاں مہندی سے بھرے ہاتھ اور وجود سے اٹھتی مہک امائمہ بیڈ کے سامنے رکھے ڈریسنگ میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔

حسن نے کمرے میں داخل ہو کر لاک لگایا اور دھیمے قدموں سے چلتے ہوے امائمہ کے سامنے آن کھڑا ہوا امائمہ سوچوں میں گم تھی حسن گہری سانس لیتا ہوا اسکے سامنے بیٹھ گیا مگر امائمہ نے اپنی نگاہیں ہنوز کسی غیر مرئی نقطے پر جمائی ہوئی تھیں۔

"امائمہ" حسن نے امائمہ کا ہاتھ تھام کر اسکا نام پکارا ہی تھا کہ امائمہ نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ حسن کی گرفت سے چھڑوالیا۔

☆☆☆☆

اُم ہانی یہ تمہارا روم ہے اور یہ گھر بھی تمہارا ہے ریان احمد ام ہانی کو ڈائریکٹ اپنے روم میں لایا تھا۔

میں اس گھر کے قابل نہیں میں تو اس گھر کی ماسی رکھے جانے کے قابل ہوں۔ ام ہانی اتنے عالیشان گھر کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئی

تم میری بیوی ہو۔ ریان نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ باہر جو لڑکی کھڑی تھی وہ خوامخوہ بکواس کر رہی تھی ریان غصے سے جھلایا۔

اُم ہانی فریش ہو کر آجاو میں کھانا لگوا رہی ہوں۔ عائشہ بیگم یہ کہتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں اُنہوں نے ریان کی بات سن لی تھی۔

"اُم ہانی" یہاں آو بیٹا میرے پاس! عائشہ بیگم نے اُم ہانی کا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ پر بٹھایا اور کہا۔۔۔ بیٹا میں نے تمہیں دل سے اپنی بیٹی مان لیا ہے اور مجھے امید ہے میرا بیٹا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے گا اور تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو یہ اس گھر کا کوئی فرد نہیں چاہے گا۔۔ اور وہ جو باہر لڑکی تھی وہ ریان کی پھپھو زاد ہے اسکی باتوں پر دھیان دینے کی ضرورت نہیں ہے وہ اور اسکی باتیں دونوں غیر اہم ہیں اسکا اس گھر میں کوئی مقام نہیں وہ یہاں صرف ایک مہمان ہے تم اس گھر کی مالکن اس گھر کی بیٹی ہو۔ اس گھر کے ہر فیصلے میں تمہاری رائے بھی اتنی ہی اہم ہو گی جتنی میری یا ریان کی۔۔ عائشہ بیگم شفقت اور محبت سے کہہ رہی تھی اُم ہانی رو رہی تھی جبکہ ریان سائیڈ پر کھڑا تھا۔

واہ بیگم صاحبہ آتے ہی میری امی پر قبضہ کر لیا۔۔۔ ریان شوخی سے بولا۔۔

"جی نہیں" اُم ہانی رُندھی ہوئی آواز میں بولی۔۔

بیٹا رونا نہیں بس ہنسو مسکراؤ۔ عائشہ بیگم نے اُم ہانی کے آنسو صاف کیے۔ آنٹی آپ بہت اچھی ہیں۔۔ اُم ہانی نے اُن کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔۔

اے لڑکی خبردار جو مجھے آنٹی کہا۔۔۔

عائشہ بیگم خفگی سے بولیں۔۔

!تم مجھے مماہی بولو گی۔

لیکن۔۔۔

عائشہ بیگم کے کہنے پر ام ہانی نے الجھ کر انہیں اور پھر ریان کو دیکھا تھا۔۔

ام ہانی مماہی بولو گی اور اب مجھے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنا بند کرو۔۔ریان احمد کے اسطرح کہنے پر ام ہانی نے اپنی نظریں جھکا لیں۔۔۔

☆☆☆☆

مے آئی کم ان سر۔۔

مینیجر ارسلان نے ہارون کے کمرے پر دستک دیتے ہوے پوچھا۔۔

یس کم ان۔۔

ہارون نے لیپ ٹاپ پر ای میل پڑھتے ہوے جواب دیا۔۔

سر اکاؤنٹس کی تفصیلات یہ رہی۔۔دوماہ میں ستر لاکھ روپے نکلوائے گئے۔۔۔

ارسلان فائل پڑھ رہا تھا جبکہ ہارون کے چہرے کا رنگ بتدریج بدل رہا تھا۔۔

ارسلان کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ہارون نے بے یقینی سے پوچھا۔۔

سر مجھے بھی ایسے ہی حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا کہ دوماہ میں آپ نے ستر لاکھ کیوں نکلوائے۔۔۔

ارسلان میں نے ایک روپیہ بھی نہیں نکلوایا۔۔۔

ہارون دہشت زدہ ہو کر بولا۔

سر پھر کس نے آپ کی اجازت کے بناء اتنی بڑی رقم۔۔۔۔۔۔ارسلان سوچتے ہوے کہنے لگا۔۔۔۔

http://paksociety.com

سر بھابھی نے تو نہیں نکلوائے ویسے سر بیگم کے ہاتھ میں اے ٹی ایم کارڈ دے دو تو ایسے ہی اکاؤنٹ خالی ہو جاتے ہیں۔

ارسلان نہیں میں نے رانیہ کو کارڈ نہیں دیا ہوا نہ ہی وہ یہ حرکت کر سکتی ہے۔۔وہ میرے کاروباری معاملات میں میں دخل اندازی بلکل نہیں کرتی۔ہارون سنجیدگی سے بولا تھا۔

واقعی سر یہ تو حیرت کی بات ہے میری بیوی کو تو میرے ہر کاروباری معاملات کا پتہ ہے وہ ہر بات مجھ سے ہو چھتی ہے اور سر یہ ایک طرح سے درست بھی ہے کیونکہ موت ایک اٹل حقیقت ہے کب زندگی سے ناطہ ٹوٹ جاے کوئ نہیں جانتا اسلیے میاں بیوی کو ایک دوسرے کی ہر بات معلوم ہونی چاہیے اور مجھے حیرت ہے کہ اگر بھابھی نے نہیں نکلوائی یہ رقم تو پھر اور کون اس کاروبار کا اتنا حقدار۔۔۔۔

ارسلان کی باتوں سے ہارون کو سخت شرمندگی ہو رہی تھی اپنے رویے کی بدصورتی پر۔۔رانیہ کتنا بات کرنا چاہتی تھی مگر ہارون اسے جھاڑ کے رکھ دیتا تھا۔

سر میں سرچ کرتا ہوں۔۔۔ارسلان نے کہا۔۔

ارسلان مجھے کل تک مکمل رپوٹ چاہیے۔ہارون نے کہا۔۔وہ سخت پریشان تھا کہ اتنی رقم کہاں گئی۔

☆☆☆☆

"مسٹر حسن خبردار جو مجھے چھونے کی کوشش کی تو۔۔تمہارا مجھ پر کوئ حق نہیں۔میں ابرار کی تھی،ہوں اور ہمیشہ اسی کی رہو گئ۔میں اپنی زندگی اپنے ابرار کے ساتھ بہت خوشی سے گزار رہی تھی۔تم نجانے کہاں سے آ گئے درمیان میں۔۔میں نے تمہاری ڈائری پڑھی تھی۔مجھے تو تم ابرار کے قاتل لگتے ہو۔"

"پاگل ہو گئی ہو میں قتل کرونگا وہ بھی اپنے بھائ کو۔۔؟؟؟؟حسن کو امائمہ کی دماغی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

کسی کے پرسنلز میں مداخلت کرنا بہت غیر اخلاقی حرکت ہے۔۔حسن نے شرمندہ ہوتے ہوے امائمہ کو کہا۔

تمہاری نظر لگ گئ ہے ہماری جوڑی کو۔۔میں نے خود ہزار بار دیکھا تھا جب میں اور ابرار ساتھ ہوتے تھے تو تم ٹکٹکی باندھے مجھے دیکھا کرتے تمہارے حسد اور جلن کی وجہ سے میرا ابرار مجھ سے بچھڑ گیا۔امائمہ مسلسل اسے ہی قصوروار گردان رہی تھی۔

"امائمہ! چاہت پر کسی کا زور نہیں چلتا۔ مجھے خود نہیں معلوم تھا کہ میں کب تمہیں چاہنے لگا۔۔ میں تو خود اپنے دل میں پنپنے والے جذبات کو کچلتا رہتا کہ تم میرے بھائی کی امانت ہو۔۔ بخدا میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا تھا تم بھائی کے ساتھ ہی اچھی لگتی تھی۔ مگر وقت اور حالات یوں بدل جائیں گئے یہ تو میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔

"حسن تم جھوٹ کہہ رہے ہو مجھے تم پر بھروسہ نہیں۔۔" حسن کی بات کاٹ کر امائمہ تلخی سے بولی تھی۔ "حسن، تمہیں شرم نہ آئی۔ اپنے بھائی سگے بھائی کی بیوی سے نکاح کر لیا۔۔۔۔"

"امائمہ، تم میرے مرحوم بھائی کی منگیتر تھیں۔۔۔ بیوی تم میری ہو۔۔" حسن اُس کی اوٹ پٹانگ باتیں سن کر اس کے پاس آیا تھا۔ اُسے شانوں سے تھام کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنجیدگی سے کہا تھا۔ کاجل سے بھری آنکھیں، لپ سٹک سے مزین لب دو۔۔ ۔۔۔۔ کے سراپے میں وہ حسین و دلکش دلہن لگ رہی تھی۔ حسن کا دل چاہ رہا تھا اُسے بانہوں میں بھر کر اُس کے شانے پر سر ٹکا کر آنکھیں موند لے۔۔ لیکن ایسا ممکن نہ تھا۔۔ چھوڑو، مجھ سے نکاح کر کے کیا سمجھتے ہو کہ مجھے حاصل کر لیا۔۔۔؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔ تم میرے دل تک کبھی بھی رسائی حاصل نہ کر سکو گے۔ جس دل میں صرف اور صرف ابرار ہے اور مرتے دم تک رہے گا۔ تم نے مجھ سے زبردستی تعلقات بنانے کی کوشش کی تو وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہو گا۔۔" اپنا آپ احسن کی گرفت سے چھڑاتی، اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اسٹور روم میں چلی گئی تھی۔ حسن ساکت و جامد وجود کے ساتھ خالی نگاہوں سے اسٹور روم کے بند گیٹ کو دیکھ رہا تھا۔ حسن کو امائمہ کے لفظوں کی آگ جھلسا رہی تھی۔ حسن کو امائمہ کی باتوں کی بازگشت کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد اُم ہانی ٹیبل پر ہی بیٹھی تھی۔ عائشہ بیگم بھی اس کے چہرے سے اس کی پریشانی کا اندازہ لگا چکی تھیں۔ "اُم ہانی، بیٹا یہ تمہارا گھر ہے۔ تم بے فکر ہو کر رہو۔ تم ریان کی منکوحہ ہو۔ رشتہ ازدواج کو لے کر زیادہ نہ سوچو۔ تمہارے ابو کی چالیسویں کی نیاز دلوانے کے بعد ہم ولیمہ سیر یمنی کریں گے۔۔ نہیں ولیمہ نہیں پوری شادی کریں گے۔ ہر لڑکی کے من میں سہانے خواب ہوتے ہیں۔ مایوں، مہندی، بارات، ولیمہ سب فنکشنز کریں گے۔ ابھی وقت اور حالات ایسے تھے کہ تمہیں تحفظ دینا اشد ضروری تھا۔ تم میرے روم میں میرے ساتھ رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو۔ ورنہ کل تمہارا روم سیٹ کرا دوں گی۔ حماد کا روم خالی ہے۔ حماد ریان کا بڑا بھائی

http://paksociety.com

وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ڈیفنس میں رہائش پذیر ہے۔۔"عائشہ بیگم اُم ہانی کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھیں۔اُم ہانی انہیں بھیگی بھیگی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔مشکل کی گھڑی میں جب ہم اپنوں کے ساتھ کے تعاون کے طلبگار ہوتے ہیں تو اپنے ہم سے منہ موڑ لیں تو کتنی اذیت و تکلیف ہوتی ہے۔عائشہ بیگم سے اُم ہانی کا کیا رشتہ تھا۔وہ تو غیر تھیں لیکن کس قدر محبت و اپنائیت سے مل رہی تھیں۔

"میں آپ کے ساتھ رہوں گی۔۔۔"اُم ہانی ان کی باتیں سن کر جھٹ سے بولی تھی۔

"چلو بیٹا آ جاؤ۔۔۔۔۔۔"عائشہ بیگم اُم ہانی کا ہاتھ تھام کر روم میں لے گئی تھیں۔اُم ہانی ستائشی نظروں سے پورا کمرہ دیکھ رہی تھی۔

قیمتی فرنیچر,وائٹ ماربل کا فرش۔۔۔گرین اور پیچ کنٹراسٹ کا کلر تھا دیواروں پر۔قیمتی فانوس بڑی سی LED ،اُم ہانی اک اک چیز کو دیکھ رہی تھی۔"بیٹا بیڈ پر آ جاؤ۔۔۔"عائشہ بیگم نے بڑے پیار سے پکارا تھا۔

"نن۔۔نہیں۔۔۔میں فرش پر سو جاؤ نگی۔۔"ام ہانی نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ام۔۔۔آ جاؤ۔۔۔بیٹا۔۔"

"آپ نے مجھے میری امی کی طرح پکارا امی ابو مجھے اسی طرح پکارتے تھے۔"ام ہانی رو دی۔عائشہ بیگم نے اسکو گلے لگایا۔

"بیٹا بس کر دو۔ماں باپ کی روح تڑپتی ھے۔بچوں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر۔وہ جہاں بھی ھیں انہیں ان آنسوؤں سے تکلیف ھوتی ھے۔بیٹا ماشاءاللہ پڑھی لکھی ھو سمجھدار ھو جتنا ھو سکے نماز اور قرآن پاک پڑھو ان کیلئے ھمارے مرحومین کو ھمارے آہ بکا کی قطعی ضرورت نہیں ھوتی انہیں تو ایصال ثواب کرو انھیں اسکی ضرورت ھوتی ھے روزانہ کا معمول بنالو درود شریف، سورہ فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچاؤ"عائشہ بیگم نے ام ہانی کے آنسو صاف کیئے تھے۔چہرے پر آئے بال پیچھے ہٹائے اور چہرہ ہاتھوں میں لے کر پیار سے سمجھایا۔"چلو آؤ۔۔۔میں تمہارے سر پر مالش کرتی ھوں۔"عائشہ بیگم نے ام ہانی کو بیڈ پر بٹھایا۔

"آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں میں خود لگا لیتی ہوں۔"

ام۔!میں نے تمھیں بیٹی کہا ہی نہیں مانا ہے۔تم مجھے ماں مانو دل سے۔۔۔عائشہ بیگم نے اُم ہانی کو پیار بھری سرزنش کی تھی۔اُم ہانی خاموش ہو گئی تھی۔عائشہ بیگم اُس کے بالوں میں تیل لگا کر مساج کر رہی تھیں۔اُم ہانی کے تنے ہوئے اعصاب کو سکون پہنچ رہا تھا۔

http://paksociety.com

اُم ہانی آنکھیں بند کر کے بیٹھی تھی۔اُم ہانی کا ذہن اتنا الجھا ہوا تھا کہ لگ رہا تھا سر درد سے پھٹ جائے گا۔۔۔اُم ہانی کو عائشہ بیگم کے پوروں کی نرماہٹ بہت اچھی لگ رہی تھی۔۔دل سے ان کے لئے دعائیں نکل رہی تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"بھابھی، فیس بک پر میری اک لڑکے سے بہت اچھی دوستی ہوگئی ہے۔۔وہ مجھے چاہنے لگا ہے۔جلد ہی رشتہ بھیجنے والا ہے۔۔۔"

عرشیہ خوشدلی سے سونیا بھابھی کو بتا رہی تھی۔۔۔

"واہ۔۔۔یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔نام کیا ہے، کہاں رہتا ہے، کام کیا کرتا ہے، فیملی میں کون کون ہے۔۔۔؟؟؟؟"

سونیا بھابھی تو پھولے نہیں سما رہی تھیں۔رانیہ حیرت سے پھٹی پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔وہ بجائے عرشیہ کو غلط راستوں پر چلنے سے منع کر کے خوش ہو رہی تھیں۔

"ہمارے یہاں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو برائی کو روکنے کی بجائے اسے مزید بڑھاوا دیتے ہیں۔سونیا بھابھی کا شمار بھی ان ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔"رانیہ دکھ اور افسوس سے سوچ رہی تھی۔کچھ کہنا تو فضول ہی تھا کیوں کہ اسے بولنے سے پہلے ہی برا بھلا کہہ کر خاموش رہو یا اپنے کمرے میں چلی جاؤ سننے کو ملنا تھا۔رانیہ دونوں کو سامنے صوفے پر بیٹھی دیکھ رہی تھی۔عرشیہ مسکراتے ہوئے بتانے لگی تھی۔

"بھابھی، وہ گلشن بلاک ٹو میں رہتا ہے اُس کی فیملی میں اس کی دو شادی شدہ بہنیں، دو بھائی شادی شدہ، امی اور وہ خود۔"

"اچھا۔۔۔عرشیہ! زبردست بیک گراؤنڈ تو اچھا ہے۔نام اور کام بتاؤ۔۔۔"سونیا بھابھی چہک کر بولی تھیں۔

"بھابھی، اُس کا نام سید اسد علی ہے۔کام اُس کے ابو کا گارمنٹس کا کاروبار ہے۔سارے بھائی یہی کام کرتے ہیں۔اسد کا بھی یہی کام کرنے کا ارادہ ہے۔ماہم گارمنٹس کے نام سے ان کی طارق روڈ، حیدری، کلفٹن پر دو کانیں ہیں۔ماہم اسد کی بڑی بہن کا نام ہے۔۔"

"بہت اچھا۔۔۔دیکھو کیا ہے تمہارے حق میں بہتر۔۔میں تو اپنی لاڈلی کی خوشی میں راضی خوشی ہوں۔۔تمہارے دونوں بھائی دیکھو کیا رائے دیتے ہیں۔۔۔"سونیا بھابھی بھی عرشیہ کی باتوں پر خوش ہو کر کہہ رہی تھیں۔۔۔

http://paksociety.com

"بھابھی جی، اس گھر میں آپ کی ہی چلتی ہے۔ شعیب بھائی اور ہارون بھائی کو راضی کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔۔" عرشیہ لاڈ سے بولی تھی۔ رانیہ کو کوفت ہو رہی تھی۔

"عرشیہ، تصویر تو ہو گی اسد کی دکھاؤ ذرا دیکھوں تمہارے دولہے میاں کیسے ہیں۔۔۔" سونیا بھابھی رانیہ کو بغور دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔

"بھابھی، تصویر نہ میں نے مانگی ہے نہ ہی اسد نے۔۔ بھابھی محبت تو ان دیکھے کی جاتی ہے۔۔ وہ محبت ہی کیا جو اک دوسرے کو دیکھنے کی چاہ کرے۔۔۔۔" عرشیہ دھیرے سے بولی تھی۔۔۔

"ارے واہ میری لاڈ محبت میں ڈپلومہ کر لیا کیا۔۔۔؟" سونیا بھابھی کا لہجہ ستائشی تھا۔۔ رانیہ تذبذب کا شکار تھی۔۔ کچھ کہے یا نہ کہے

۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"امائمہ! کہاں گئی؟" حسن کی آنکھ کھلی تھی فضاؤں میں اذانِ فجر کی آواز گونج رہی تھی حسن نے پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی تھی امائمہ کو روم میں نہ پا کے اُٹھ بیٹھا آنکھیں مسلتے ہوئے اسٹڈی روم میں آیا امائمہ وہاں نہیں تھی ٹیرس کا گیٹ کھول کے دیکھا وہ وہاں بھی نہیں تھی حسن روم سے باہر نکلا پورے گھر میں ڈھونڈ لیا امائمہ کہیں بھی نہیں تھی اب حسن کے دماغ میں ایک جگہ آ رہی تھی کہ امائمہ ضرور وہاں ہی ملے گی حسن واپس فرسٹ فلور پر آیا اور اپنے روم کے ساتھ بنے ابرار کے روم کھولا تھا ہلکے سے ہاتھ رکھنے سے دروازہ کھلتا چلا گیا امائمہ سینٹر کارپٹ پر بے ہوش پڑی تھی امائمہ کے ھاتھ میں فریم تھا جس میں ابرار کی تصویر تھی "امائمہ۔۔۔! امائمہ۔۔۔!" حسن اسے یوں دیکھ کے چلایا تھا جلدی سے گود میں اُٹھا کے روم میں لایا پانی ڈالا پانی کے چھینٹے پڑنے سے امائمہ کے بے سُدھ وجود میں جُنبیش ہوئی تھی۔

"پانی۔۔۔" امائمہ آہستگی سے زیرِ لب بولی حسن نے جلدی سے اُسے پانی پلایا اور وہ دوبارہ آنکھیں موند چکی تھی حسن نے اس کے گالوں کو تھپتھپایا اور فوراً فیملی ڈاکٹر جنید خان کو فون کر کے بلایا تقریباً گھر کے سبھی فرد امائمہ کے روم میں جمع تھے ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ شدید ٹینشن کی وجہ سے زبردست بریک ڈاؤن ہوا ہے ڈاکٹر کے جانے کے بعد زہرہ بیگم نے حسن کو کڑی نگاھوں سے گھورا تھا۔

"حسن بیٹا کیا تم دونوں کی لڑائیاں ہوئی ہے؟"ضوبار یہ بیگم نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔راضیہ بیگم روتے ھوئے امائمہ کا سر دبا رہی تھی نجانے کس منحوس کی نظر لگ گئی میری ہنستی کھیلتی بچی کو؟راضیہ بیگم روتے ھوئے کہہ رہی تھی۔

"مما۔۔میرے اور امائمہ کے درمیان ایسی کوئی بات نہیں ھے جیسا آپ سب سمجھ رہے ھیں امائمہ نے ہمارے درمیان اجنبیت و نفرت کی اونچی دیوار کھڑی کر دی ھے جسے گراتے گراتے میں تھکنے لگا ہوں امائمہ بھائی سے محبت کرتی تھی اور کرتی ھے میری امائمہ کی نظر اور زندگی میں کوئی اہمیت نہیں ہے ہم دنیا کے لیے میاں بیوی ہیں اور اس کمرے کی چھت تلے ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی ھیں جن رشتوں میں زبردستی کا عنصر شامل ہوتا ہے ناں۔۔۔ان رشتوں میں خوشی کا عنصر شامل نہیں ھو پاتا ھے میں امائمہ کو نجانے کب سے چاھتا ھوں میں اسے یوں روتے بکھرتے نہیں دیکھ سکتا مجھے بہت تکلیف ھوتی ھے امائمہ کو یوں اُجڑا ھوا دیکھ کر اور رات کو امائمہ ابرار بھائی کے کمرے میں جاتی ھے وہاں اشک بہاتی ھے وہ سمجھتی ھے کہ میں سو رہا ھوں لیکن میں جاگ رہا ھوتا ھوں سب دیکھ رہا ھوتا ھوں کل رات بھی یہ وہاں ہی گئی تھی میری نجانے کس پہر آنکھ لگ گئی تھی کہ امائمہ کے کمرے سے نکلنے کی آہٹ محسوس نہیں ھو سکی صبح چھ بجے میری آنکھ کھلی تو امائمہ کو پورے گھر میں ڈھونڈا تھا۔"حسن آج پھٹ چکا تھا شادی کو ایک سال کا عرصہ گزر چکا تھا حسن نے کبھی بھی اک حرف نہیں کہا تھا آج اس کی یہ باتیں سن کر سب شاکڈ رہ گئے تھے دو گھنٹے بعد امائمہ کو ھوش آیا سب کو اپنے پاس فکر مند دیکھ کر شرمندہ ھو گئی امائمہ لیٹے لیٹے سوچ رہی تھی کہ وہ تو ابرار کے روم میں تھی یہاں کیسے۔۔۔؟امائمہ امائمہ ایک رات میں اپنا پورا ماضی کھنگال چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ام ہانی کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی عائشہ بیگم سو چکی تھی ام ہانی نے کبھی سوچا تھا کہ وہ ریان احمد کی شریک سفر بنے گی۔لمحوں کا کھیل تھا لمحوں میں پہچان بدل گئی بس تین بار قبول۔۔۔۔قبول ہے۔۔۔۔۔۔قبول ہے بولا تھا کہاں دستخط کیے تھے اور ریان احمد اپنا محافظ لگنے لگا تھا۔باپ کی دائمی جدائی کا بھی صدمہ تھا۔ام ہانی کو اپنی زندگی خوشی غمی کا سنگم لگ رہی تھی۔

"واقعی زندگی سکھ دکھ کا امتزاج ہے۔"ام ہانی مسلسل سوچوں میں محو تھی اٹھ کر بیٹھ گئی چاند کی ٹھنڈی روشنی سیاہ آسمان پر چار سُو پھیلی ھوئی تھی ننھے ننھے تارے ٹمٹما رہے تھے۔"کیا میری طرح کسی لڑکی کی شادی ہوئی ہو گی اُدھر باپ کی تدفین ہوئی اِدھر نکاح

http://paksociety.com

ھو گیا۔"ام ہانی خود سے ہمکلام تھی"ام۔۔!شکر کر تیری شادی ہو گئی وگرنہ تجھ جیسی بے آسرا بے سہارا غریب لڑکی سے کوئی شادی نہیں کرتا اور تیری عزت کا کوئی محافظ بھی نہیں ہوتا۔"ام ہانی کا دل یکدم بولا۔"واقعی!میں لاوارث یتیم مجھے کون پوچھتا۔۔۔؟

"ارسلان چچا کی پلاننگ۔۔۔۔اگر سر ریان نہ آتے تو آج میں یہاں نہیں ھوتی آگے نہ پیچھے تمام رشتے دار منہ موڑے ھوئے ھیں میرے ساتھ اچھا ھو یا بُرا کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا ایسے رشتوں کا کوئی فائدہ نہیں جو ہمیں اذیت اور تکلیف دیں رب کریم نے رشتے اسی لیے بنائے ھیں کہ اچھے بُرے وقتوں میں اک دوسرے کے کام آئیں اک دوسرے کا ساتھ نبھائیں ہمارے یہاں ساتھ نبھانے کی بجائے رشتے ساتھ چھوڑ دیتے ھیں دکھ تکلیف کی گھڑی میں میرے ایسے رشتے دار جن سے میرا رشتہ میری پیدائش سے بھی پہلے کا ھے وہ رشتے انجان بن گئے ایک طرف وہ شخص ھے جس سے میرا کوئی تعلق نہیں اس کے اس تکلیف دہ گھڑی میں مجھے سہارا دیا بنا کسی رشتے کے مدد کرتا تو یہ معاشرہ تہمتیں لگاتا مجھے بدکردار کہتا سر ریان احمد نے عقلمندانہ اقدام اٹھاتے ہوئے مجھے اپنی زوجیت میں لیا جو شخص انجان تھا وہی سب رشتوں کا مان بن گیا میری پہچان بن گیا میں نہیں جانتی تھی کہ ایک دن میں ہی میری زندگی اس طرح تبدیل ھو جائے گی بس۔۔۔۔جو بھی ھے میں اس رشتے کو پورے دل سے نبھاؤں گی اس گھر اور ریان سر کے لیے میری جان بھی حاضر ھے جو لوگ ہماری عزت کے محافظ بن جاتے ھیں ہمیں ان کی عزت میں اضافے کا سبب بننا چاھیے میں سر ریان کی عزت میں کبھی کمی نہیں آنے دوں گی میرا فرض بنتا ھے کہ دکھ سکھ میں اس گھر کے افراد کے ساتھی تعاون کروں آج میرے باپ کی رحلت کے موقع پہ مجھے اپنوں کی ہمدردی تسلی۔۔۔محبت۔۔۔کی اشد ضرورت تھی اور اس گھر کے انجان افراد میرے اپنے بن گئے اپنوں کی طرح تسلی۔محبت اپنائیت دی ذرا سی اجنبیت کا احساس نہیں ھونے دیا۔"ام ہانی سیاہ آسمان کو گھورتے ہوئے سوچ رہی تھی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہارون کیا بات ھے؟آپ پریشان لگ رہے ہیں؟"رانیہ ہارون کو کافی دیر سے دیکھ رہی تھی وہ جب سے آفس سے آیا تھا کچھ الجھا الجھا پریشان سا لگ رہا تھا رانیہ شب خوابی کے لباس میں ملبوس اپنے چہرے کی کلنزنگ کر رہی تھی۔ہارون غیر مرئی نقطہ پر نگاہیں

http://paksociety.com

مرکوز کئے بیٹھا تھا روزانہ کی روٹین کے مطابق ہارون لیپ ٹاپ میں مصروف اور رانیہ کلنزنگ کرتے ہوئے ریپٹ میں چلنے والے مارننگ شوز دیکھتی تھی رانیہ کے پوچھنے پر ہارون چونکا تھا

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ کچھ نہیں۔۔" ہارون نے نفی میں سر ہلایا رانیہ کو آج وہ مضطرب لگ رہا تھا۔

"ہارون! میں تم سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتی ھوں تمہارے لیے اپنی جان بھی دے سکتی ہوں۔ نجانے کب وہ دن آئے گا جب تمھیں میری محبت پہ اعتبار آئے گا۔ لوگ تو محبوبہ کی محبت پر اعتماد کرتے ہیں دنیا کچھ بھی کہہ دے وہ یقین نہیں کرتے محبوبہ دھوکا بھی دے جائے تو بھی اسے برا نہیں کہتے میں تو تمھاری بیوی ہوں رشتہ ازدواج میں تو مان یقین محبت خلوص اعتماد باری تعالٰی کے فضل و کرم سے از خود ہی موجود ہوتا ہے ہارون میں تنہا چلتے چلتے تھک گئی ہوں زندگی کی اونچی نیچی راہوں پر پھسلنے سے پہلے مجھے تھام لینا ہمارا رشتہ نازک دھاگے کی مانند ھے جس کے ٹوٹنے کا خوف ہمہ وقت دامن گیر رہتا ھے میرا رب جانتا ھے کہ میں مر سکتی ھوں پر اپنا گھر ٹوٹتا ھوا نہیں دیکھ سکتی اپنا رشتہ ٹوٹتے ھوئے نہیں دیکھ سکتی۔" رانیہ یہ باتیں ہارون سے کہنا چاھتی تھی پر کہہ نہیں پاتی تھی آج بھی من ہی من میں کہہ رہی تھی ہارون اپنی سائیڈ پر دراز ھو چکا تھا رانیہ بیڈ کی دوسری طرف سے آ کے لیٹ گئی۔ ہارون جب شادی ھوئی تھی تو تم مجھے کتنا چاھتے تھے شادی کے دو ماہ تک تم نے مجھے محبتوں و چاھتوں سے سیراب رکھا اور اب اتنی تشنگی۔۔۔۔ رانیہ گزری باتوں کو یاد کرتے کرتے سو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"امائمہ! تم کبھی خوش نہیں رہ سکو گی تم نے مجھ سے میرا حسن چھینا ھے اپنی رونی صورت اُجڑا حلیہ دیکھو سُہاگن نہیں بیوہ لگتی ھو تم۔" امائمہ کچن سے ٹھنڈا پانی لینے آئی تھی بیہ روٹی بنا رہی تھی امائمہ کو دیکھ کر باتیں سُنانا شروع ھو گئی امائمہ ایسی باتیں سننے کی عادی ھو گئی تھی دو سال ھو گئے تھے بیہ کی طنزیہ گفتگو برداشت کرتے ھوئے۔ امائمہ بیہ کو جواب میں کچھ نہیں کہتی تھی کیونکہ امائمہ کو بیہ حق بجانب لگتی تھی۔ امائمہ خود کو بیہ کی خوشیوں کا قاتل سمجھتی تھی۔ بعض اوقات ہم نہ چاہتے ہوئے بھی دوسروں کی خوشیوں کے قاتل بن جاتے ہیں۔ ابرار۔۔۔ تم مجھے یوں چھوڑ کے نہ جاتے تو کبھی ایسا نہ ھوتا حسن واقعی بیہ کی امانت ھے۔ امائمہ خود سے ہمکلام تھی۔ دماغ سوچوں میں گھرا ھوا تھا کہ روم سے نکلتے ھوئے کسی سے ٹکرا گئی پانی سے بھری ھوئی جمبو سائز بوتل امائمہ کے دائیں پاؤں کے انگھوٹھے پر گری تھی۔ آپی۔۔۔ سوری میں نے آپ کو دیکھا نہیں میں پانی لینے ہی آیا تھا۔ عاریش معذرت کرتا بوتل اٹھا کے

http://paksociety.com

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

جا چکا تھا۔ امائمہ آہستہ سے چلتے ہوئے ڈائینگ ٹیبل تک آ گئی۔ چیئر کھینچ کے بیٹھ گئی پاؤں میں درد ہو رہا تھا وہ بار بار پاؤں کو دیکھ رہی تھی۔

"امائمہ۔۔۔؟ بیٹا کیا ہوا۔۔؟ کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟" زہرہ بیگم اُسے ایسے ہی بیٹھا دیکھ کے پوچھا

"دادی! پاؤں میں درد ہو رہا ہے۔

درد۔۔۔؟ وہ کیوں۔۔۔؟" زہرہ بیگم متعجب ہوئیں۔

"ارے دادی جان میں پانی لینے جا رہا تھا آپی پانی لے کے آ رہی تھی ٹکراؤ ہوا ہم دونوں کا بوتل آپی کے پاؤں پر گر گئی۔" جھٹ سے عاریش نے بولا۔

"اوہ! امائمہ یہ تو سوج گیا ہے۔۔۔" راضیہ بیگم نے پاؤں دیکھتے ہوئے فکر مندی سے کہا کھانا کھانے کے بعد روم میں جانے کے لیے اُٹھی پیر میں شدید ٹیس اٹھی۔

"میرا ہاتھ تھام لو۔۔۔ حسن نے محبت سے ہاتھ پھیلایا۔"

"شکریہ میں خود جا سکتی ہوں۔" امائمہ نے تلخی سے انکار کیا۔ اور دھیرے دھیرے خود جانے لگی حسن باہر لان میں چلا گیا۔

"راضیہ! ٹیبل سمیٹ کر میرے روم میں آؤ ذرا۔۔۔" زہرہ بیگم نے امائمہ کی مما کو روم میں آنے کا کہا

"جی امی؟ کیا بات ہے؟" راضیہ بیگم نے جلدی جلدی ہاتھ چلا کر کام سمیٹا تھا اور اب زہرہ بیگم کے کمرے میں موجود تھی۔

"راضیہ! امائمہ کا رویہ دیکھا؟ کس قدر گستاخانہ ہے حسن میرا نیک سعادت مند بچہ ہے دو سال ہو گئے ہیں امائمہ چاہتی کیا ہے آخر؟ ہم نے رشتہ کرتے وقت یہ سب نہیں سوچا تھا جو ہو رہا ہے۔ دو سال ہو چکے ہیں اب تک تو ان کے بچے بھی ہو جانے چاہیے تھے تم امائمہ کی ماں ہو ماں سے زیادہ قریبی رشتہ کوئی نہیں ہوتا تم اپنی نادان بیٹی کو سمجھاؤ وہ نادانی میں رشتہ ازدواج کے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی برت کے گناہ گار ہو رہی ہے زندگی میں حُسن رشتوں سے ہے رشتوں کو احسن طریقے سے نبھانا ہی زندگی کو خوشگوار بناتا ہے۔" زہرہ بیگم کی باتوں پر راضیہ بیگم کا سر جھکا ہوا تھا امی آپ فکر نہ کریں میں امائمہ کو سمجھاؤں گی راضیہ بیگم دھیرے سے بولی تھی۔

http://paksociety.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مماا ُم کہاں ھے ؟" سبھی ناشتے کی ٹیبل پہ بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے ریان احمد کافی دیر سے پوچھنا چاہ رہے تھے پر شرم آڑے آ رہی تھی لیکن پھر پوچھ ہی لیا۔

"بیوی تمھاری ہے تمھیں خبر ہونی چاہیے ؟" یمنیٰ نے تمسخر اڑایا۔

"بیٹا وہ صبح ساڑھے چھ بجے سوئی ہے میں نے سونے دیا بہت پریشان تھی سانحہ جس پر گزرتا ھے وہی جانتا ھے اُس کی تکلیف واذیت۔" عائشہ بیگم شفقت سے بولی تھیں۔

" دنیا کی یہ پہلی لڑکی ہو گی جو شادی کی پہلی رات شوہر کے ساتھ رہنے کی بجائے ساس کے روم میں تھی۔" یمنیٰ متعجب تھی

"یمنیٰ پلز ہمارے گھریلو معاملات سے دور رہو۔" ظہیر احمد خان نے ھاتھ اٹھا کر ٹوکا۔۔۔

"پپا مجھے لگتا ھے ہمارے یہاں پر سب کے خاندان میں ایسے رشتے دار ضرور موجود ہوتے ہیں جو ہمارے نجی معاملات پر گہری نگاہ رکھنا اور معاملات میں دخل اندازی کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے ھیں حالانکہ ایسے رشتے داروں کو کوئی منہ بھی نہیں لگاتا پھر بھی بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوے اکثر وبیشتر ہمارے ہی گھر میں پائے جاتے ھیں۔" شیریار گھما پھرا کے شرارت سے کہہ رہا تھا

"شیریار یہ سب تم مجھے سُنا رہے ہو نہ ؟" یمنیٰ چلائی۔۔۔

"محترمہ کافی سمجھدار ھیں۔" سعد زیر لب بڑبڑایا ریان احمد کے چہرے پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"شیریار بری بات ایسا نہیں کہتے۔" عائشہ بیگم نے پیار سے سرزنش کی۔

"مما میں آفیس جا رہا ہوں میری بیوی کا خیال رکھیے گا۔" ریان احمد آفیس کے لیے نکل رہا تھا یمنیٰ اُسے بغور دیکھ رہی تھی ریان احمد نے یمنیٰ کی جانب دیکھتے ہوئے جتایا تھا۔

"مما بھا بھی جاگ جائیں تو گڈ مارننگ کہیے گا اور انہیں کہیے گا ہمارا انتظار کریں ہم تین بجے آتے ہیں یونیورسٹی سے لیکن آج بھا بھی کے لیے ہم ایک بجے ہی واپس آ جائیں گے سعد عائشہ بیگم سے کہہ رہا تھا اور یمنی کا خود کا اگنور کیا جانا سخت برا لگ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

http://paksociety.com

عریشہ کافی دیر سے لیپ ٹاپ پر چیٹنگ کرنے میں مصروف تھی رانیہ ڈائینگ ٹیبل کی میز پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کیا ملتا ھے اس طرح سے چیٹنگ کرنے سے"۔ میں کس طرح سمجھاؤں عریشہ کو اپنی نادانی میں کتنی بڑی خطا کر رہی ھے اس قدر دلی وابستگی سے کہ لمحہ بھی کاٹنا مشکل ہو بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ھوتا ھے مجھے نہیں لگتا کہ یہ فیس بک پر محبت کی بنیاد رکھنے والا عریشہ کو بیاہنے بھی آئے گا جب بنا کسی رکاوٹ کے جذبات کی تسکین ھو جاتی ھے تو بندھن بوجھ لگتے ھیں بندھن میں بندھ جانا آسان ھے تو بندھن کو نبھانا مشکل ھے عریشہ نادان ھے آنے والی زندگی کس قدر کٹھن ہو گی عریشہ کو اندازہ بھی نہیں ہے۔"رانیہ سوچوں کی وادیوں میں بھٹک رہی تھی کہ سونیا بھابھی کی آواز سے چونک گئ۔

"واہ رانیہ تمھاری پسند کی داد دینی پڑے گی بہت خوبصورت ہینڈسم بندہ ھے۔"سونیا بھابھی کی نظریں اسکرین پر تھیں انداز ستائشی تھا عریشہ کے لبوں پہ مسکان ٹھہری ھوئی تھی۔"بس عریشہ لاڈو اسد سے کہو کہ پرپوزل بھیجے۔"رانیہ بغور تک رہی تھی سونیا بھابھی شائد اس گھر میں کسی کی خیر خواہ نہیں ہیں۔

"جی بھابھی، کہا ہے اسد کو وہ جلد ہی اپنی امی کو بھیجنے والا ہے۔"عرشیہ شرمیلی مسکان کے ساتھ بولی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

امائمہ گہری نیند سو رہی تھی۔ ساری رات جاگنے کی وجہ سے وہ دن چڑھے تک سوتی رہتی تھی۔ دروازے پر مسلسل دستک جاری تھی۔ امائمہ غصے سے اٹھی تھی گیٹ کھول کر واپس آ کر بیڈ پر لیٹ گئ تھی۔

"بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"راضیہ بیگم نے امائمہ کے برابر میں بیٹھ کر سر میں ہاتھ پھیر کر کہا تھا۔

"مما۔۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔"امائمہ فوراً اٹھ بیٹھی تھی۔ نیند ادھوری رہ جانے کی وجہ سے سرخ سوجی آنکھیں پوری کھول رہی تھی۔ آواز میں بھاری پن موجود تھا۔

"بیٹا۔۔۔ اک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"راضیہ بیگم نے تمہید باندھی تھی۔"تم ابرار کی روح کو کتنا بے چین و بے قرار کرو گی۔ کیوں اتنا روتی ہے؟"راضیہ بیگم نے امائمہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا تھا۔

"مما۔۔۔میں نہیں روتی۔۔۔۔۔"امائمہ نے صاف جھوٹ کہا تھا۔۔

"امائمہ۔۔۔میں ماں ہوں تمہاری۔۔ تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔ تمہیں تم سے زیادہ سمجھتی ہوں۔۔تم سب کو جھوٹ بول کر مطمئن کر سکتی ہوں۔۔مجھے نہیں۔۔۔"راضیہ بیگم کے ٹھوس لہجے پر امائمہ نے نظریں جھکالی تھیں۔

"بیٹا۔۔تمہاری شادی کو دو سال ہو چکے ہیں۔ تم آج بھی وہیں کھڑی ہو جہاں دو سال پہلے تھیں۔ تم نے اپنے اور حسن کے درمیان بے بنیاد فاصلے حائل کیے ہوئے ہیں۔ بیٹا تمہیں پتہ ہے جہنم میں سب سے زیادہ عورتیں ہوں گی۔ اور وہ وہ عورتیں نہیں ہوں گی جو اپنے شوہر کی نافرمان ہوں گی۔۔۔"راضیہ بیگم نے نہایت ہی نرمی سے محبت سے چاہت سے کہا تھا۔

"مما۔۔۔مجھے نہیں پتہ محبت کیا ہوتی ہے۔ کیوں ہوتی ہے۔ شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی یہ دل ابرار کی سنگت میں نئے انداز و نئی لے پر دھڑکتا تھا۔۔وہ پاس ہوتا، ساتھ ہوتا تو سب کچھ اچھا لگتا۔ اس کے بن دل کہیں نہیں لگتا۔ مجھے نہیں معلوم کب اور کیسے میں ابرار کو اتنا چاہنے لگی کہ وہ مجھے میری روح کی گہرائیوں میں محسوس ہونے لگا۔ مما، ابرار کی خوشبو میری سانسوں میں شامل ہے۔ اس کی آواز ہمہ وقت میری سماعتوں میں ٹکراتی ہے۔ میرا دل ابرار کی محبت میں جکڑا ہوا ہے۔ ابرار کا وجود نہ سہی اس کا عکس میرے اندر موجود ہے۔ میں حسن کو کبھی بھی ابرار کی جگہ نہیں دے سکتی۔"امائمہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"افسوس ہے بیٹا۔۔۔جو اس دنیا سے چلے جاتے ہیں ابدی نیند سو جاتے ہیں۔۔ جن کو ہماری آہ و بکا، رونا چیخنا، چلانا واپس نہیں لا سکتا۔ ان کے لئے ہم جیتے جاگتے انسان کی پرواہ، احساس، خیال نہیں کرتے۔ پہلی محبت کو بھلانا مشکل نہیں ناممکن ہے۔ حادثات ہر انسان کی زندگی میں رونما ہوتے ہیں۔ حادثات کو بھلا کر انسان زندگی میں آگے بڑھنے کی سعی کرتا ہے۔ حادثات کو سوچ سوچ کر روتے رہنا عقلمندی نہیں۔ ہماری زندگی میں جو بدلاؤ یا تبدیلی آتی ہے اس میں ہمارے رب کی رضا شامل ہوتی ہے۔ ہم نادان انسان سمجھ نہیں پاتے ہمارا رب ہمارے لئے بہتر سے بہترین چیز منتخب کر کے رکھتا ہے۔ بے شک ابرار تمہارے لئے بہتر تھا لیکن حسن تمہارے لئے بہترین ہے۔ ابرار کی ناگہانی موت کا صدمہ آج تلک سب کے دلوں میں غمگین کیے رکھتا ہے۔ ابرار کی اچانک موت کا یقین آج تلک کسی کو نہیں آتا۔ لیکن ہمارے یقین کرنے نہ کرنے سے ہم حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے۔ حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ زندگی اور موت اللہ پاک کے اختیار میں ہے۔ بے شک رب کائنات کے ہر کام میں مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔ وہ مالک الملک ہے جو بہتر سمجھتا ہے وہی کرتا ہے۔ موت برحق ہے اک دن ہم سب کا بلاوا آنا ہے۔ اور ہم سب کو چلے جانا ہے۔ جانے والے تو چلے ہی جاتے

http://paksociety.com

ہیں پیچھے رہ جانے والوں کو خود ہمت، حوصلہ، سہارا دینا ہوتا ہے۔ وقت و حالات سے سمجھوتہ کرنا ہوتا ہے۔ عورت ذات کو گھر بسانا ہوتا ہے۔ خاندانی نظام تشکیل دینا ہوتا ہے۔ تم کب تک ابرار کو سوگ مناتی رہو گی۔ ہمارے مذہب میں بھی صرف تین دن کا سوگ جائز ہے۔ بیٹا۔۔۔ میں تمہاری ماں ہوں، تمہیں یوں اجڑا بکھرا دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ بیٹا۔۔۔ اب بس کر دو۔ مرے ہوئے کے لئے زندہ لوگوں کو اذیت نہ دو۔ اس گھر میں سب تمہارے خیر خواہ ہیں۔ حسن کو دل سے اپنالو۔ شوہر کی اہمیت، شوہر کا رتبہ، شوہر کا مقام بلند رکھا ہے رب کریم نے۔ میں تمہیں ابرار کو بھلانے کا نہیں کہہ رہی۔ حسن کا اپنانے کا کہہ رہی ہوں۔" راضیہ بیگم امائمہ کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ امائمہ ماں کی گود میں سر رکھے زارو قطار رو رہی تھی۔ راضیہ بیگم کی آنکھوں سے بھی اشک بہہ رہے تھے۔

"کاش میرے بس میں ہوتا تو میری بچی تو کبھی یوں نہ روتی۔" راضیہ بیگم سوچ رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مس اُم ہانی۔۔ گڈ مارننگ۔۔۔۔۔۔" اُم ہانی دوپہر دو بجے سو کر اٹھی تھی۔ آنکھ کھلتے ہیں بالوں کو سمیٹ کر جوڑا بنایا تھا۔ شانوں پر دوپٹہ برابر کرتی روم سے باہر ہی نکلی تھی کہ سامنے سیڑھیوں سے ہی یُمنیٰ اتر کر اُسی کی جانب آرہی تھی۔ بلیو جینز پر پیچ کالر کرا اسکن فٹنگ شرٹ پہنے لائٹ میک اپ میں بہت ہی حسین لگ رہی تھی۔ یُمنیٰ نے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے مسکرا کر اُم ہانی کو گڈ مارننگ کہا تھا۔

"لڑکی۔۔ کیا جادو کیا ہے میرے ریان پر۔۔۔" یُمنیٰ نے انگلی سے اُم ہانی کے جھکے ہوئے چہرے کو اوپر اٹھایا تھا۔ "بڑی بھولی اور معصوم لگتی ہو۔۔۔ ہو نہیں۔۔۔" یُمنیٰ تنفر سے بولی تھی۔

"آنٹی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اُم ہانی کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے اُس نے بے ساختہ عائشہ بیگم کو پکارا تھا۔

"ابھی گھر میں کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔" یُمنیٰ نے قہقہہ لگایا تھا۔ اُم ہانی نے ڈرتے ہوئے اپنے اطراف نگاہ دوڑائی تھی۔ "میڈم جی۔ ایسا کیا کر دیا جو ڈر رہی ہو۔۔۔" یُمنیٰ نے آنکھیں مٹکا کر آہستگی سے کہا تھا۔

"مجھے اپنے روم میں جانا ہے۔۔۔" اُم ہانی واپس پلٹی تھی۔۔ یُمنیٰ نے ہاتھ پکڑا تھا۔۔ وہ رک گئی تھی۔۔

http://paksociety.com

"میرے سوالوں کا جواب دیے بنا نہیں جاؤ گی۔ ریان کو کیسے پھنسایا ہے۔۔۔؟"یُمنیٰ تیز آواز میں چلائی تھی۔۔

"پلیز۔۔ میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔ مجھے اس طرح نہ کہو۔۔۔"اُم ہانی نے روتے ہوئے التجا کی تھی۔

"میں حسین خوبصورت لڑکی ریان احمد کے آس پاس گھومتی رہتی کبھی اُس نے مجھے نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا۔ تم کو کس طرح سے بیوی بنا لیا۔ سمجھ میں نہیں آرہا۔۔۔"یُمنیٰ نے تمسخر اُڑایا تھا۔"تم غریب گھرانے کی لڑکی ہو۔ آسائشات کی خواہش کس انسان کو نہیں ہوتی۔ ایسا تو نہیں شاندار لگژری ہاؤس کے حصول کے لئے تم نے اپنی عزت و آبرو کو بیچ ڈالا ہو۔ تم کیسی ہو مجھے نہیں پتہ۔۔ لیکن ریان کو میں اچھی طرح جانتی ہوں اُس نے مجبوری میں آکر یہ بندھن باندھا ہے۔۔۔۔۔۔"یُمنیٰ مزید بھی کہہ رہی تھی۔۔ اُم ہانی چلا اٹھی۔۔۔

"اے لڑکی۔۔۔ اک لفظ نہ کہنا مزید۔۔ میں مر سکتی ہوں اپنی عزت پر حرف برداشت نہیں کر سکتی۔ غریب ہوں لیکن عزت دار ماں باپ کی عزت دار اولاد ہوں۔"

"اوہ۔۔۔ رئیلی۔۔۔۔۔۔۔۔"یُمنیٰ حیرانگی سے بولی تھی۔"عزت دار ماں باپ بیٹی کو بیوہ کی طرح رخصت کرتے ہیں کیا۔ اپنی صورت اپنا پہناوا دیکھو۔ کہیں سے نو بیاہتا نہیں لگ رہی۔ ماسی بھی اچھی ہے اس گھر کی۔ ذرا آئینہ دیکھو۔"اُم ہانی اس قدر تذلیل پر روتی ہوئی روم میں چلی گئی تھی۔"اُم ہانی۔۔۔ چند دن، صرف چند دن میں تمہیں یہ گھر چھوڑنے پر مجبور کر دوں گی۔۔۔۔۔"یُمنیٰ مسکراتے ہوئے خود ہمکلام تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"رانیہ۔۔ رات کو تیار رہنا ہمیں پارٹی میں جانا ہے۔۔"رانیہ نہانے گئی ہوئی تھی۔۔ موبائل پر ہارون کی کال آرہی تھی۔۔ رانیہ نے اب موبائل ہاتھ میں لیا تو حیران رہ گئی تھی۔۔ ہارون کا میسیج دیکھ کر۔ خوشی خوشی امی کو فون کر رہی تھی۔۔

"مما۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔۔ رانیہ کی آواز میں خوشی محسوس کر کے صائمہ بیگم نے اُسے دائمہ خوش رہنے کی دعا من میں ہی دی تھی۔۔

http://paksociety.com

"رانیہ۔۔ دیکھو نیت صاف منزل آسان۔۔۔ اللہ پاک سے تم مناجات کر رہی ہو ناں۔۔ یہ اُسی وجہ سے ہے۔۔ اب تم نے بہت اچھا تیار ہونا ہے۔۔ عورت کا سجنا، سنورنا، ہار سنگھار کرنا شوہر کو بہت بھاتا ہے۔۔ عمدہ لباس زیب تن کرنا۔ عمدہ تیاری۔۔ جس طرح ہارون کو پسند اس طرح کا میک اپ کرنا۔۔" صائمہ بیگم رانیہ کو سمجھا رہی تھیں اور وہ بھی مما جی مما کہہ رہی تھی۔۔ رانیہ کا دل بے پناہ خوش تھا۔ رانیہ نے شکرانے کے نفل ادا کیے۔ "یا اللہ۔۔ تیرا شکر ہے کہ ہارون کے رویے میں تبدیلی آئی ہے۔۔

"دو سال میں پہلی بار مجھے کہیں لے کر جا رہے۔۔ سب اچھا ہو۔۔۔ اللہ پاک کچھ بھی ایسا نہ ہو کہ ہارون کا موڈ خراب ہو۔۔" رانیہ دعاؤں میں مشغول تھی۔۔ موبائل بجنے لگا تھا۔۔ رانیہ نے جلدی چہرے پر ہاتھ پھیر کر کال اٹینڈ کی تھی۔۔

"رانیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" ہارون نے پکارا تھا۔۔ رانیہ کا دل زوروں سے دھڑکا تھا

"جج۔۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔۔۔" رانیہ بوکھلا گئی تھی۔۔ رات کو ہمیں میرے دوست حسن کے گھر جانا ہے۔ تیار رہنا میں آٹھ بجے آجاؤں گا۔" ہارون مسکرا کر بتا رہا تھا۔ رانیہ کی آنکھوں میں اشک تھے خوشی کے رانیہ اپنے پروردگا کی شکر گذار تھی۔۔ "اور بات سنو۔۔۔۔" رانیہ جی کہہ کر خاموش ہو گئی تھی کہ ہارون نے دوبارہ پکارا تھا۔

"جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"اچھا سا تیار ہونا۔ حسن میرا فیملی فرینڈ ہے۔۔۔ اور تم شادی کے فنکشن کے بعد آج سب سے ملو گی۔۔۔" ہارون کا لہجہ عام سا تھا۔۔ جیسے وہ روٹین میں بھی اس طرح ہی بات کرتا ہو۔۔ رانیہ پر تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔۔

"ہارون۔۔ آپ ہی ہیں ناں۔۔۔۔۔۔؟" رانیہ متعجب تھی۔۔۔

"نہیں۔۔ میرا بھوت۔۔۔۔۔۔۔" ہارون شرارت سے بولا تھا۔۔۔ "رانیہ۔۔ میں چاہتا ہوں میری بیوی سب سے زیادہ خوبصورت لگے۔۔۔۔" ہارون نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔ رانیہ تو مارے خوشی کے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔ وہ حیران تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

http://paksociety.com

دل مضطرب تو سنبھال ذرا میرے ساتھ ساتھ تو چل ذرا میں اداس ہوں پریشان ہوں نہیں معلوم ہے وجہ کیا یاد آتی ہے کسی اپنے کی بے پناہ وہ اپنا جو ابدی نید سو گیا میری پہنچ سے دور ہو گیا دار فانی کو کوچ کر گیا یاد اس کی آتی ہے دل کو مضطرب کر جاتی ہے روتی ہوں اداس ہوتی ہوں اے جانے والے تیری یاد دل کو تڑپاتی ہے گہری سیاہ رات تھی رات کے تین بج رہے تھے۔ امائمہ رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھی نظم لکھ رہی تھی۔ آنکھیں اشکوں سے بھری تھیں۔ مما کی باتیں بھی ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔ بلا ارادہ بے ساختہ امائمہ نے بیڈ پر سوئے ہوئے حسن کو بغور دیکھا تھا۔ حسن خوبصورتی میں یکتا تھا۔ درمیانہ قد، سرخ و سفید رنگت، سلکی براؤن بال، پنک شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ چہرے پر حد درجہ سکون بکھیرا پڑا تھا۔ "محبت تو اک خوبصورت جذبہ ہے جب لفظ محبت کو دل سے ادا کرتے ہیں تو دل بھی اس کی ادائیگی بڑی خوبصورتی کے ساتھ کرتا ہے۔ جب دل محبت کو ادا کرتا ہے تو جسم میں گردش کرتا لہو مزید تیز اور مٹھاس رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے۔"

امائمہ کھڑکی کے پاس آکر کھڑی ہو گئی تھی۔۔ آسمان پر ستارے جھلملا رہے تھے۔ "ابرار۔۔۔ تم بھی آسمان کا ستارا بن گئے۔۔۔۔" امائمہ نے روتے ہوئے آہستگی سے کہا تھا۔۔ "ابرار۔۔۔ سب چاہتے ہیں میں حسن کو اپنا لوں۔۔ تمہیں بھلا دوں۔ میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں۔ تم بن میں کس طرح زندہ ہوں۔ زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔ مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں۔ ابرار تم اس دنیا سے واپس نہیں آسکتے میں تو اُس دنیا میں آسکتی ہوں ناں۔۔۔۔۔۔۔

امائمہ سوچوں کی وادیوں میں بھٹک رہی تھی۔ اک سوچ دماغ میں آئی تھی۔ امائمہ طمانیت سے مسکرا دی تھی۔

"سب کی پریشانی کی وجہ میں ہوں۔ میں ہی نہ رہوں تو۔۔۔۔۔۔۔ حسن بیہ کے ساتھ خوشگوار ازدواجی زندگی بسر کرلے گا اور گھر میں بھی سکون ہو گا۔۔۔" امائمہ اب مطمئن ہو گئی تھی۔ تاروں بھرے آسمان کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اُم۔۔ بیٹا ابھی تک سوئی ہوئی ہو کیا۔۔۔۔؟ عائشہ بیگم روم میں آئی تھیں

"آپ۔۔ آپ کہاں چلی گئی تھیں۔۔؟" اُم ہانی عائشہ بیگم کو دیکھ کر بے قراری سے بولی تھی۔

http://paksociety.com

"بیٹا۔ میری بہن ہے رخسانہ، اسے رات ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ بس بیٹا جلدی جلدی جانا پڑا۔۔ اسی لئے دیر ہو گئی۔۔ تم نے ناشتہ کر لیا کیا۔۔۔؟" عائشہ بیگم اسے تفصیلات بتانے لگی تھیں۔

ام ہانی کا بھوک سے برا حال تھا۔ شام ہونے کو تھی۔ رات بھی کھانا ذرا سا ہی کھایا تھا۔ نیا گھر، "نہیں، میں نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔۔" نئے لوگ، اچانک باپ کا چلے جانا، اُم ہانی خوشی و غمی کی عجیب کیفیت میں گھری ہوئی تھی۔

"میں رانی کو کہہ کر گئی تھی کہ تم اٹھ جاؤ تو تمہیں ناشتہ کروائے۔" ابھی اُس کی خبر لیتی ہوں۔۔" عائشہ بیگم نے رانی کو آواز ہی دی تھی کہ اُم ہانی کہنے لگی۔

"وہ میں باہر گئی تھی۔۔ کوئی بھی نہیں تھا۔ یُمنیٰ تھی۔ اُس نے مجھے برا بھلا کہا میں غصے میں واپس آ گئی۔"

"کیا۔۔۔۔۔؟؟؟ بتاتی ہوں میں اس بد تمیز لڑکی کو۔۔۔" عائشہ بیگم غصے سے بولتی ہوئی روم سے باہر نکلی تھیں۔ "یُمنیٰ۔۔۔ تم نے اُم ہانی کو کیا کہا ہے اور کیوں؟؟" یُمنیٰ انٹرنیٹ پر اپنے فرینڈز سے گپ شپ کر رہی تھی۔ قیمتی سیل فون ہاتھ میں تھا۔ وہ کاؤچ پر نیم دراز تھی۔

"واہ مامی جی۔۔۔ بہو کی باتوں میں آ کر مجھ پر غصہ دکھا رہی ہیں۔ آپ نے تو آج تک مجھے ڈانٹا بھی نہ تھا۔" یُمنیٰ نے موبائل ٹیبل پر رکھا تھا۔ دکھی صورت بنائے کہہ رہی تھی۔

"یُمنیٰ۔۔ الٹا سلٹا نہ بولو۔۔۔ اُم ہانی اس گھر کی بہو ہے۔ تم اس سے بد تمیزی نہیں کر سکتی۔۔ نہ ہی بے عزتی۔۔ بس یاد رکھنا۔۔۔" عائشہ بیگم کا انداز حتمی تھا۔۔

"تم جادو گرنی ہو کیا۔۔۔ مجھ سے ریان کو چھین لیا۔ اور اب میری مامی کو میرے خلاف کر دیا۔۔۔" یُمنیٰ اُم ہانی کے مد مقابل آ کر کھڑی ہوئی نفرت و حقارت سے اُم ہانی کو دیکھ رہی تھی۔

"مڈل کلاس گھرانے سے بلانگ کرنے والی تھرڈ کلاس۔۔۔" یُمنیٰ تن فن کرتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

"اُم بیٹا۔۔ دفعہ کرو۔۔ یہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی لاڈلی چہیتی بگڑی ہوئی اولاد ہے۔ یہ میری نند کے بے شمار لاڈ پیار کا نتیجہ ہے۔" عائشہ بیگم تأسف سے بولی تھیں۔

http://paksociety.com

"اک بات پوچھوں۔۔۔؟" اُم ہانی نے عائشہ بیگم کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"ریان نے یمنی سے شادی کیوں نہیں کی۔۔۔۔۔۔؟"

عائشہ بیگم مسکرادی تھی۔۔۔" اُم۔۔۔اس سوال کا جواب ریان ہی دے سکتا ہے۔۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

بسا اوقات ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا وجود خاموشی کے آنچل میں لپٹا ہوا ہے۔یوں لگتا ہے آنچل کے اطراف درد، غم اور ہماری تنہائی محو رقص ہے۔ہم اس آنچل میں خود کو یوں سمو لیتے ہیں کہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے ہم دامن چھڑا لیتے ہیں۔خاموشی کا آنچل پہننے پر خوش کن، خوش گوار خوشبو بھرے لمحات کا تصور کر لیتے ہیں۔

امائمہ نے خاموشی کا آنچل خود پر لپیٹا ہوا تھا۔ہمہ وقت ابرار کی یادوں میں کھوئی رہتی تھی۔

امائمہ رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھی ڈائری میں ابرار کی تصویر لگا کر اشعار لکھ رہی تھی۔

تم آ کے بڑے شوق سے لو جائزہ دل

جو چیز جہاں چھوڑ گئے تھے وہ وہیں ہے

رات کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔حسن مینشن میں سبھی سرد موسم میں گرم لحافوں اور بلیکنن کیٹ میں دبکے مونگ پھلی کھا رہے تھے۔

حسن ٹی وی پر میچ دیکھ رہا تھا۔سرسری نگاہ امائمہ پر بھی ڈال رہا تھا۔"امائمہ۔۔۔ٹھنڈ ہو رہی ہے۔شال پہن لو۔۔۔۔۔۔"حسن نے آہستگی سے کہا تھا۔امائمہ خیالات میں گُم حسن کی آواز نہ سن سکی تھی۔کافی دیر جواب کا منتظر رہنے کے بعد حسن اٹھ کر اس تک آیا تھا۔امائمہ کا شانہ ہلایا تھا۔امائمہ چونکی تھی۔نگاہ اٹھا کر حسن کو دیکھا تھا۔"ٹھنڈ ہو رہی ہے۔۔۔۔"حسن نے اُسے دیکھتا پا کر کہا تھا۔حسن کی نظر ڈائری پر پڑی تھی جو کھلی پڑی تھی۔حسن نے آج ابرار کی رائل بلیو لائننگ والی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔جو ابرار تصویر میں پہنا تھا۔حسن خاموشی سے پلٹا ہی تھا کہ امائمہ اس کی پشت پر لگی تھی۔

http://paksociety.com

"ابرار مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ میں مر جاؤں گی۔۔۔۔۔" امائمہ زارو قطار رو رہی تھی۔ حسن کے دل میں ہلچل مچی تھی۔ حسن کے من میں محبت بھرے جذبات سر اٹھا رہے تھے ت۔ وہ ضبط کر رہا تھا۔ کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی امائمہ اُس سے اک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹی تھی۔ حسن نے سینے پر رکھے امائمہ کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔ اور پلٹا تھا۔ امائمہ لمحہ بھر کو دور ہوئی تھی۔ دوبارہ گلے لگ گئی تھی۔ حسن نے بھی تمام تر باتیں دل و دماغ سے نکال کر امائمہ کی خود سپردگی پر اُسے محبت و چاہت سے بانہوں میں بھر لیا تھا۔ اور حسن کے من کے افق پر محبت اور چاہت بھرے ستارے جھلملانے لگے تھے۔ انستاروں کے جھلملانے سے حسن کے من کا آسمان روشن ہو گیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

توہی میری روح میں سمایا تجھے پا کے اور میرے یارا لگتا ہے یوں جیسے کہ تو دھوپ میں سایہ رانیہ آج بے پناہ شاد و مسرور تھی۔ روم میں مدھم موسیقی چل رہی تھی۔ رانیہ دل سے تمام کدورت مٹا کر آج اپنے مجازی خدا کے لئے پور پور سجنا چاہتی تھی۔ مہرون کالر کی اسٹون کے نگوں سے بھرے بارڈر والی ساڑھی پہنی تھی۔ موسم حد درجہ ٹھنڈا تھا۔ پنکھے چلنے سے بھی ٹھنڈک میں مزید اضافہ ہو جاتا تھا۔ جنوری کا اختتام تھا۔ رانیہ نے بیڈ روم کی تمام لائٹس آف کی ہوئی تھیں۔ بس ڈریسنگ ٹیبل میں لگے وہائٹ بلب آن تھے۔ خوابناک رومانوی سا ماحول تھا۔ رانیہ نے روم میں ائر فریشنر کیا تھا۔ سُن ساتھیا ماہیا بر سادے عشق کی سیا میں رنگ جاؤں ہوں پیا بس تیری میں چھولے دو گھڑی میں سن ساتھیا ماہیا رانیہ آہستہ آہستہ خود بھی گنگنا رہی تھی۔ اپنے خیالات میں اس قدر گھری تھی کہ ہارون کی آمد سے بھی بے خبر تھی۔ روم کھل کر لاکڈ ہو چکا تھا۔ ہارون روم میں انٹر ہوتے وقت چونکا تھا۔ کوٹ گاڑی کی چابی لیپ ٹاپ موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔ اک نگاہ روم میں ڈالی۔

روم تاریکی میں ڈوبا، فضاء میں موتیا کی خوشبو بکھری پڑی تھی۔ مدھم موسیقی۔۔۔۔۔۔ ہارون کے من میں ارمان مچلنے لگے تھے۔ اُس نے رانیہ کو ڈھونڈا تھا۔ وہ اسٹور اور واش روم میں نہ تھی۔ ہارون ڈریسنگ کی طرف گیا تھا۔ رانیہ آئینے کے آگے تیار بیٹھی تھی۔ گھنے بال۔۔۔۔۔۔ پر بکھرے پڑے تھے۔ رانیہ ہاتھوں میں چوڑیاں بھر رہی تھی۔ ہارون نے اسے شیشے میں دیکھا تھا۔ وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ ہارون بے خود سا دیکھتا چلا گیا۔ رانیہ جیولری لینے کے لئے اٹھی تھی۔ اسے معلوم نہ تھا کہ ہارون پیچھے ہی کھڑا ہے۔ رانیہ ہارون سے ٹکرائی تھی۔ ہاون نے اسے بانہوں میں بھرا تھا۔ ایسا جادو ڈالیں کالے نیناں تیرے کالے تیرے میں حوالے

ہوا سینے سے لگا لے آمیں تیرا دونوں دھیمے دھیمے جلیں منوالاگے لاگے رے سناورے۔۔۔۔۔۔۔۔ گانے کے بول سے دونوں کی دھڑکنیں مزید تیز ہوگئی تھیں۔ رانیہ کا سلکی آنچل ڈھلکا تھا۔ جسے اُس نے تھامنا چاہا تھا۔ لیکن ہارون نے سر نفی میں ہلا دیا تھا۔ رانیہ شرم وحیا سے سرخ ہورہی تھی۔۔ ہارون کی اس قدر قربت پر وہ پزل تھی۔ نظریں جھکائے تھی۔ ہارون نے جھٹکے سے اسے گلے لگا کر تمام فاصلے مٹادیے تھے۔ رانیہ نے بھی محبت سے ہارون کے سینے پر خود سپردگی کے عالم میں سر ٹکا دیا تھا۔ ہارون نے رانیہ کے ماتھے کا بوسہ لیا تھا۔ رانیہ کی آنکھوں سے دو آنسو بے ساختہ نکل آئے تھے۔ "ہارون، ہمیں تمہارے دوست کے گھر میں جانا ہے۔۔" ہارون کی پر شوخ جسارتیں بڑھتی جارہی تھیں۔ رانیہ نے گھبرا کر کہا تھا۔

شش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہارون نے رانیہ کے مہرون کالر سے رنگے ہوئے لبوں پر انگلی رکھ دی تھی۔ آج کی رات محبت نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ رانیہ کی مناجات قبولیت کی سند پاچکی تھی۔ رانیہ کا دل رب کی بارگاہ میں شکر گزار تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"شیراز، دل کی دنیا اُم ہانی کے زوجہ بننے سے خوش ہے۔" جگمگ کرتے ستاروں کی مانند جھلملا رہی ہے۔ نجانے کیوں من ہی من طمانیت بھرے احساسات ہیں۔۔۔۔۔۔ ریان احمد ساری رات سونہ سکا تھا۔ ام ہانی کو ہی سوچے جارہا تھا۔ آفس آکر بھی کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ اب روداد سنا رہا تھا۔

"او خبیث، میں اتنی امپوٹنٹ میٹنگ کینسل کرکے تیرے پاس آیا ہوں کہ تو ڈسٹرب لگ رہا ہے۔ تو تو محبت میں گرفتار ہوگیا ہے۔ میری جان نکاح کے دو بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے دو دل ان دو بولوں سے جڑ جاتے ہیں۔ رشتہ ازدواج معتبر و پاکیزہ رشتہ ہے۔" شیراز رضا نے تھوڑا غصہ کیا تھا۔ پھر یکدم نرم پڑ گیا تھا۔ "یہ بتا رات کو اُم ہانی تیرے ساتھ تیرے روم میں تھی۔؟"

"شیراز، بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" ریان احمد نے خفگی سے کہا تھا۔

http://paksociety.com

"او گھامڑ، میری بات کا غلط مطلب اخذ نہ کر۔۔۔۔۔"شیراز نے وضاحت دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"جس طرح کے حالات میں اُم ہانی اور تو اس بندھن میں بندھے ہیں ناں۔۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اُم ہانی کو تھوڑا وقت دے وہ خود کو اپنے باپ کی موت کے غم سے نکال سکے۔ تُجھے خوشی خوشی اپنی زندگی میں شامل کر سکے۔"شیراز رضا دھیمے سے بولا تھا۔

"او کیا تم نے مجھے ایسا سمجھا ہوا ہے۔۔ ام ہانی اگر اس رشتے کو نبھانا چاہے گی تو ٹھیک۔۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔ میں اس کی مرضی کے خلاف ایسا کچھ نہیں کرنے والا۔۔۔۔۔ ریان احمد جھٹ سے بولا تھا۔

"میرے یار، میرا تجربہ ہے۔ نکاح کے دو بولوں میں اتنی طاقت ہے کہ دو الگ الگ مزاج و ذہن رکھنے والے خوش دلی اور محبت کے ساتھ زندگی کی رعنائیوں میں کھو جاتے ہیں۔ اللہ پاک نے روئے زمین پر جو سب سے پہلا رشتہ بنایا تھا وہ تھا ہی میاں بیوی کا رشتہ (ازدواج)۔ پھر دنیاوی تمام رشتے اس کے بعد ترتیب دیے گئے۔ میاں بیوی کا رشتہ تو ہے ہی ایسا۔ کانٹوں بھری راہگزار ہو کہ تاروں بھری چھاؤں اس رشتے میں ہم قدم ہو کر چلنا ہی اس رشتے کو کامیاب بناتا ہے۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا ساتھ نبھانا اور مان بڑھانا ہوتا ہے۔ تبھی یہ رشتہ بنا رہتا ہے۔ میری تو، رب الکریم سے یہی دعا ہے کہ تمام زوجین میں محبت قائم رکھے آمین ثم آمین۔"

شیراز رضا کہہ ہی رہا تھا۔ صدق دل سے دعا، دے رہا تھا۔ کہ ریان درمیان میں بے چینی سے بول اٹھا تھا۔

"شیراز۔۔۔ میرے یار۔۔۔۔۔ یمنیٰ۔۔۔۔۔"

"ہیں۔۔۔۔ یہ یمنیٰ کا ذکر کہاں سے آ گیا۔۔۔۔۔"شیراز حیرانگی سے پوری آنکھیں کھول کر بولا تھا۔۔۔

"ابے ذکر نہیں وہ خود آئی ہوئی ہے کل سے گھر۔۔۔۔"ایان نے سارا قصہ کہہ سنایا تھا۔۔۔

☆☆☆☆

سورج کی کرنیں کھڑکی سے ہوتی ہوئی بیڈ پر سوئے امائمہ اور حسن پر پڑ رہی تھیں۔ امائمہ نے کسمسا کر آنکھیں میچی تھیں۔ امائمہ کے نتھنوں سے بھیمی بھیمی پرفیوم کی مہک ٹکرائی تھی۔ غنودہ ذہن ایک دم بیدار ہوا تھا۔ جھٹ آنکھیں کھولی تھیں۔ حسن کو اپنے اتنے پاس دیکھ کر حیران تھی۔ امائمہ کا سر حسن کے سینے پر تھا۔ حسن کی بانہوں کے حصار میں تھی۔ امائمہ نے جھٹ یہ گھیرا توڑا تھا۔ حسن کی آنکھ کھلی تھی۔

"تم۔۔۔ دکھادی ناں اپنی اصلیت۔۔۔ کر دی ناں میری عزت نفس مجروح۔۔۔۔۔۔۔۔" امائمہ شدید غم و غصے سے چلائی تھی۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے" حسن نے لیٹے لیٹے آنکھیں موندے اطمینان سے جواب دیا تھا۔

"تم نے مُجھے میرے ابرار سے نظریں ملانے کے قابل نہ چھوڑا۔۔۔" امائمہ روہانسی ہو رہی تھی۔

"امائمہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میں نے میرا حق وصولا ہے۔" حسن ہنوز پر سکون تھا۔

"حق۔۔۔ کہا تھا ناں طلاق دے دو مُجھے۔۔۔ کر لو دوسری شادی۔۔۔ وصول کرنا اپنی بیوی سے حق اور ادا کرنا اپنا فرض۔۔۔۔۔" امائمہ پھنکاری تھی۔۔۔ "ارے پاگل ہو گیا۔۔۔ اتنی خوبصورت میری بیوی کے ہوتے ہوئے میں کیونکر کرنے لگا دوسری شادی۔ "میں اپنی موجودہ بیوی کے ساتھ خوش و خرم زندگی بسر کر رہا ہوں۔۔۔" حسن نے امائمہ کا ہاتھ تھام کر محبت و چاہت سے کہا تھا۔

"حسن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" امائمہ نے چلاتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔

"جی جانِ حسن۔۔۔۔۔۔" حسن نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا

"تت۔۔۔ تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ بہکی بہکی باتیں اور حرکتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" امائمہ اس کے ذو معنی انداز پر بوکھلا گئی تھی

"ہاں میری جان، تمہاری محبت میں پاگل ہو گیا ہوں۔۔۔۔ یہ دل اسیر جان ہو گیا ہے۔ امائمہ حسن کی جان حسن کی زندگی حسن کا پیار حسن ے من کی اولین و آخری چاہت۔" حسن نے امائمہ کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔ وہ حسن کے اوپر آ گری تھی۔ حسن نے اسے

http://paksociety.com

بانہوں میں بھر لیا تھا۔ شہد آگیں لہجے میں آنکھیں موندے امائمہ کے رخسار و عارض کو چوم رہا تھا۔ لب و لہجہ محبت کی چاشنی سے لب لبریز تھا۔ امائمہ کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھی۔ رخسار دہک اُٹھے تھے۔ پلکوں کی گھنی باڑ جھکی ہوئی تھی۔

"دیکھ لو میری نگاہوں میں اپنا آپ۔۔ میں صرف تمہارا ہوں۔۔"

حسن نے پیار بھری سرگوشی کرتے ہوئے اسکے لبوں پر شہادت کی انگلی پھیری تھی۔

"چھوڑو مُجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" امائمہ بوکھلا گئی تھی۔ حسن کی اس قدر قربت اور محبت بھری گفتگو اسکے حواس معطل کر گئی تھی۔ یکدم ہی امائمہ تنفر سے چلائی تھی۔۔ حسن نے اس کی پیشانی چوم کر بانہوں کا گھیرا ڈھیلا کر دیا تھا۔

"بد تمیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" امائمہ بڑبڑاتی ہوئی واش روم چلی گئی تھی۔۔ حسن مسکرا دیا تھا۔

☆☆☆☆

دور مسجد سے اذان فجر کی آواز آرہی تھی۔ رانیہ کی آنکھ کھُلی تھی۔ رانیہ نے خود کو ہارون کی خوبصورت چاہت بھری پناہوں میں پایا تھا۔ مسکرا کر دوبارا آنکھیں موندلی تھیں۔ اک راحت بھرا احساس رانیہ کو رگوں میں اترتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ محبوب کی بانہوں میں دلکش پناہوں میں گزارنے والا ہر لمحہ و ہر پل جسم و روح کو طمانیت کا احساس میں محصور کر دیتا ہے۔ رانیہ بھی ہارون کی محبت بھری پناہوں میں مسرور و شاد تھی۔

"رانیہ، کتنی ناشکری ہے۔۔ رب تعالیٰ نے میری چاہت پوری کر دی اور تو شکر ادا کرنے کی بجائے آرام کر رہی ہے۔ رانیہ کے دل نے اسے شکرانہ ادا کرنے کی ہدایت دی تھی۔

ہم اکثر ایسا ہی کرتے ہیں۔ کسی چیز کی چاہت میں رو رو کر گڑ گڑا کر مناجات کرتے ہیں اور جب وہ مناجات قبول ہو جاتی ہے۔ ہم خوشی میں خوش ہو کر شکرانہ تک ادا نہیں کر پاتے۔ رانیہ نے سوچتے ہوئے ہارون کا محبت بھرا حصار توڑا تھا۔ شرم و حیا سے ہارون کے ماتھے کو چوم کر رانیہ نہانے چلی گئی تھی۔ اچھی طرح وضو بنا کر رانیہ جائے نماز بچھا کر خشوع خضوع سے نماز ادا کرنے لگی تھی۔

نماز فجر ادا کرنے کے بعد شکرانے کے نوافل ادا کیے تھے۔ خوب اچھی طرح دل لگا کر من ہی من میں ڈھیر ساری دعائیں مانگنے کے بعد معمول کے مطابق استغفار اور دیگر وظائف کی تسبیحات پڑھنے کے بعد رانیہ ٹیرس میں آکر کھڑی ہوئی تھی۔ صبح کی تازہ ٹھنڈی

http://paksociety.com

ہوا کو سانس کے ذریعے اپنے اندر اتارا تھا۔ صبح کی تازگی کا بھی اپنا ہی حسن ہے۔ رب تعالی نے دن کے ہر پہر کو خوبصورت و دلکش بنایا ہے۔ ہم انسان ہی اپنی مصروفیات کی وجہ سے ان قدرتی خوبصورت مناظر کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ چڑیوں کا چہچہانا کتنا حسین لگتا ہے۔ ہم روزانی چند لمحات کے لیے ہی ان قدرتی خوبصورت مناظر کو دیکھیں۔ تو یہی خوبصورتی و سکون ہمیں اپنی ذات میں محسوس ہونے لگے گا۔

"شکر الحمد اللہ! کہ ہارون کے رویے میں تبدیلی آئی۔ نجانے یہ سب کیسے ہوا ہے اللہ ہی بہتر جاننے اور سمجھنے والا ہے۔ میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں کہ مُجھے میرے شوہر کی محبت و چاہت نصیب ہو گئی۔ وہ محبت و چاہت جو میرا حق ہے۔

میری جان تم میری مناجات ہو

میری زیست تم ہی تو عنوان ہو

تم میری مناجات میری چاہت ہو

اس من کا قرار اس من کی دھڑکن ہو

چاہا ہے تم کو روح کی گہرائیوں سے

میری زندگی کا حاصل میرا محور ہو

راتوں میں رب کی بارگاہ میں اشک بہائیں

ہر سجدے میں تمہیں صرف تمہیں ہی مانگا ہے

کس طرح بتاؤ کیسے دل دِکھاؤں

تم میرا ارمان و چاہت میرا مان ہو

پیار ہے بے پناہ تم سے کرتی ہوں اقرار

میری جان تم میری مناجات ہو

http://paksociety.com

افق پر سورج کی نارنجی شعاعیں منتشر ہو رہی تھیں۔ہارون کی آنکھ کھُلی تھی۔رانیہ کو پہلو میں نہ پا کر کمرے میں نگاہ دوڑائی تھی۔ رانیہ نماز کی طرح دوپٹہ باندھے ٹیرس پر کھڑی نظر آئی تھی،ہارون اٹھا تھا۔گلاس ڈور آہستگی سے کھولتا ٹیرس میں بنا آہٹ کیے داخل ہوا تھا۔پیچھے سے رانیہ کو بانہوں میں بھرا تھا۔رانیہ ڈر گئی تھی۔ہارون نے رانیہ کے شانے پر سر ٹکا دیا تھا۔

"گڈ مارننگ جانِ ہارون۔۔۔۔۔"

ہارون کے محبت بھرے طرز تخاطب پر رانیہ کی آنکھوں میں نمی جھلملانے لگی تھی۔

"ہارون۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔۔۔۔"

"شش۔۔۔۔۔۔۔۔۔"رانیہ نے کچھ کہنے کے لئے لب وا ہی کیے تھے کہ ہارون نے خاموش کرا دیا تھا۔ہارون نے رانیہ کو کس کر بانہوں میں بھرا تھا۔

"ہارون،مُجھے سب خواب لگ رہا ہے۔۔۔۔"رانیہ بے یقینی سے بولی تھی۔۔

"جانِ ہارون۔۔۔۔۔یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔۔۔۔۔"ہارون نے مدہوشی سے آنکھیں موندے رانیہ کے رخسار کو چوم کر دھیمے سے نظم سنانے لگا تھا۔

میرا عشق ہو

تیری ذات ہو

پھر حُسن عشق کی بات ہو

کبھی میں ملوں

کبھی تو ملے

کبھی ہم ملیں ملاقات ہو

کبھی تو ہو چُپ

http://paksociety.com

کبھی میں ہوں چُپ

کبھی دونوں ہم چُپ چاپ ہوں

کبھی گفتگو

کبھی تذکرے

کوئی ذکر ہو

کوئی بات ہو

کبھی ہجر ہو تو دن کو ہو

کبھی وصل ہو تو وہ رات ہو

کبھی میں تیری کبھی تو میرا

کبھی اک دوجے کے ہم رہیں

کبھی ساتھ میں

کبھی ساتھ تو

کبھی اک دوجے کے ساتھ ہوں

کبھی صعوبتیں

کبھی رنجشیں

کبھی دوریاں

کبھی قربتیں

کبھی الفتیں

http://paksociety.com

کبھی نفرتیں

کبھی جیت ہو

کبھی ہار ہو

کبھی پھول ہو

کبھی دھول ہو

کبھی یاد ہو

کبھی پھول ہو

نانشیب ہوں

نا"اداس"ہوں

صرف تیرا عشق ہو

میری ذات ہو

ہارون کی چاہتوں بھرے حصار میں رانیہ بے پناہ پر سکون و شاد تھی۔۔

"ہارون، روم میں چلیں کسی نے دیکھ لیا تو کتنی سبکی ہو گی۔"رانیہ روم میں جانے کے لئے پلٹی تھی۔

ڈیئر وائف ہز بینڈ کے ساتھ ہو کیسی شرم و کیسی حیا۔۔۔۔"ہارون کے ذو معنی لب و لہجہ پر وہ شرمگیں سی مسکرا دی تھی۔

"پلیز۔مُجھے کمفرٹیبل فیل نہیں ہو رہا۔"رانیہ نے محبت بھری التجا کی تھی ہارون بھی مسکراتا ہوا رانیہ کو بانہوں میں مقید کیے شوخ سی شرارت کرتے ہوئے روم میں آ گیا تھا۔

☆☆☆☆

"ریان، آنٹی کو کہہ اس یمنیٰ نما فتنے کو گھر سے نکالیں ورنہ تیرا گھر بسنے سے پہلے اجاڑ دے گی۔"شیراز رضا فکر مندی سے بولا تھا۔

http://paksociety.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا

ہے پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ایڈ فری لنکس

ڈاؤنلوڈاور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-



"یار، اس کی زبان و لہجہ اتنا تلخ ہے ناں۔۔۔۔۔"

"اور تو کھڑا دیکھتا رہا اپنی بیوی کی انسلٹ۔۔۔۔۔۔۔" شیراز رضا حیران ہوا تھا۔

"ابے چل، میں نے تو اس یمنیٰ کی بچی کو درمیان میں ہی ٹوک دیا تھا۔ تُجھے تو پتہ ہے بچپن سے چاہتی ہے مُجھے۔ اس طرح اچانک اُم ہانی کو میری بیوی کے روپ میں دیکھ کر وہ کڑھ رہی ہو گی۔۔۔۔۔"

"تو بھی ناں اچھی بھلی لڑکی تیری دیوانی تھی۔۔۔ تو نے ہی ریسپانس نہ دیا۔۔۔۔" شیراز رضا شرارت سے آنکھ مار کر کہہ رہا تھا۔۔۔

"میرے یار، میرے مزاج میں منافقت نہیں ہے۔ یمنیٰ مُجھے کبھی بھی اچھی نہیں لگی۔ ہر وقت میرے آگے پیچھے رہنا بنا کسی رشتے کے مُجھے ٹچ کرنا۔ ادائیں دکھانا۔ ہمہ وقت میرے قریب آنے کے جتن کرنا۔ خود کو شوپیس کی طرح سجا سنورا کر رکھنے والی اور اپنی اداؤں سے لڑکوں کو رجھانے والی لڑکیوں سے سخت نفرت ہے مُجھے۔" ریان احمد بیزاریت سے کہہ رہا تھا۔

"چل یار، بس اب مُجھے جانا ہے۔ اور تو بھی جلدی گھر جا نئی نئی شادی ہوئی ہے اور اُم ہانی جس طرح کرائسز سے گزر رہی ہے تُجھے زیادہ سے زیادہ وقت اسی کے ساتھ گزارنا چاہیئے۔ کوشش کر اسے پر سکون اور خوش رکھ سکے۔" شہزاد رضا عجلت میں بھی اسے ڈھیر ساری ہدایات دے گیا تھا۔ ریان احمد مسکرا دیا تھا۔

"ریان صاحب گھر چلیئے آپ کی زوجہ محترمہ محو انتظار ہوں گی۔" ریان نے ہم کلامی کی تھی۔

"سوچا نہ تھا کہ میں شادی کروں گا۔ میں نے شادی کر بھی لی ایک دن ہی ہوا ہے نکاح کیے ہوئے اور زوجہ محترمہ دل کے بہت پاس محسوس ہو رہی ہیں۔ اک دن میں ہی محبت اتنی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دِل کی کتاب میں صرف ایک نام ہونا چاہیے۔ بہت سے نام درج ہوں گے تو وہ انسائیکلوپیڈیا ہو جائے گی۔

مستنصر حسین تارڑ کی کسی کتاب میں رکھیں پڑھا تھا۔ زوجہ محترمہ خوش ہو جائیں دل کی کتاب میں آپکا نام درج ہو گیا ہے۔ آپ محترمہ تو نہ چاہتے ہوئے بھی سوچوں میں چلی آ رہی ہیں۔ واقعی پاکیزہ بندھن کی پاکیزگی کا نور ہماری روح و دل کو منور کر دیتا ہے۔ مُجھے بھی اپنا دل بدلتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ دل میں نئی خواہش و جذبات ابھرنے لگے ہیں۔ جنہیں میں فی الوقت کوئی نام دینے سے قاصر ہوں۔ بس مُجھے اتنا پتہ ہے اُم ہانی میری شریک حیات، میری ذمہ داری، میری عزت ہے۔ خواہشات کا احترام کرنا ہے۔ میں نے یہ

http://paksociety.com

رشتہ کسی مجبوری میں نہیں اپنے من کی مکمل رضامندی سے جوڑا ہے۔اس رشتے کی حفاظت کرنا اس کا خیال رکھنا میری ذمہ داری ہے۔" ریان احمد گلاس ڈور پر نظریں مرکوز کیے سوچوں میں گم تھا۔۔

☆☆☆☆

"امائمہ آپی!" امائمہ حسن کی جانب سے سخت دُکھی تھی۔ حسن کی اس حرکت نے اسے اسکی کی نظروں میں گرا دیا تھا۔وہ اداس اکیلی تنہا لان میں بیٹھی تھی کے عاریش پکارتا ہوا چلا آرہا تھا۔۔

"ابرار! حسن نے مُجھے رسوا کر دیا۔" امائمہ ابرار سے باتیں کر رہی تھی اور اشک آنکھوں سے بہہ رہے تھے

"امائمہ آپی! حسن بھائی آپکو خوش نہیں رکھتے کیا۔؟" عاریش اسے روتے ہوئے دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکا تھا

"عاریش! مجھ سے ابرار کی جدائی نہیں سہی جاتی" امائمہ نے نمناک نگاہیں اٹھا کر عاریش کو دیکھا تھا

"آپی! جو اس دنیا میں نہیں ہے آپ اس کی یادوں میں جی کر، جو اس دنیا میں ہے، آپ کے دُکھ سُکھ کا شریک ہے، اچھے برے وقت میں آپکا ہمدرد ہے، اسے اتنا نظر انداز نہ کرو کے وہ آپ سے بد دل ہو جائے۔ حسن بھائی بہت اچھے ہیں جو کچھ نہیں کہتے۔ میں تو کبھی بھی برداشت نہیں کرونگا میری رفاقت میں میری بیوی کسی غیر مرد کو سوچے۔" عاریش کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

"عاریش! ابرار غیر نہیں۔۔"

"امائمہ آپی! ابرار آپ کے محرم نہیں" عاریش دوبدو بولا تھا۔

"آپی میں تو یہاں اپنا مسئلہ لے کر آیا تھا آپ کے پاس تو فرصت ہی نہیں، آج میں نہیں پچھلے تین سال میں جی رہی ہو۔ماضی کی تلخ' تکلیف دہ' اذیت ناک یادوں میں کھونا، حال کی خوشیاں، رعنائیاں گنوانا عقلمندی نہیں۔ آج جو ہے جیسا ہے۔ اسے قبول کرنے سے آج تو بہتر ہو ہی جاتا ہے۔ آنے والا کل مزید بہتر لگنے لگتا ہے۔ماضی میں جی کر کوئی بھی خوش نہیں رہ پاتا، خود کو تکلیف دیتا ہے۔ پلیز آپی نکل آئیں اپنے بنائے ہوئے خود ساختہ غمگین حصار سے، ابرار بھائی اس دنیا سے جا چکے ہیں وہ کبھی بھی نہیں آسکتے۔ موت برحق ہے۔ اٹل حقیقت ہے کوئی اسے جھٹلا نہیں سکتا، آپ پچھلے تین سال سے اس حقیقت کو جھٹلا کر خود کو اور خود سے جڑے رشتوں کو روز اذیت سے گذارتی ہو۔"

"جب ہم اپنے اندر سے درد کو ختم نہیں کر پاتے تو وہی درد ہمیں اندر سے ختم کر دیتا ہے۔ ابرار بھائی کے کولے کو جو ناسور تم نے اپنے اندر پال کیا ہے نہ وہ کہیں تمہاری جان ہی نہ لے لے۔ کیوں سب کو تکلیف دیتی ہوں۔ حادثات سے کسی ذی روح کی زندگی مبرا نہیں سبھی کے ساتھ کچھ نہ کچھ حادثات رونما ہوتے ہیں۔ حادثات کو بھلا کر انسان آگے بڑھتا ہے اللہ پاک جب ہم سے کچھ لیتے ہیں تو ہمیں اس سے بہتر دیتے ہیں۔ ایسے شخص کو کبھی مت گنوانا جس کے دل میں تمہارے لیے محبت، فکر، عزت، اور چاہت ہو۔

حسن بھرا تمہارے لیے رب تعالی کی طرف سے انعام ہے۔ جو تمہیں بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ تمہاری عزت پر حرف برداشت نہیں کرتے۔ تمہاری لیے فکر مند رہتے ہیں اور چاہت تو انکی مثالی ہے۔

عاریش غصے میں امائمہ کو کہہ چلا گیا تھا امائمہ سوچنے لگی تھی!

"عاریش میں غلط نہیں ہوں

ابرار میرے لیے گانا گاتا تھا۔

تیری بانہوں میں ہیں

میرے دونوں جہاں

تو رہے جدھر

میری جنت وہیں

جل رہی ہے اگن جو

یہ دو طرفہ

نہ بجھنے کبھی

میری منت یہی

تو میری آرزو

http://paksociety.com

میں تیری عاشقی

تو میری جستجو

میں تیری بندگی

طلب طلب طلب

بس تیری ہے مجھے

نسوں میں تو نشہ

بن کے گھلنا یونہی

میری محبت کا کرنا

تو حق یہ ادا

میری ہو کہ

ہمیشہ ہی رہنا

کبھی نہ کہنا الوداع

امائمہ زاروقطار شدت سے روتے ہوئے گانا گنگنا رہی تھی۔ابرار کو لمحہ لمحہ یاد کر رہی تھی۔

ابرار!سب چاہتے ہیں میں تمہیں بھلادوں۔میں نہیں بھلا سکتی تم میری ڈھرکن ہو۔کوئی بھی عاریش تم یا کوئی بھی، کبھی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں صرف ابرار کی ہو کر رہنا چاہتی تھی،اسکی محبت کا حق وفا کرنا چاہتی تھی۔میں ابرار کی امانت تھی امانت میں خیانت کی ہے حسن نے۔میں حسن کو کبھی بھی معاف نہیں کرونگی۔مجھے حسن سے محبت کبھی نہیں تھی لیکن اب مجھے حسن سے نفرت ہے۔

میں تو ابرار کی یادوں میں مگن مدہوش سی تھی۔حسن نے اسی مدہوشی کا فائدہ اٹھایا ہے۔

☆☆☆☆

http://paksociety.com

رانیہ! یہ ناشتے کی ٹرے سجا کر روم میں کیوں جا رہی ہو۔۔۔؟

ہارون نے رانیہ کو کہا تھا اچھا سا ناشتہ بنا کے روم میں لاؤ. میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر ناشتہ کرینگے۔

رانیہ نے خوشی خوشی انڈے پراٹھے بنائے تھے۔ دودھ پتی اچھی سی چائے بنائی تھی۔ ہارون کی اس قدر محبت و چاہت پا کر وہ بہت خوش تھی۔

ٹرے لے کر وہ کمرے میں داخل ہی ہونے والی تھی کہ سونیا بھابھی کی پاٹ دار آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ رانیہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ہارون کی پیار بھری آواز آئی تھی۔

"بیگم صاحبہ! بھوک زوروں کی لگی ہے جلدی آجائیں۔"

رانیہ خاموشی سے کمرے میں جا چکی تھی۔ رانیہ ویسے ہی اپنے لباس کی وجہ سے سونیا بھابھی کو نظر اٹھا کے نہیں دیکھ پا رہی تھی۔ اسکن فٹنگ بلیک ٹائٹز اس پر لائٹ پنک کلر کی سلیولیس شرٹ پہنی تھی۔ علی الصبح ہارون کی ضد پر پہننا پڑی تھی۔ جو شادی کے شروع دنوں میں رانیہ کے لیے لایا تھا۔ پر کبھی پہننے کو نہ کہا تھا۔ نہ ھی رانیہ نے خود پہنا تھا۔ اسے ٹائٹز اور شرٹ دیکھ کر عجیب ہی لگتا تھا۔ لیکن اب تو ہارون کی فرمائشیں بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ شوخی و شرارت بھری جسارتوں پر رانیہ چھوئی موئی ہوئے جا رہی تھے۔ اتنی زیادہ محبت پر وہ بوکھلائی ہوئی تھی۔ اسی لیے ٹائٹز شرٹ پہن لی تھی۔ بس ہارون کی خوشی دیکھ کر کچھ نہ کہہ سکی تھی۔ ہارون نے ٹرے لے کر بیڈ پر رکھی تھی۔ اور رانیہ کو بیٹھنے کو کہا تھا۔

" چلیں جان ہارون۔۔۔ جلدی سے کھائیں۔ "

ھارون نے پہلا نوالا بنا کر رانیہ کی جانب بڑھایا ہی تھا۔ رانیہ کی آنکھوں میں نمی جھلملانے لگی تھی۔ رانیہ نے ہارون کا ہاتھ تھام کر چوما تھا۔ سونیا بھابھی جو کافی دیر سے آئی کھڑی تھیں، یکدم بولی تھیں۔

ہارون! یہ کیا حرکت ہے تم نے تو کبھی اسطرح ہمارے بغیر ناشتہ نہیں کیا۔۔؟ "

رانیہ تو ان کی کڑک آواز پر اچھل ہی گئی تھی۔ صوفے پر دوپٹہ پڑا تھا فوراً اٹھا کر اوڑھ لیا تھا۔

بھابھی! پلیز ڈونٹ مائنڈ! گیٹ ناک کر کے آنا چاہیے تھا۔

ہارون ناگواریت سے بولا تھا۔

سونیا بھابھی تو اس کے بدلے ہوئے لب ولہجہ پر انگشت بدداں رہ گئیں تھیں۔

ہارون نے تو کبھی اس طرح بات نہ کی تھی۔

"بھابھی! ہم لوگ ساری رات سو نہ سکے۔ ساری رات جاگنے کے بعد ڈھیر ساری باتیں کرنے کے بعد جاگ جاگ کر بھوک سے برا حال تھا۔ اسی لیے میں نے ناشتہ بنوالیا۔ بیوی کے ہوتے ہوئے بھابھی کے ہاتھ سے کام کروانا اچھی بات نہیں نہ۔" سونیا بھابھی تو ششدر رہ گئیں تھیں۔ خاموشی سے جانے کو پلٹی تھی کہ پیچھے ہارون کی آواز آئی۔

"بیگم صاحبہ! گیٹ لاکڈ کر کے آجائیں" سونیا کے کمرے سے نکلتے ہی دروازہ لاکڈ ہوا تھا۔ سونیا تو بھوچکاں رہ گئیں تھی۔

"رانیہ نے کونسا جادو کر دیا ہے۔ کل تک تو یہ اس کی طرف اک نگاہ غلط ڈالنے کو روادار نہ تھا آج اس پر فدا ہے۔" سونیا بھابھی سوچتے جارہی تھی اور کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

☆☆☆☆

"السلام علیکم مماجی کیسی ہو؟" ریان احمد ٹی ٹائم پر گھر میں آیا تھا۔ مسکرا کر سلام کیا تھا۔ سامنے کاؤچ پر ہی یمنیٰ بیٹھی ٹی وی پر کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ ریان کو دیکھ کر متوجہ ہوگئی تھی۔ ریان نے سرسری سے اس پر نگاہ ڈالی تھی

"مما! ہانی کہاں ہے؟" ریان نے جھجھکتے ہوئے پوچھا تھا

"بیٹا! عصر کی نماز ادا کر رہ تھی۔ بچی اپنے والد صاحب کی رحلت پر بہت افسردہ ہے۔" عائشہ بیگم محبت سے بولیں تھیں

"جی مما اب کیا کر سکتے ہیں یہ سب تو اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ اللہ پاک ہانی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور اس کے ابو کی مغفرت فرمائے۔ جنت میں اعلی مقام نصیب فرمائے"۔ ریان احمد دعائیہ انداز میں بولا تھا

"آمین ثم آمین" عائشہ بیگم بے ساختہ بولیں تھیں

"جاؤ بیٹا! ہانی سے مل لو نماز پڑھ لی ہو گی شاید۔" عائشہ بیگم نے محبت سے کہا تھا

http://paksociety.com

"جی مما" ریان نے کہتے ہوئے قدم مما کے روم کی طرف بڑھا دیے تھے۔ ریان احمد مسرور سا مما کے دروازے کی دہلیز پر کھڑا تھا۔ دل نجانے کیوں خوشی محسوس کر رہا تھا۔ ریان احمد اپنے دل کی کیفیت سمجھ نے سے قاصر تھا۔ ریان احمد کی نظروں کے سامنے جائے نماز بچھآئے ام ہانی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔ ریان احمد آہستگی سے بنا آواز آہٹ کیے کاؤچ پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔ منزنم آواز سماعتوں میں رس گھول رہی تھی۔ ریان احمد نے آنکھیں موند کر بشت سے سر ٹکا دیا تھا۔ ام ہانی کی خوبصورت آواز میں کلام پاک کی تلاوت بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ام ہانی نے مکمل سپارہ پڑھ لیا تھا۔ قرآن پاک کو چوم کر بند کیا تھا۔ اُٹھی ہی تھی کہ سامنے ریان احمد کو دیکھ کر دل بری طرح دھڑکا تھا۔ ریان احمد نے بھی ام ہانی کی تلاوت رک جانے سے آنکھیں کھولی تھیں۔

دونوں کی آنکھیں ملی تھیں من میں ہلچل مچی تھی۔ دونوں کے دل نئے لے نئے انداز میں دھڑکے تھے۔

"السلام وعلیکم سر" ام ہانی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا تو سلام داغ دیا تھا

"وعلیکم اسلام مسز" ریان احمد نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔

"کیسی ہو" چند ثانیے خاموشی کے بعد ریان احمد نے خیریت دریافت کی تھی۔ لان کے ملگجے سے لباس میں اس کی کھُلتی رنگت دمک رہی تھی۔ چہرہ گھسے پیٹے پرنٹ کے اورنج رنگ کے ڈوپٹے کے ہالے میں بہت حسین لگ رہا تھا۔

"جی ٹھیک ہوں" ام ہانی کھڑکی کی جانب منہ کر کے کھڑی ہو گئی تھی۔ آہستگی سے چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس رُکی تھی۔ سورج غروب ہونے کو تھا۔ گلی میں بچے کرکٹ کھیل رہے تھے۔ ام ہانی کی نگاہیں نیلے گگن پر ٹکی تھیں۔ ریان احمد چلتا ہو آیا تھا۔ ام ہانی کے برابر کھڑا ہوا تھا۔ اپنا دائیاں ہاتھ ام ہانی کے شانے پر دھرا تھا۔ ام ہانی کے وجود میں برقی رو دوڑ گئی تھی۔

☆☆☆☆

اگر یہ جان جاو تم

اگر یہ جان جاو تم

کوئی کیسے اجڑتا ہے

کوئی کیسے بکھرتا ہے

تو میرے پاس آنا تم

میری بنجر سی آنکھوں میں سلگتے خواب کو تکنا

اور اس کا مرثیہ سننا

اگر ایسا نہیں ممکن تو میری زندگی کی ڈائری کو کھول کر پڑھنا

کہ ہر اک لفظ میں اس کے آنسوؤں

سے مات لکھی ہے

جو تم سے کہہ نہیں پائی

وہی ہر بات لکھی ہے

تمہاری چاہتوں کے نام اپنی ذات لکھی ہے

اگر یہ ڈائری پڑھ کر بھی تم انجان رہتے ہو

تو اس کا ہے یہی مطلب

میری ساری التجائیں بس ہوا کے دوش رر کھی ہیں

ابھی کُچھ وقت باقی ہے

بدل جاو، پگھل جاو

کہیں ایسا نہ ہو یہ لمحہ، مرے ہاتھوں پھسل جائے

رستہ ہی بدل جائے

سنو میرے محبوب آجاؤ

ابھی تیری وفاؤں پر مرا ایقان زندہ ہے

http://paksociety.com

یہی ایقان تو اب تک میرے جیون کا حاصل ہے

اگر یہ کھو گیا تو پھر سب کُچھ چھوٹ جائے گا

مقدر رُوٹھ جآئے گا

تو پھر تم جان جاؤ گے

کوئی کیسے اجڑتا ہے

کوئی کیسے بکھرتا ہے

امائمہ اپنی ڈائری لیے کھڑکی کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی۔اپنی ڈائری سے اپنی من پسند شاعرہ غزالہ جلیل راؤ کی نظم پڑھ رہی تھی

"امائمہ آپی!میں بہت پریشان ہوں۔"امائمہ آپی ابھی کاؤچ پر بیٹھی تھی کچھ دنوں سے طبیعت میں بوجھل پن محسوس کر رہی تھی۔ ڈائری سائٹ ٹیبل پر رکھ کر نماز تو وہ ادا کر ہی چکی تھی۔اب من کی بے چینی طبعیت کے بوجھل بوجھل پن سے گھبرا کر کاؤچ پر قرآن پاک لے کر ہی بیٹھی تھی کہ مسکان چلی آئی تھی۔

"مسکان!کیا بات ہے؟"امائمہ مسکان کو پریشان دیکھ کے فکر مندی سے بولی تھی

"آپی!میں عاریش کو بہت چاہتی ہوں اس کے بن رہنے اور جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی ہوں بچپن سے لے کر آج تک من کی گہرائیوں سے جیسے چاہا ہو اسے یوں پل بھر میں چھوڑ دینا آسان بات نہیں۔"

مسکان کے کہنے پر امائمہ نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا

آپی!شاہینہ آنٹی کی بیٹی (رومیصہ) اور عاریش کے درمیانکچھ چل رہا ہے۔میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتی۔عاریش بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔کبھی اس نے اظہار نہیں کیا ہے لیکن اسکی نگاہوں میں میرے لیے پسندیدگی بھرے جذبات ہیں۔

مسکان بتاتے بتاتے رو دی تھی۔

"مسکان!پریشان نہ ہو عاریش آیا تھا میرے پاس بات کرنے۔"امائمہ کہ رہی تھی کے مسکان بے چینی سے استفسار کرنے لگی تھی

"آپی! کیا کہہ رہا تھا"۔

"کچھ کہا نہیں۔ لیکن شاید کچھ کہنا چاہتا تھا۔" امائمہ پر سوچ انداز میں بولی تھی

"آپی! مُجھے نمرہ نے بتایا ہے"

"تم فکر نہ کرو سب بہتر ہو گا۔" امائمہ اور مسکان باتیں ہی کر رہی تھیں کہ حسن آفس سے آگیا تھا۔ لیپ ٹاپ والا بیگ سائیٹ ٹیبل پر رکھا تھا۔ اک نظر دونوں بہنوں پر ڈال کر اسٹڈی روم میں چلا گیا تھا

"آپی! پھر کبھی بات ہو گی۔ حسن بھائی آگئے ہیں آپ انہیں دیکھیں، مسکان چلی گئی تھی۔ امائمہ نے سر جھٹک کر قرآن پاک کھول لیا تھا۔

"بیگم صاحبہ! ترجمہ کے ساتھ پڑھا کریں تا کہ آپکی ناقص عقل میں مفید باتیں سما جائیں" حسن اسٹڈی روم سے نکلا تو امائمہ کو کلام پاک پڑھتے دیکھ کر مسکرا کر کہا تھا امائمہ نے دوسری جانب منہ پھیر لیا تھا۔

"مسکان! تم امائمہ کے پاس کیوں گئیں تھیں۔" مسکان امائمہ کے روم سے نکل رہی تھی کہ عاریش کی آواز سن کر رک گئی تھی۔

"تم سے مطلب۔۔۔۔۔" مسکان نے خفت سے منہ موڑا تھا۔

"ہمم تو یہ بات ہے۔" عاریش کے معنی خیز لہجے پر وہ چونکی تھی۔

"عاریش! ہم جس سے محبت کرتے ہیں ناں۔ اس کی بے رخی، دوری سوہان روح ہوتی ہے۔" مسکان نہ چاہتے ہوئے بھی حال دل عیاں کر گئی تھی۔

"مسکان! ادھر آؤ۔" عاریش اس کا ہاتھ تھام کر چھت کی جانب چل دیا تھا۔ مسکان کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ وہ عاریش سے ہاتھ نہ چھڑا سکی تھی۔ بس روبوٹ کی مانند اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

"ہاں تو میڈم جی! اب بتائیں یہ بے رخی اور دوری کس لیے اختیار کی ہے۔" عاریش نے دونوں بازوں سے سینے پر باندھتے ہوئے پر شوخ انداز میں کہا تھا۔ مسکان نے نظریں جھکالی تھی۔

"جی میں ہمہ تن گوش ہوں۔" مسکان کے لب شرم وحیا سے سیل گئے تھے۔ پلکوں کی باڑھ گری ہوئی تھی۔ رخسار شرم سے سرخ ہو رہے تھے۔ عاریش کی شوخ نگاہیں اس کے صبیح چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

"محبتوں میں غلط فہمیوں کی گنجائش نہیں ہوتی مسکان۔ اک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ میں تمھارا تھا اور مرتے دم تک تمھارا ہی رہوں۔ انشاءاللہ پاک۔" عاریش نے مسکان کے ہاتھوں کو ہاتھ میں لے کر شہید آ گہیں لہجے میں کہا تھا

"عاریش! وہ رومیصہ۔۔۔۔۔" مسکان نے جھجکتے ہوئے کہا تھا۔

"افف توبہ ہے یار۔ وہ اپنے کلاس فیلو میں انٹرسٹڈ ہے۔ وہ چاہ رہی تھی۔ خالہ جان سے اس کی شادی احمر خان سے کرنے کی سفارش کر دوں۔ میں احمر سے ملا ہوں۔ اچھے گھرانے کا پڑھا لکھا مہذب تمیز و تہذیب والا لڑکا ہے۔ میں تو تمہیں بتانے والا تھا۔ حد ہو گئی تمہیں اپنی محبت پر اعتبار نہ رہا۔

بس دل ہی دل میں مسکان! سب سے خطرناک ناراضگی وہ ہوتی ہے جس میں آپ کبھی اُس شخص پر جتاتے نہیں کہ آپ ناراض ہیں رکھتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن وہ دلوں کا کھوٹ رشتوں کے ٹوٹنے کا سبب بن جاتا ہے۔ تم نے ناراضگی لفظوں میں بیان نہیں کی دل میں رکھ لی۔ دل ہمیشہ صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ دل میں رب بستا ہے۔ دل میں نفرت کدورت نہیں ہونا چاہیے۔ دنیا میں سب سے پیارا موسم دل کا موسم ہوتا ہے۔ اور سب سے خوبصورت جگہ بھی انسان کا دل ہے مگر اس جگہ کو خوبصورت خود بنانا پڑتا ہے تاکہ جب کبھی دنیا کے مشکلات سے گھبرا کر ہم بھاگنا چاہے تو ہمارے دل کی دنیا اسکا "نعم البدل" ثابت ہو اسلئے دل میں محبت، عفو، سچائی اور ایمانداری کے گلاب لگانے چاہئے، جس کی خوشبو سے دل ہمیشہ مہکتا رہے، دِل کی کتاب میں صرف ایک نام ہونا چاہیے۔ بہت سے نام درج ہوں گے تو وہ انسائیکلوپیڈیا ہو جائے گی مسکان میں محبت میں شرکت کا قائل نہیں۔ محبت پاکیزہ جذبہ ہے۔ اس میں ملاوٹ کی گنجائش ہرگز نہیں۔" عاریش کی باتوں پر مسکان سر ندامت سے جھکائے کھڑی تھی۔ عاریش کا لہجہ شکوہ کناں تھا۔

"سوری عاریش!" مسکان نے ندامت سے خجل ہو کر کہا تھا۔

"میری نادان شہزادی! صرف اپنی محبت پر اعتبار کرنا چاہیے۔ ادھر ادھر کی باتوں پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔" عاریش مسکرا کر محبت سے پر لہجے میں بولا تھا۔ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے تھے۔ غلط فہمی کے بادل چھٹ چکے تھے۔ محبت اک بار پھر اپنی فتح پر مسکرا دی تھی۔

☆☆☆☆

بے تحاشہ دل نے

تجھ کو ہی چاہا ہے

ہر دعا میں میں نے

تجھ کو ہی مانگا ہے

تیرا جانا جیسے

کوئی بد دعا

دور جاوگے

جو تم

مر جائیں گے ہم

صنم تیری قسم

ہارون ادائے دلربائی سے گانا گنگنا رہا تھا۔

"رانیہ! آج رات کو کل کی طرح ملنا۔" ہارون بیڈ روم سے نکلنے لگا تو شرارت سے کہا تھا۔ رانیہ جھینپ گئی تھی

"سچ۔۔۔ آج تمھاری مما کی طرف چلیں گے۔"

"ہمم سب پتہ ہے مُجھے۔" اسکی معنی خیزی پر رانیہ مسکرا کر بولی تھی۔

"ہونا بھی چاہیے۔" ہارون نے آنکھوں کو جنبش دے کر مسکرا کر کہتے ہوئے۔ رانیہ کو ہاتھ بڑھا کر اپنی طرف رکھینچا تھا۔ رانیہ اس افتاد پر بوکھلا گئ۔ دونوں ہاتھوں سے ہارون کے سینے پر دباؤ ڈال کر ہلکا سا فاصلہ کیا تھا۔

http://paksociety.com

"بے فکر رہو۔ ابھی آفس جانا ہے۔ میرا ابھی ایسا کوئی پروگرام نہیں۔" ہارون اسکا گریز سمجھ کر آہستگی سے رانیہ کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ ہارون نے آہستگی سے رانیہ کے رخساروں کو چھو کر اللہ حافظ کہا تھا رانیہ کی آنکھوں میں خوشی کی وجہ سے نمی تیرنے لگی تھی۔ "جان ہارون! پلیز یہ نہ کرنا میں انشا اللہ جلد از جلد کام مکمل کر کے آتا ہوں پھر سکون سے ہم باتیں کرینگے۔ بہت سے راز ہیں۔ جو تمہیں بتاتے ہیں۔ مُجھے اپنی سوہنا سے ڈھیر ساری باتیں ڈسکس کرنی ہیں"

ہارون نے رانیہ کی پلکوں پر جھلملاتی نمی کو انگلی کے پوروں میں سمو کر محبت سے مخمور لہجے میں کہا تھا۔ ہارون تو چلا گیا تھا رانیہ کو اپنی سانسوں میں ہارون کی مہک محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اس کا یا پلٹ کر حیران تھی واقعی جب ہم سچے دل سے اپنے رب سے پریشانیوں سے نجات مانگتے ہیں تو بلاشبہ ہمیں نجات مل جاتی ہے۔ بلاشبہ نماز تہجد ادا کرنے سے دلی مرادیں بر آتیں ہیں۔ میرا رب گواہ ہے

ہارون ستار مغل کہ

تم میری مناجات ہو۔

میری بے قراریوں کے

موسم کی

مضطرب

من کی

شدت سے

مانگی گئی

مناجات ہو تم

رانیہ ہارون کے جانے کے بعد بیڈ پر آ کر لیٹ گئی تھی۔ مختلف سوچوں اور خوشگن احساسات میں گھیری تھی۔ آنکھوں میں نمی اور لب پر مسکان رقصاں تھی

رانیہ ہارون کو ہی سوچ رہی تھی کے ہارون کا میسیج آیا تھا

"جان ہارون! کیا ہو رہا ہے"

رانیہ چاہت بھرا انداز پڑھ کر مسکرا دی تھی

"لیٹی ہوئی ہوں۔" رانیہ نے میسیج کا جواب دیا تھا

"لاؤ تصویر کیپچر کر کے بھیجو"

"ہیں۔۔۔۔۔ رانیہ نے پھٹی پھٹی حیرانگی ظاہر کرتا ایموجی بھیجا تھا۔

" رانیہ! اپنے شوہر سے کیسی شرم؟" ہارون کی معنی خیزی میں ڈوبی ریکارڈنگ موصول ہوئی تھی

"ہارون! پلیز مُجھے الجھن میں ناڈالیں" رانیہ نے وائس میسیج بھیجا تھا انداز ملتجی گھبرایا ہوا سا تھا

"ہاہاہاہا۔۔ چلو جی رہنے دو نکال دیا الجھن سے" ہارون کی بات پر رانیہ کھل کر مسکرائی تھی

"رانیہ! تم کتنی پاکیزہ ہو مُجھے علم ہے۔ اور سونیا بھابھی نے تمھارے بارے میں کیا کیا نہیں کہا کہ۔ تم سارا دن موبائل پر غیر مردوں سے نامحرم سے گفتگو کرتی ہوں۔ تم تو شرم وحیا کا پیکر ہو میری ذرا سی چاہت بھری گفتگو پر شرم سے گلنار ہو جاتی ہو۔۔ اچھا ہوا اس جب ہم دن میں جلدی گھر آ گیا تھا۔ تمام تر حقیقت سونیا بھابھی کے منہ سے ہی سن لی تھی۔ ہارون ستار مغل سوچوں میں غلطاں تھا اپنوں پر خود سے زیادہ اعتبار کرتے ہیں۔ اور وہ اعتبار ٹوٹ جائے تو ہم بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں۔ شعیب بھائی، سونیا بھابی ایسے ہو سکتے ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

☆☆☆☆

"چلو ام! ہم رکھیں باہر چلتے ہیں۔" ام بانی کی نظریں شانے پر رکھے ریان احمد کے ہاتھ پر جمی تھیں۔ وہ اس حصار کو توڑنا چاہ رہی تھی۔ توڑ نہیں پا رہی تھی۔ دل میں سکون سا اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس حصار میں مقید ہو کر تحفظ بھرا احساس ہو رہا تھا۔۔

تجھ کو جو پایا تو۔

یہ لگتا کیوں۔

بانہوں میں۔

بس تیری محفوظ ہوں۔

سعد اور شہریار کمرے کی دہلیز پر کھڑے تیز آواز میں لہک لہک کے گانا گا رہے تھے۔ام بانی فوراہی ریان احمد کے بازوؤں کے گھیرے سے باہر نکلی تھی۔شرم وحیا سے پلکیں جھکی ہوئی تھی۔۔

"سعد!یار ہم نے غلط وقت پر انٹری دی ہے۔"شہریار مسکرا کر بولا تھا

"بھابھی!اس یمنیٰ نے آپکو اتنا کچھ سنایا۔ آپ خاموش کیوں رہیں۔اور ہم تو یونیورسٹی سے دو بجے تک آجاتے ہیں۔اپنے روم میں کمپیوٹر پر گیم کھیل رہے تھے۔ آپ نے آواز کیوں نہیں لگائی۔"سعد ام بانی کے سامنے آکر کھڑا تھا۔اس سے استفسار کر رہا تھا۔ام بانی خاموش کھڑی تھی

"ام!کیا کہا یمنیٰ نے اور مما کہاں تھیں؟"ریان احمد فکر مندی سے پوچھ رہا تھا

"سب کو اپنے لیے فکر مند دیکھ کر ام بانی کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔"

بھابھی آپ رو کیوں رہی ہیں؟"شہریار بے چین سا بولا تھا

"میں غریب ہوں غریب گھرانے سے تعلق ہے۔میں مر سکتی ہوں پر اپنی عزت پر اپنے مرحوم ماں باپ کی عزت پر اک حروف برداشت نہیں کر سکتی۔میں اس گھر کی بہو بننے کے قابل نہیں میں نے تو پہلے ہی سر آپ سے کہا تھا آپ نے کیوں مجھ سے رشتہ جوڑا ۔جب آپ اپنی پھوپھو زاد سے انگیجڈ تھے۔اس لڑکی کی لہجے کی نفرت میرے لیے اسکی آنکھوں میں حقارت ہے میرے لیے۔"ام بانی زار و قطار رو رہی تھی۔

"یہ یمنیٰ کبھی بھی نہیں سدھر سکتی۔"ریان احمد نے غصے سے دانت پیسے تھے

"واقعی بھائی!ہم شروع سے ہی یمنیٰ باجی کی اونٹ پٹانگ حرکتوں کو اگنور کرتے آرہے ہیں اب وہ بھابھی کو بھی زچ کرنے پر اتر آئی ہیں۔اب آپکو زبردست ایکشن لینا چاہیے۔"سعد غصے سے کہہ رہا تھا

http://paksociety.com

"چلو ام۔۔۔" ریان احمد نے استحقاق بھرے انداز میں ام بانی کا ہاتھ تھاما تھا، کہاں ریان احمد کے ہاتھ تھامنے سے ام بانی کے بدن میں برقی رو دوڑ گئی تھی۔ ڈرتے ڈرتے نگاہ اٹھا کر ریان احمد کو دیکھا تھا

"ام بانی! تم میری بیوی ہو اور بیوی شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔" ریان احمد اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہا تھا۔ ام بانی کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ ریان احمد ام بانی کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر آیا تھا ام بانی اس کے ہمقدم ہو کر چلتی ہوئی باہر آگئی تھی۔

م "مما! مہمانوں سے کہہ دیں مہمانوں کی طرح رہیں میری بیوی کو پریشان کرنے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور میری بیوی میرے ساتھ میرے روم میں رہے گی۔ شادی کی اہم رسم نکاح ہوتی ہے۔ نکاح کی رسم ہو گئی تو کسی بھی قسم کی رسم کی ضرورت باقی نہیں رھتی ہے۔" ریان احمد شدید طیش کی عالم میں چلا رہا تھا۔ بیوی پر اتنا زور دینے پر ام بانی کا وجود کپکپا رہا تھا۔ سعد اور شہریار اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

☆☆☆☆

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا۔ امائمہ اپنی بدلتی طبعیت سے پریشان تھی۔ جی اس قدر متلی کر رہا تھا کہ ابکائی لگ گئی تھی۔ حسن بے خبر سو رہا تھا۔ امائمہ کا سر بری طرح چکرایا تھا حسن کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا تھا۔ حسن کی آنکھ کھُلی تھی۔ امائمہ کو اپنا ہاتھ تھاما دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔ حسن کو لگ رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو

"حسن! مُجھے بہت چکر آرہے ہیں۔" امائمہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ حسن جھٹ اٹھ بیٹھا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں پورا گھر امائمہ کے کمرے میں جمع تھا۔

ہمیشہ پورے گھر کو بے سکون کر دیتی ہے۔" بیہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔ امائمہ کی خراب طبعیت کے پیش نظر حسن فوری طور اسے ھاسپٹل میں ایمر جنسی میں لے گیا تھا۔ ڈاکٹر نے ایک گھنٹہ بعد جو خبر دی تھی۔ حسن کے ہوش ہی اُڑ گئے تھے

واقعی! آپ سچ کہہ رہی ہیں؟؟؟"

"جی ھاں! آپ اپنی وائف سے مل سکتے ہیں۔" حسن بے یقینی سے بولا تھا۔ ڈاکٹر مسکراتی ہوئی چلی گئی تھی "امائمہ! بہت بہت شکریہ ۔" روم میں آکر حسن نے سسٹرز کو نظر انداز کرتے ہوئے کھڑکی کے پاس کھڑی امائمہ کو گلے لگا لیا تھا امائمہ تو شاک کی سی کیفیت

http://paksociety.com

میں تھی۔گھر آنے بعد بھی امائمہ کو چپ لگی ہوئی تھی۔گھر میں ہر اک کے چہرے پر خوشی رقصاں تھی۔سب امائمہ کو مبارک باد دے رہے تھے۔امائمہ خالی الذہنی کیفیت میں مبتلا تھی۔

☆☆☆☆

"شعیب! آپ بلکل فکر نہ کریں میں نے ہارون سے پراپرٹی کے پیپر پر سائن کروالئے ہیں۔"سونیا بھابھی رازدارانہ انداز میں کہہ رہی تھیں۔

"واہ بیگم صاحبہ! تم تو بڑے بڑے کام چٹکی بجا کر لیتی ہو۔"شعیب کا لہجہ داد و تحسین بھرا تھا۔ہارون مغل ھکا بکا سا اپنے گھر کی دہلیز پر کھڑا تھا۔ڈپلیکیٹ چابی سے گیٹ آہستگی سے کھولا تھا۔رات کے دو بج رہے تھے۔گھر میں کسی کی نیند خراب نہ ہونے کے پیش نظر اس نے ڈور بیل نہ بجائی تھی۔کاروبار میں ہونے والے مسلسل خسارے کی وجہ سے وہ دن رات محنت کر رہا تھا۔اپنی صحت سے لاپرواہی برت رہا تھا۔آج مسلسل کام کرنے کی وجہ سے بخار ہو گیا تھا۔ہارون نے گیٹ کھولا ہی تھا کہ سونیا بھابھی کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی ان کے انکشاف پر ہارون کے سر پر حیرتوں کے بھاڑ ٹوٹے تھے۔وہ حیرت میں تھا کے شعیب بھائی کی بھی آواز آگئی تھی۔

"ہارون کے اکاؤنٹ سے میں نے ابھی اسی ہفتے ستر لاکھ روپے نکالے ہیں۔اور دیکھو ذرا ایک بار بھی ہارون نے گھر میں ذکر نہ کیا

"ارے تم سے کیوں کرے گا۔اس کی بیوی ہے نا اس سے ذکر کیا ہو گا"

بیوی! صرف نام کا رشتہ ہے۔میں چاہوں نہ اک لمحے میں ہارون رانیہ کو طلاق دے کر فارغ کر دے۔میں نے اس کا دل رانیہ کی طرف سے اتنا برا کیا ہو کے بس۔

سونیا بھابھی اپنا اک اک کارنامہ اپنے مجازی خدا سے تفخرانہ انداز میں شیئر کر رہی تھیں۔دادو تحسین سمیٹ رہی تھیں۔ہارون کافی کڑے ضبط کے مراحل سے گذر رہا تھا۔۔

افففف۔۔یے میں نے کیا کر دیا۔رانیہ نے کتنی مرتبہ اپنی سچائی بیاں کی۔کتنی مرتبہ اپنی پر خلوص محبت کا یقین دلایا۔اور میں۔۔میں سونیا بھابھی پر اتنا آنکھ بند کر کے اندھا اعتماد کرتا رہا کے ان کی ہر جھوٹی سی جھوٹی اور سراسر جھوٹ پر مبنی باتوں پر یقین کرتا رہا۔

میری دن رات کی محنت کو یہ لوگ کتنی آسانی سے اپنے نام کروا گئے۔ بے فکر رہیے میں صبح ہی اپنے وکیل سے کہہ کر نیو پیپر بنواتا ہون۔ اور تمام پراپرٹی رانیہ کے نام کر دونگا۔ میں رہو نہ رہو اپنی بیوی کو اب مزید دُکھ نہیں دونگا۔ شکر ہے پروردگار کا کہ سچائی از خود ہی میرے سامنے آگئی۔ میری معصوم، باکردار، پاکیزہ سی بیوی پر اتنے الزامات ہارون خاموش کھڑا سوچوں میں غلطاں تھا۔ کے شعیب بھائی کی جذبات بھری آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی

"واہ سونیا! کیا کہنے۔۔ تم پر تو ڈھیروں پیار آرہا ہے۔" شعیب نے پاس بیٹھی سونیا کو بانہوں میں بھرا تھا ہارون نے نخوت سے منہ پھیر لیا تھا۔

"ارے ارے شعیب! کیا کر رہے ہو ہارون آنے والا ہو گا۔"

"سونیا! ہم جس طرح اس کے اکاؤنٹ خالی کر دیے ہیں نا مُجھے نہیں لگتا کے وہ رات بھر گھر آئے گا۔ مُجھے پتہ ہے میرا چھوٹا بھائی کتنا سچا، ایماندار، محنتی ہے۔ بونگا تو اتنا ہے کبھی مجھ سے بھی ڈسکس نہیں کرتا۔ یاد ہے نہ مسٹر سلیمان برادرز والا پراجیکٹ۔ ہم نے مکمل ہوتے کنٹریکٹ میں کیسا گھپلا ڈالا۔ اور بیوقوف نے چار دن اور چار رات مسلسل جاگ کر پراجیکٹ مکمل وقت پر اور عمدہ کام دیا تھا۔ مُجھے نہیں لگتا وہ بونگا آج رات گھر آئے گا۔ چلو ڈارلنگ میری رات خراب نہ کرو۔۔" شعیب کے انکشاف پر ہارون انگشت بدندان رہ گیا تھا۔ شعیب تو رومانوی گفتگو کرتا ہوا سونیا کو اپنی بازوؤں میں بھرا اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ ہارون تھکے تھکے قدموں سے آکر صوفہ پر ڈھے گیا تھا۔۔

"شعیب بھائی! واقعی میں بونگا تھا۔ مُجھے میرا جگری اسکول فیلو حسن دوست ہمیشہ کہتا رہتا تھا تُجھے مالی طور پر شدید نقصان پہچانے والا ہو سکتا ہے تیرا قریبی ہو۔ شعیب بھائی آپ اور سونیا بھابی مُجھے سالوں سے مالی نقصان پہنچاتے رہے۔ اور میں یہ سب نظر انداز کرتا رہا مگر اب نہیں۔ ایسے اپنوں، رشتوں ہونے سے نہ ہونا بہتر ہے۔ جو ہمیں دُکھ درد و اذیت میں مبتلا دیکھ کر خوشی منائیں۔ غیر دُکھ دے تو اتنا دُکھ نہیں ہوتا جتنا کوئی اپنا دغا دے تو دل درد سے بھر جاتا ہے۔" ہارون مغل کی آنکھوں کے نرم گوشے نم ہو گئے تھے۔ وہ بیڈ روم میں آگیا تھا۔ پیاری لڑکی! مُجھے معاف کر دینا انجانے میں تمھارا بہت دل دُکھایا ہے۔ اب میں تمہیں اتنی محبت دونگا کے اپنی ہر زیادتی کا ازالہ کر دونگا۔" ہارون نے سوئی ہوئی رانیہ کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر چہرے پر آئی لٹوں کو پیچھے کر کے بوسہ لیا تھا۔۔

☆☆☆☆

گذرتے وقت کے ساتھ ساتھ

جسم پر لگے زخم تو پھر بھی

بھر ہی جاتے ہیں

لیکن!

ہمیشہ یاد رکھیئے

روح پر لگے زخم

کبھی بھی نہیں بھرتے

"سر! یمنیٰ کی باتوں نے میری روح کو بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ یمنیٰ کی حقارت خیز، طنز بھری باتیں ایسا لگا ہے کے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ میرے کان میں انڈیل دیا ہو۔" ام بانی ریان احمد کے سامنے بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی۔

"ام! میں یمنیٰ کی طرف سے معافی چاہتا ہوں۔ پلیز اس طرح رو کر میرے دل کو مزید تکلیف نہ دو۔ رشتہ ازدواج میں نہ جانے کیا کشش ہے کہ بناڈور کے میں خود کو تم سے بندھا ہوا محسوس کرتا ہوں۔ نکاح کے دو بول دو قلب ایک کر دیتے ہیں۔ تمھارے لیے میرے من محبت جاگ رہی ہے۔ ام بانی میں سوچا کرتا تھا مُجھے اک شخص ایسا چاہیے جسے دیکھ کر

میری زندگی میں امنگ ہو۔

روح سیر ہو جآئے۔

جسے دیکھ کر دل دھڑک سا جائے۔

اک ایسا شخص چاہیے۔

جو خود میری تلاش ہو۔

وہ جو میرے انتظار میں ہو۔

http://paksociety.com

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



جس نے میرے لیے۔

میرے لیے ہر رنگ کے پھول سجا رکھے ہو۔

جس نے میرے لیے اپنا آپ بچا رکھا ہو۔

مُجھے ایسا شخص چاہیے۔

جسے دیکھ کر میری زندگی میں امنگ ہو۔

وہ مجھ کو تلاش کرے۔

وہ صرف مُجھے پیار کرے۔

مُجھے ایسا شخص چاہیے

شدت جذبات سے ملغوب ہو کر ریان ریان احمد چاہت محبت سے ام بانی کے ہاتھوں کو تھامے حکایت دل نظم کی صورت سنا رہا تھا۔ احمد نے ام بانی کو بانہوں میں بھر لیا تھا۔ ام بانی چاھتوں بھرا یہ حصار توڑ نہ پائی تھی۔ خود سپردگی کے عالم میں سر ریان احمد کے سینے پر ٹکا دیا تھا۔ محبت کی پھوار میں دونوں بھیگنے لگے تھے۔ دور افق پر چاند محبت کے ملن پر مسکرا رہا تھا۔۔

☆☆☆☆

میں مقید ہوں اک

اذیت میں

اور اذیت بھی کرب ذات کی ہے

پھی بھی چُپ چاپ

اپنے آپ میں گُم

آتی جاتی رُتوں کو دیکھتا ہوں

http://paksociety.com

کتنے موسم یونہی گُزار کے بھی

وہی عالم ہے حیرتوں کا میری

ہاں مگر!

گردِ ماہ و سال کے بیچ

بارہا ایک صورت شاہکار

پابہ زنجیر مُجھ تک آئی

اور

سرگوشیوں میں کہہ کے گئی

عالم زات سے نکل کر دیکھ

یہاں ہر شے کسی عذاب میں ہے۔

"ابرار! یہ سب کب کیسے ہوا مُجھے کچھ نہیں پتہ میں تو تمھاری محبت میں ساری زندگی گذارنا چاہتی ہوں۔ بیہ کو حسن واپس کرنے والی تھی، یہ میں نے کیا کیا روح کو فرسا خبر سن لی کے میں ماں کے درجے کو فائز ہو گئی ہوں۔ میں دنیا کی پہلی ماں ہوں گی جو اولاد کو لے کر خوش نہیں۔ ماں بننے کی خبر دنیا کی ہر شادی شدہ عورت کے لیے روح افزا ہوتی ہے۔" امائمہ کمرے میں تاریکی کیے ابرار الحسن کی تصویر ہاتھ میں تھامے زار و قطار روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"مسز امائمہ حسن! تم دنیا کی ناشکری عورت ہو اتنی بڑی خوشخبری پر خوش ہونے کی بجائے غم و دُکھ کا اظہار کر رہی ہو۔ گنہگار تو تم ہو ہی۔ چاہے وخیال رکھنے والے شوہر کے ہوتے ہوئے نامحرم کو سوچتی اور چاہتی ہو۔ میں کوئی کھلونا نہیں جسے تم بیہ کو واپس کرنا چاہتی ہو۔ میں جیتا جاگتا انسان ہوں۔ میری اپنی زندگی اپنی چاہت و خواہشات ہیں۔ میں اپنی بیوی سے بے حد محبت کرتا ہوں۔ وہ بات الگ ہے کے میری بیوی کو وفا و چاہت کی قدر نہیں ہے۔ بھر حال سب باتیں اپنی جگہ لیکن اپنے بچے کو لے کے میں کوئی کمپرومائز

http://paksociety.com

نہیں کرونگا۔ مُجھے میری اولاد صحت مند و تندرست اپنے ہاتھوں میں چاہیے۔ تم نے ہر طرح سے میری اولاد کا خیال رکھنا ہے۔ تم اپنا خیال رکھو نہ رکھو مُجھے اب اس بات سے کوئی غرض نہیں۔۔" حسن نے امائمہ کو سختی سے تھاما ہوا تھا۔

حسن کی انگلیاں امائمہ کے نرم ہاتھوں میں پیوست ہوئیں۔ تکلیف سے وہ سی سی کر رہی تھی۔ حسن کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔ حسن کا حکم آمیز لہجہ امائمہ کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔ حسن مزید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ موبائیل فون بجنے لگا تھا۔

"ہاں یار! ہارون تو بلکل فکر نہ کر جو اور جیسا میں کہا ہے۔ اس پر عمل کر، شکر ادا کر کے رب تعالیٰ نے پاکباز، پاکیزہ عورت سے تیرا نکاح کروایا۔ بھابھی صرف تُجھے ہی چاہتی ہیں۔ تو نے ان کے ساتھ کتنا ناروا سلوک اختیار کیا۔ ان کی تذلیل کی۔ طنزیہ حقارت بھرا لہجہ استعمال کیا۔ انہیں اپنی چاہت سے محروم رکھا۔ میرے یار تیرے ہر ستم کو وہ خندہ پیشانی سے سہتی چلی گئیں۔ تیری بہن اور بھابی نے کس طرح کا رویہ رور کھا۔ وہ اپنا گھر بسانے اور بچانے میں ہر طرح سے مصروف رہیں۔ وہ روز اول کی مانند ہی تُجھے چاہتی ہیں۔ ہم نے تو محبتوں چاہتوں کی برسات کر دی۔ پھر بھی تشنگی ہماری ذات کا مقدر ٹھہری ہے، واقعی کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے ضرورت سے زیادہ محبت کی کوئی قدر نہیں کرتا۔ میں نے بیہ کو چھوڑ کر وہ لڑکی جو پور پور میری محبت میں ڈوبی ہے۔ جسکی ہر مناجات میں شامل ہوں۔ میں نے اسے رد کر دیا میں نے اک نیکی کی۔ اپنی بھائی کی منگیتر کو اپنایا اسکی زیست کو محبت و چاہتوں کے رنگوں سے مزین کرنا چاہا۔ ایسی لڑکی کو زندگی کا ساتھی بنایا جس کی زندگی سے خوشیاں روٹھ گئیں تھیں۔ اسے خوشیاں دینی چاہیے۔ بدلے میں مُجھے کیا ملا ہمیشہ ہی میرے جذبات کی تذلیل کی گئی۔ میری ذات کی نفی کی گئی۔ ازدواجی زندگی کا حسن میاں بیوی کے اک ہو کر چلنے سے میں نے ہر طرح سے کمپرومائز کیا۔ ہمیشہ زوجہ محترمہ کے جذبات کا خیال کیا، بدلے میں مُجھے فقط نارسائی کا دُکھ ہی ملا۔ سچی محبت کرنے والوں کے مقدر میں صرف نہ رسائی ہی ہے۔ اتنی محبت دی اور یہ زوجہ اونہ چھوڑیا رنہ شکرے انسان خوشیوں کے قابل ہی نہیں ہوتے۔۔" حسن اپنے بچپن کے جگری دوست ہارون ستار مغل سے فون پر بات کرتا ہوا اسٹڈی روم چلا گیا تھا۔۔ امائمہ اس کے طرز تخاطب پر ششدر رہ گئی تھی حسن کس طرح طنز و تنفر سے کہہ وہ متحیر سی سن بیٹھی رہ گئی تھی۔ اس طرح سے تو حسن نے کبھی بات نہ کی تھی آج تو اس نے امائمہ کی ذات کے بخیے ہی ادھیڑ کر رکھ دیے تھے۔ امائمہ احتسابی عمل سے گزر رہی تھی

☆☆☆☆

http://paksociety.com

"بھابھی آج اس اسد کی امی بہن آنے والی ہیں۔شام پانچ بجے۔۔۔"رانیہ کچن میں نگٹس بنا رہی تھی۔کہ عریشہ کی خوشی سے کھنکھناتی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"آج شام کی چائے پر ناشتے میں چکن نگٹس،زینگر برگر،فرینچ فرائز،چپس،نمکو،مکس بسکٹس،کولڈ ڈرنگ چائے یہ سب بنا کر رکھ لو نگی ڈنر باہر سے منگوائیں گے۔۔"سونیا بھابھی خوشی سی چہک رہی تھیں۔

"واہ عریشہ!زبردست۔"رانیہ ان لوگوں کو باتوں میں مصروف دیکھ رہی تھی۔۔

شام پانچ بجے اسد کی امی اور بہن آچکی تھیں۔

"جی آپ کون۔۔۔"رانیہ ہارون مغل کی منتظر تھی۔رانیہ نے ڈور بیل بجنے پر کھولا تھا۔کالی سیاہ رنگت کی حامل،بھرے جسم،موٹے بھدے نین نقش اس پر انکا پہناوا۔وائٹ ٹراؤزر بلیک دوپٹہ لیلن کی ڈھیلی ڈھالی پرنٹڈ قمیص۔رانیہ کو اچھنبا ہوا تھا۔تبھی حیرانگی سے پوچھ رہی تھی۔

"باجی!آپ کون ہو؟؟؟آپ تو کسی ڈرامے فلم کی ہیروئن لگ رہی ہو۔۔

رانیہ کی میدہ سی وائٹ رنگت پر مہرون کلر کا بوتیک سوٹ جچ رہا تھا۔ہارون کے اسرار پر اس نے لائٹ نچرل کلر کا میک اپ کیا ہوا تھا۔ہارون اسے ٹی ٹائم پر پک کرنے والا تھا۔وہ ہارون کے انتظار میں تھی تبھی ایک بیل پر گیٹ کھول دیا تھا۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے۔۔؟"رانیہ ان کی باتوں کو نظر انداز کرتی بولی تھی۔۔

"ہمیں عریشہ سے ملنا ہے۔"دبلی پتلی لڑکی جھٹ سے بولی تھی۔اس کے دانت اتنے پیلے تھے کے رانیہ نے منہ دوسری جانب کر لیا تھا۔۔

"آپ کون ہو؟"رانیہ نے چڑ کر پوچھا تھا۔ان کے وجود سے عجیب سی بساند آرہی تھی۔رانیہ کو کوفت ہو رہی تھی۔وہ اب کی بار برہمی سے بولی تھی۔سونیا بھابی رانیہ کو کافی دیر سے گیٹ پر کھڑی بحث کرتے دیکھ رہی تھی۔بالآخر کاؤچ پر موبائیل رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اور آکر رانیہ کے برابر میں کھڑی ہوئی تھی۔

"رانیہ کیا ہوا۔کون ہیں یہ لوگ۔"

http://paksociety.com

"بھابھی! یہی تو میں پوچھ رہی ہوں۔ پتہ نہیں کون ہیں یہ لوگ۔۔۔" رانیہ نے بے ذاری سے کہا تھا۔۔

"باجی! ہمیں عریشہ سے ملنا ہے۔۔

"آپ ہو کون۔؟" سونیا بھابھی حیرت سے بولی تھی۔

"وہ جی ہم اسد کی امی اور بہن ہیں۔۔" رانیہ اور سونیا بھابھی حیرت سے ایک دوسرے کو تک رہی تھیں۔ ان کا پہناوا ان کی لینگویج صاف بتا رہے تھے کے وہ لوگ کون ہیں۔ عریشہ تو انہیں دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی۔

"بھابھی! یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ اسد کی امی بہن کی تصویر ہے میرے پاس۔"

عریشہ نے کہتے ہوئے موبائیل آن کیا تھا اور تصویریں دکھانا شروع کی تھی۔۔

"رانی! چل میری دھی جلدی سے چل یہاں سے اس سے پہلے کے یہ لوگ ہمیں مارتے ہوئے بے عزت کر کے اس گھر سے نکال دیں۔ محلے میں تماشہ بن جائے۔ پچھلی بار یاد ہے نہ جو ہم فاطمہ کے گھر گئے تھے۔ اسکی تو گلی کے بچوں تک نے مار مار کر ہمیں آدھ مرا کر ڈالا تھا۔ اسد کی تو عادت ہی ہے۔ نیٹ کیفے جا کر گھنٹوں انٹرنیٹ پر خوبصورت لڑکیوں سے انٹرنیٹ پر دوستی کرتا ہے۔ انجان خوبصورت لوگوں کی تصویریں دُکھاتا ہے۔ ہم کر سچن ہیں۔ اور اسد نہ جانے کیا کیا جھوٹ بول کر اتنے اچھے گھرانے کی پڑھی لکھی لڑکیوں کو بے وقوف بنا لیتا ہے۔ بیٹا ہمیں معاف کر دینا اسد کی عادت نہیں فطرت ہے فلرٹ کرنا۔ اب آئندہ ہم اس کی بات میں کبھی بھی نہیں آئیں گے۔" جمیلہ بیگم روانی سے کہہ رہی تھی۔

"ماں! سارا قصور کیا میرے ویر کا ہی ہے۔ یہ امیر گھرانوں کی لڑکیاں کونسی پاکباز ہوتی ہیں۔ چکر چلاتے انہیں اپنے گھر کی عزت کی فکر نہیں ہوتی۔ ماں باپ کے ہوتے ہوئے خود ہی بر ڈھونڈنے میں لگی رہتی ہیں۔ ارے ماں ہم غریب بھلے ہیں۔ کم از کم ماں باپ کی عزت و آبرو کی فکر تو کرتے ہیں۔ سہولیات کا نہ جائز فائدہ تو نہیں اٹھاتے نا۔" رانی تنفر و حقارت سے کہہ رہی تھی۔ عریشہ کی نظریں شرم سے جھکی ہوئی تھی۔ رانی کی باتوں نے عریشہ کو آئینہ دیکھا دیا تھا جس میں اسے اپنا چہرہ سیاہ نظر آ رہا تھا۔

"رانی! بس تو چپ کر جا۔ نہ ہی اب کہیں رشتہ لے کر جائیں گے۔ ہم غریب ضرور ہیں لیکن عزت بے عزت کا ہمیں بھی علم ہے۔ آپ کہاں امیر ترین اور ہم کہاں غریب غرباء، اک وقت کی روٹی کھا لیں تو دوسرے وقت کی خبر نہیں۔۔" جمیلہ بیگم نے رانی کو

ڈپٹ کر جھڑکا تھا۔رانی منہ بنا کر چلی گئی تھی۔جمیلہ بیگم بھی معافی مانگتی ہوئی فورا بیٹی کے پیچھے چلی گئی تھیں ماں بہن اسد کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔عریشہ روتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی تھی۔سونیا بھابھی نے غصے میں دروازہ بند کر لیا تھا۔۔

"عریشہ!روؤ نہیں۔شکر ادا کرو کے سچائی تمھارے سامنے آگئی ہے۔وہ جھوٹا دھوکے باز شخص اگر دھوکے سے شادی کر لیتا تو۔۔۔تو ہو ہی گئی تھی زندگی برباد۔"رانیہ اس کے ہاتھ ہاتھوں میں تھامے آہستگی سے کہہ رہی تھی۔

"بھابھی!مُجھے معاف کر دیں میں نے ہمیشہ آپکی انسلٹ کی۔آپ نے ہمیشہ ہی میرا بھلا چاہا۔آپ تو کہتی ہی تھیں کہ یہ محبت نہیں دھوکہ ہے۔میں ہی دھوکہ میں خوشی میں مگن تھی۔ٹھوکر انہی لوگوں کو لگتی ہے جو دوسروں کی نصیحت کو خاطر میں نہیں لاتے۔کاش کہ میں نے آپ کی بات مان لی ہوتی تو آج یے سب نہ ہوتا۔ہمیں کوئی بھی شخص اس وقت تک تکلیف نہیں پھنچا سکتا۔جب تک ہم خود اسے حق نہ دیں۔۔"عریشہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔سر ندامت سے جھکائے پشیمانی سے کہہ رہی تھی۔رانیہ نے اسے گلے لگ کر معاف کر دیا تھا۔سونیا بھابھی شرمندہ سی سر جھکائے کھڑی تھیں۔عریشہ رانیہ کی عمدہ عادت و اخلاق کی دل سے معترف ہو گئی تھی۔۔

☆☆☆☆

"امی جی!او سوری مما جانی۔میں کل شام کی فلائٹ سے اپنی نئی نویلی خوبصورت چاہنے والی زوجہ محترمہ کے ہمراہ اسلامہ آباد سے مری،کاغمان،ناران،سوات،تمام شمالی علاقہ جات گھومنے جا رہا ہوں،20،سے 25 دن کا ٹرپ ہے۔"ناشتہ کی ٹیبل پر ریان احمد یمنی کو دیکھ کر مسکراتا ہوا چہک رہا تھا ام ہانی نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ریان احمد کی خرافات بھرتی بے باکانہ گفتگو پر وہ شرم سے سرخ ہوئے جا رہی تھی۔یمنی کی نگاہوں میں اتنی حقارت تھی کہ ام بانی ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھ نہیں پائی تھی۔

"بیٹا!یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن نکاح اور ولیمہ مسنوں ہے۔تم ولیمہ کیے بنا نہیں جا سکتے۔۔"عائشہ بیگم پر شفقت انداز میں کہہ رہی تھی۔من ہی من میں وہ رب کی شکر گذار تھیں۔کہ ریان احمد اور ام بانی نے ایک دوسرے کو اپناتے ہوئے خوش گوار ازدواجی زندگی کا آغاز کر لیا ہے۔ماں تھیں بچوں کے لیے ہمہ وقت دعا گو رہتی تھیں۔ماں کی دعا سے ہی ہماری زندگی میں خوشیوں کا نزول ہوتا ہے۔ماں کی دعا سے ہی راحتوں و چاہتوں کا احساس ہوتا ہے۔ہماری زندگی میں اگر ہم خوش و مطمعن ہوتے ہیں تو سارا کمال ماں

http://paksociety.com

کی دعاؤں کا ہوتا ہے۔ ہنستی ہے مسکراتی ہے ہم سے اپنے درد چھپاتی ہے۔ ماں ہی تو ہے جو ہمارے لیے ہر درد کو سہتی ہے۔ اور ہمیں ظاہر یہی نہیں ہونے دیتی۔ ریان احمد ماں کے چہرے پہ رقصاں خوشی دیکھ کر خوش تھا۔

"مما جی! ریان احمد کا ولیمہ شاندار سا ہونا چاہیے۔ ہم گھوم پھر کر آجائیں تب تک آپ ساری تیاری کر لیجئے گا۔ انٹینئر ڈزائینز آئے گا۔ میرا روم اچھا سا دلہن کے استقبال کے لیے سجوا لیجئے، فرنیچر بھی تبدیل کروا لیجئے گا۔" ام ہانی نے سر اٹھا کر ریان احمد کو دیکھا تھا۔ جس کی شوخ سی گفتگو پر وہ شرم سے سرخ ہوئے جا رہی تھی۔ ریان احمد نے ام ہانی کو آنکھ ماری تھی اور معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔۔ ام ہانی اٹھ کر روم میں آگئی تھی۔ وہ ریان احمد کی محبتوں اور شدتوں کو تو دیکھ ہی چکی تھی، برت چکی تھی۔ اتنی محبت و چاہت تو اس نے کبھی تصور بھی نہیں کی تھی۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔

"اے میرے مولا کریم! بیشک تو غفور و رحیم ہے۔ مُجھے میری اوقات سے بڑھ کر خوشیاں دی ہیں۔ بس رب کریم ان خوشیوں کو دائمی رکھنا کبھی بھی ان خوشیوں اور محبتوں میں کمی نہ آنے دینا۔ آمین۔"

ام ہانی قبلہ رو کھڑی تھی دونوں ہاتھ دعا کے لیے بلند تھے۔ ریان احمد نے پیچھے سے آکر اسے بانہوں میں بھر لیا تھا۔ اور دونوں ہاتھ ام ہانی کے کے ہاتھوں سے ملا کر باآواز بلند دعا کرنے لگا تھا

"میری جان انشا اللہ پاک ہماری خوشیاں اور محبتیں ہمیشہ بڑھیں گی۔ فکر نہ کرو میری دعا ہے ہماری محبت اور خوشی کو کسی کی نظر نہ لگے رب تعالی حاسدین کے حسد سے بچائے۔ آمین۔" ام ہانی نے محبت سے مخمور ہو کر سر ریان احمد کے سینے سے ٹکا دیا تھا۔

ریان احمد نے اپنی متاع جان کو محبت سے بازوؤں میں بھر لیا تھا۔ "شکریہ ام میری زندگی میں آنے کے لیے اتنی محبت و چاہت کے لیے۔ میں تو محبت کی شدتوں سے ناواقف تھا۔ محبت ہے کیا، مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔ تم نے میری زندگی کو اپنے وجود کی دلنشی خوشبو سے مہکا دیا ہے۔ میرا من تمہاری محبت سے منور ہے۔" ریان احمد شاد و مسرور سا ام ہانی کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔ یمنیٰ دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی تھی۔ وہ تو یہ منظر دیکھ کر جل کر خاکستر ہو گئی تھی۔ غم و غصے کی شدت سے چہرے کے خوبصورت عضلات تن گئے تھے۔

☆☆☆☆

"امائمہ تم بھول گئی ہو کہ میں کیا کہا کرتا تھا۔ میرے مرنے کے بعد میری روح سے بس اتنی وفا کرنا جب میری یاد آئے میری مغفرت کی دعا کرنا تم نے کب کی میری مغفرت کی دعا، ہمیشہ میری روح کو تکلیف دی ہے۔ ہمارے ماننے نہ ماننے سے کچھ فرق نہیں پڑتا سچائی اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔۔ حقیقت کو تسلیم نہ کرنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہو جاتی حقیقت ہمیشہ حقیقت ہی رہتی ہے۔

امائمہ کبھی آپ نے سورج نکلتے دیکھا ہے کہ رات کی تمام سیاہی نگل کر سورج کس طرح نمودار ہوا کرتا ہے ایسی اندھیری رات جس میں ہاتھ میں ہاتھ سجھائی نہیں دیتا صبح ہوتے ہی کے سے غائب ہو جاتی ہے اور ہمیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے اندھیرا ہوا ہی نہیں تھا یہ ہی مثال زندگی کے زخموں کی ہے ان پر جب کھرنڈ آجائے تو نوچ نوچ کر ہمیں ان زخموں کو تازہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ بھول جانا چاہیے ہر بات کو بھلا دے نہ ہی عافیت کی نشانی ہوا کرتی ہے میں بھی اسی اندھیرے کی مانند ہوں جیسے حسن نے مٹا دیا ہے صفحہ ہستی سے باری تعالی نے مٹایا ہے اس کی رضا میں راضی کب ہو گی میں اک زخم ہوں جو مندمل ہو چکے ہیں جن پر کھرنڈ آتا ہے۔ تم اسے بے دردی سے کھرچ کھرچ کر تازہ کر دیتی ہو تم مُجھے بھلا دو اپنی زندگی میں خوشیاں کشید کرو حسن چاہنے والا، خیال رکھنے والا ہمسفر ہے اس کی سنگت پر افسردہ ہونے کی بجائے نازاں اور شکر گزار ہونا چاہیے۔ امائمہ مجھے بھلا کر حسن کا ہاتھ تھام کر زندگی کی رنگینوں میں گم ہو جاؤ۔ تم پر رب تعالی کی خاص عنایت ہوئی اس کی رحمت تم پر مہربان ہوئی ہے اپنا اور آنے والا نومولود کو بے حد خیال رکھنا مجھے فقط دعاؤں میں یاد رکھنا میں تو بس

خواب اور خیال ہوں حقیقت تو حسن ہے

خواب سی حقیقت ہے

پھول جیسے چہروں نے

خواب جیسے لوگوں نے

مجھ کو گھیر رکھا ہے

اور پہر قیامت ہے

مجھ سے شعر سنتے ہیں

http://paksociety.com

حال دل سناتے ہیں

بات بات پر پاگل

قہقہے لگاتے ہیں

جانتے نہیں ان سے

لوگ جلتے جاتے ہیں

خواب جیسے لوگوں کو

پھول جیسے جزبوں سے

دل گلاب ہوتا ہے

سوچتا ہوں میں اکثر

یہ حسین لمحہ بھی

بھی کس قدر غنیمت ہے

میرے چار جانب ہی

پھول کھلتے رہتے ہیں

یہ بھی کیا محبت ہے

خواب جیسے لوگوں کو

پھول جیسے جذبوں کو

اس دیار نفرت میں

یا کسی عداوت میں

http://paksociety.com

خاک ہی نہ کر دینا

اور سچ یاد آیا

میں فقط تخیل ہوں

میں کہاں حقیقت ہوں

کب تمہاری عادت ہوں

میں تو بس ضرورت ہوں

اور مجھ ضرورت کو

جب تمہیں ضرورت ہو

صرف یاد کر لینا اور مسکرا دینا

خواب جیسے لوگ تم

پھول سے جذبوں کو

مت رکھیں گنوا دینا

خواب سی حقیقت ہے

"امائمہ میں جا رہا ہوں پلیز اب کبھی بھی مجھے واپس نہ بلانا۔۔"خوبصورت سے پھولوں سے بھرے باغ میں بینچ پر امائمہ ابرار کا ہاتھ تھامے رو رہی رہی تھی۔ اور ابرار ہاتھ چھڑا کر چلا گیا تھا۔ وہ اسے روکنا چاہ رہی تھی روک نہیں پا رہی تھی۔ آواز دینا چاہ رہی تھی آواز ہی حلق میں گم تھی۔

"ابرار!"رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا۔ امائمہ سوتے میں چلا کر اٹھ کر بیٹھی تھی۔ حسن لیپ ٹاپ پر آفس ورک کمپلیٹ کر رہا تھا۔ امائمہ کے چلانے پر فورا لیپ ٹاپ سائیڈ میں رکھ کر اس کی جانب آیا تھا۔

http://paksociety.com

"امائمہ! کیا ہوا۔ تم ٹھیک ہو؟" حسن کے لہجے میں فکر مندی تھی۔ امائمہ حسن کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

"حسن! مجھے معاف کر دو۔" حسن کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے مٹھیوں میں بھینچے ہوئے زارو قطار روتے ہوئے شکستہ سے انداز میں کہہ رہی تھی۔ حسن نے امائمہ کو محبت سے بانہوں میں بھرا تھا۔

"افففف۔ میں کسطرح سنبھالوں، اس لڑکی نے تو مُجھے تھکا سا دیا ہے۔ کتنی محبت ہے میرے دل میں دل چیر کر دکھاؤں کیا۔ نجانے کب میری محبت پر یقین آئے گا۔ نجانے کب ابرار بھائی کی موت کی حقیقت کو تسلیم کرے گی۔" حسن محض سوچ کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆

ایسا نہیں تھا کے میں نے اس رب العظیم سے مانگا نہیں تھا نہ جانے کتنی راتیں تہجد میں گذاریں میں نے۔ کتنی ہی مناجات کی تھی۔ من ہی من میں۔ ایسا نہیں تھا کہ میری محبت پاکیزہ نہ تھی۔ کبھی آنکھ بھر کر اسے اس اجنبی کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ صرف اس کی باتوں سے اس پر اعتبار کر لیا تھا۔ اس کے اسٹیٹس کی پس منظر میں اس کی شخصیت کی جھلک دُکھائی دیتی تھی۔ مُجھے عشق مجازی نے عشق حقیقی سے ملا دیا۔ من اس کے لیے ہمہ وقت دعا گو رہتا۔ نہ جانے کتنے خواب سنجو لیے۔ باری تعالیٰ سے اسے راتوں کی تنہائیوں میں مانگا مگر وہ نہ ملا۔ بیشک میں نے ایسا کچھ مانگ لیا تھا جو میرے حق میں بہتر نہ تھا۔ ورنہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کے میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر اضطرابی کیفیت میں مناجات کروں اور وہ مناجات رد کر دی جائے۔ رانیہ بھابھی مجھے کتنا سمجھاتی ہیں۔ لیکن زمانہ لاکھ سمجھائے

سنبھل جاؤ

وہ ایسا ہے وہ ویسا ہے۔

سمجھ میں کچھ نہیں آتا

سماعت اور بصارت کو سجھائی کچھ نہیں دیتا

سمجھ آتا ہے اس لمحے

کہ جب دامن میں

لاکھوں چھید ہو جائیں

http://paksociety.com

عیاں سب بھید ہو جائیں

محبت میں کبھی

دورائے کا امکان نہیں ہوتا

یہ ہوتی ہے تو

بس ہوتی ہے

واقعی ہی سچ کہا ہے کسی نے کہ وقت کے سمجھانے کا طریقہ سخت اور کرب ناک ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ وقت کی سمجھائی بات حتمی ہوتی ہے۔ اور ساری زندگی کے لیے سمجھ میں آجاتی ہے۔ میرا رب وہ ہے جو مشرق والوں کو دیکھتا ہے تو مغرب والوں کو نہیں بھولتا۔ جو آسمانوں کا نظام چلاتے ہوئے سمندروں کا نظام چلانا نہیں بھولتا۔ جو رات کے اندھیروں میں سجدہ کرنے والوں کو دیکھتا ہے۔ تو برائی کی محفلوں سے غافل نہیں ہوتا۔ پھر وہ ساری محبتیں دکھا کر پوچھتا ہے بتا کون ہے تیرا میرے سوا؟ اور بے شک رب کے سوا کوئی بھی ہمارا اپنا نہیں۔ ایک وہی پاک ذات ہے جو اپنے بندوں سے سچی خالص محبت کرتا ہے۔ ہم کتنے ہی غافل ہو جائیں۔ دنیا ہمارا دل دکھاتی ہے۔ ہم غفلت کے حصار سے نکل کر اسی پاک ذات کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ وہ رب اس کی شان کیا اعلٰی ہے کہ وہ ہمیں ٹھکراتا نہیں ہمیشہ سہارا دیتا ہے۔ ہمارے دکھ سمیٹ لیتا ہے۔ بے شک وہ رب تو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ ایک وہی ذات ہے جو ہمیں روتا بکھرتا تڑپتا بکھرتا نہیں دیکھ سکتی۔

عریشہ رات کی تنہائی میں مصلٰی بچھائے سوچوں کی وادیوں میں بھٹک رہی تھی۔ اسے کسی لمحہ قرار نہیں مل رہا تھا۔

رب کی بارگاہ میں رو رو کر سکون قلب کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ دل درد سے بھرا ہوا تھا۔ عریشہ کی سسکیوں سے اس کا کمرہ گونج رہا تھا۔ رانیہ نے آہستگی سے کمرے میں آکر دروازہ لاک کیا تھا۔ دبے پاؤں چلتے ہوئے عریشہ کے برابر آکر بیٹھی تھی۔ عریشہ نے نظریں اٹھا کر دیکھا تھا اور رانیہ کے گلے لگ کے رو دی تھی۔

"عریشہ سنبھالو خود کو۔۔۔۔ عریشہ ہماری زندگی میں ایک ہی چیز ہے۔ جو ہمیں مضبوط یا کمزور بنا سکتی ہے۔ اور وہ ہے محبت۔ محبت ہمیں جی بھر کر خوار کرواتی ہے۔ محبت ہمارے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتی ہے۔ کبھی ہماری آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے ہونے کا احساس

اتنی شدت سے کراتی ہے کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہم خوشکن حصار میں مقید ہیں۔یہی محبت کبھی ہمیں یقین اور اعتبار کی سیڑھی سے اتنے زور سے گراتی ہے کہ ہم ساری زندگی سر اٹھا کر چلنے کی ہمت نہیں کر پاتے۔عریشہ تم نے غلط انسان سے توقعات وابستہ کی ہوئی تھیں۔سوشل میڈیا پر محبت کی بنیاد کبھی بھی مضبوط نہیں ہو سکتی۔انٹرنیٹ کے ذریعے بننے والے رشتے کبھی بھی پائیدار نہیں ہو سکتے۔کسی کی اچھی اچھی باتیں کاپی پیسٹ کرنے سے اپنی وال،ٹائم لائن،سجانے سے ضروری نہیں اسکا کردار بھی ان خوبصورت باتوں کی عکاسی کرتا ہو۔اس طرح اندھا اعتماد ہمیشہ ہی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔یہ سب تو ہونا ہی تھا۔جو ہوا اسے بھول جاؤ میں مزید تمہارے دل کو درد سے آشنا نہیں کرنا چاہتی۔بس عریشہ اسے بھیانک خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔"

رانیہ اسکے بالوں میں انگلیاں بھیرتے ہوئے محبت و اپنائیت بھرے انداز میں سمجھا رہی تھی"بھابھی میں نے اسد سے سچی محبت کی تھی۔مجھے نہیں پتہ تھا مجھے محبت کہ بدلے دھوکہ مل رہا ہے عریشہ نے دُکھی لہجے میں بمشکل کہا تھا۔

عریشہ میری چند امجھے پتہ ہے تم اس کے ساتھ فیئر تھیں عریشہ پر محبت کے نصیب میں منزل نہیں ہوتی اس لیے پا لینے کی لگن کے ساتھ کھو دینے کا ظرف بھی ہونا چاہیے۔

بھابھی میرے ساتھ ہی ایسا کیوں؟میں نے کبھی کسی کا برا نہیں سوچا چاہنا تو بہت دور کی بات ہے۔زندگی اتنی گم صم،اداس اور خاموش سی کیوں ہو گئی ہے۔میں اپنی ہی زات سے تنگ آگئی ہوں مجھے اپنا ہی وجود دنیا پر بوجھ محسوس ہوتا ہے۔مُجھے کسی کی کوئی بھی مثبت بات متاثر نہیں کر رہی۔آنکھیں ویران۔سوچوں پر قفل پڑا ہے۔میرا دل پرانے ویران کھنڈر میں تبدیل ہو چکا ہے۔وقت نے مُجھے صحرا کی تپتی ریت پر لا کھڑا کیا ہے۔صحرا کی ریت کی تپش سے میرا دل جھلس رہا ہے۔بھابھی میرا دل ضد پر اتر آیا ہے۔جو شخص مجھے چھوڑ گیا ہے میرا دل اسی کا تمنائی بنا ہوا ہے۔جو چیز میری پہنچ میں نہیں وہی میرا حصول مقصد بن گیا ہے۔بھابھی جی چاہتا ہے اسی طرح روتی تڑپتی رہوں۔اسد آکر مُجھے محبت سے سمیٹ لے۔یا میں رات کی ویرانی میں کہیں دور چلی جاؤں۔"عریشہ ٹوٹ کر بکھر رہی تھی۔رانیہ کی آنکھیں اس کی باتوں سے نم ہو چکی تھیں۔

"عریشہ جب ہم محبت سے لبریز ہو کر بے سمت راستوں پر نکل جائے تو دل خالی ہو جاتا ہے اور جب دل خالی ہو جائے تو اس میں عریشہ اللہ پاک صبر کرنے والوں وحشت بسیرا کر لیتی ہے۔۔۔یعنی محبت کا انجام صرف وحشت ہے۔۔۔۔۔۔صرف وحشت۔کے ساتھ ہے تم صبر کرو۔تمہارے حق میں یہی بہتر ہے وہ شخص تمہارے قابل نہیں ہے۔اسد اور تمہارا جوڑ نہیں ہے۔کسی بھی

http://paksociety.com

لحاظ سے وہ تمہارے قابل نہیں ہے۔ جھوٹ کی بنیاد پر رشتے نہیں بنتے اس جھوٹے مکار دوغلے انسان نے تمہارے جذبات کے ساتھ کھیلا ہے تمہاری پاکیزہ محبت کو رسوا کیا ہے۔ دیکھنا، تمام عمر سکون کے لیے ترسے گا اسے سکون نصیب نہیں ہو گا۔ جو لوگ دوسروں کو بے سکون کرتے ہیں وہ خود ہمیشہ بے سکون رہتے ہیں۔ انسان کو کوشش کرنی چاہیے اسکی ذات دوسروں کے لیے تکلیف واذیت کا باعث ہر گز نہ بنے۔ رانیہ اپنی نرم طبیعت کے باعث دھیمے سے اسے سمجھا رہی تھی۔

"اپنی زندگی میں بے سکونی کے ذمہ دار ہم خود ہوتے ہیں۔ ہم اگر اپنی حدود میں رہیں تو ہی فضول فکروں سے بچ سکتے ہیں۔" رانیہ بس سوچوں میں غلطاں تھی

☆☆☆☆

"رانیہ! تم سے کچھ ضروری باتیں ڈسکس کرنی ہیں۔" ہارون رانیہ کو کباب جیز ریسٹورنٹ میں لے کر آیا تھا۔ رانیہ ہارون کو سنجیدہ دیکھ کر ٹھٹھک گئی تھی۔

"خیریت!" رانیہ نے آئی برو کو سکیڑ کر استعجابیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"خیریت ہی تو نہیں یار۔۔۔۔" ہارون نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا تھا۔ اب آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ رانیہ فکر مندی سے بولی تھی۔

"ارے یار! بس کیا بتاؤں، اپنوں پر اپنے سے زیادہ بھروسہ کیا اور بدلے میں کیا ملا صرف دھوکہ شعیب بھائی اور سونیا بھابی دونوں نے میری دن رات کی محنت سے کمائی گئی دولت پر نظریں گاڑے بیٹے رہے اور میرے اکاؤنٹ خالی کرتے رہے میں نے شک نہ کیا، میرے ایمپلائی نے بارہا کہا لیکن میں ایسا، کبھی سوچ ہی نہ سکا، اور اس رات میں دیر سے گھر آیا تو خود سچائی اپنے کانوں سے سن لی۔ تم سچی تھی۔ میں تم سے اپنی بد سلوکی کی معافی چاہتا ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔" ہارون مغل ندامت وپشیمانی سے کہہ ہی رہا تھا کہ رانیہ کہنے لگی۔

"پلیز اسطرح نہ رکھیں۔ مُجھے آپ سے کوئی شکوہ شکایت نہیں۔"

http://paksociety.com

"رانیہ میری تمام پراپرٹی تمہارے نام ہے۔ سونیا بھابی تو سب کچھ دھوکے سے اپنے نام کر چکی تھی۔ شکر کہ اللہ پاک نے مجھے سچائی دیکھادی۔"

"ہارون آپ نے میرے نام کیوں کیا سب کچھ۔۔۔" رانیہ چونکی تھی۔

"میں تمہارا ہوں۔ میرا سب کچھ تمہارا ہے۔" ہارون نے رانیہ کے ہاتھ تھام کر ذو معنی انداز میں کہا تھا۔ دونوں مسکرا دیے تھے۔

رانیہ کا دل رب کی بارگاہ میں شکر گزار تھا کہ اسے انصاف ملا تھا۔ سچائی ہارون کے سامنے آچکی تھی۔ وہ کتنا بھی یقین دلاتی ہارون اسے ہی مورد الزم ٹھہرا دیتا۔ اب از خود ہی اسے سب کچھ پتہ چل چکا تھا۔ جب ہم حق پر ہوتے ہیں تو کٹھنائیاں تو آتیں ہی ہیں۔ لیکن من میں راحت کا احساس تبھی ہوتا ہے جب ہمیں انصاف مل جاتا ہے۔ رانیہ کو اپنے دل میں ڈھیروں اطمینان اترا تا محسوس ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆

زرا سوچوں تو میری جان

کسی خاص فرد کے بن رہنا

جو بہت اپنا ہوتا ہے

جیسے اپنا سمجھتے ہیں

سوچوں تو دماغ کی

سوچنے سمجھنے کی

تمام تر صلاحیتیں

مفلوج ہو جاتی ہیں

زرا سوچوں تو میری جان

http://paksociety.com

سانس ٹھہر سی جاتی ہے

دھڑکن تھم سی جاتی ہے

میرے سوہنے رب

یہ دائمی جدائی کیونکر بنائی ہے

ہر زخ روح ہی رب کے بلاوے

پر لبیک کہہ کر

رخت سفر باندھ لیتا ہے

ذرا سوچوں تو میری جان

یہاں کوئی بھی کسی کا بھی

ساتھ دائمی نبھا نہیں سکتا

یہ دنیاوی محبتیں

دنیا میں ہی رہ جاتیں ہیں

زرا سوچوں تو میری جان

ماں باپ بہن بھائی

میاں بیوی عزیز و اقارب

کسی کے لیے انسان

اس دنیا میں رک نہیں سکتا

زرا سوچوں تو میری جان

http://paksociety.com

آ جآئے گر قضاء تو مہلت

لے نہیں سکتا

موت تو برحق ہے

سبھی کو آنی ہے

سبھی کو دار فانی کوچ

کر جانا ہے

جلد بدیر کس کو

کیسے جانا ہے

کسی کو بھی نہیں معلوم

ذرا سوچوں تو میری جان

دعا ہے کہ رب کریم سے

کہ وہ سبھی کو

آفات و بلیلات و حادثات

سے محفوظ ہی رکھے

ذرا سوچوں تو میری جان

نہیں خبر کہ کب تک ہے زندگی

جب تک ہے میری جان جی بھر کر جی لو زندگی

http://paksociety.com

"امائمہ! کیا کر رہی ہو؟" حسن نے امائمہ کو دوست کی دعوت پر جانے کے لیے تیار ہونے کا کہا تھا۔ وہ آفس سے آ گیا تھا۔ امائمہ رائٹنگ ٹیبل پر جھکی ڈائری لکھ رہی تھی۔ حسن نے مسکرا کر پوچھا تھا۔ امائمہ نے مسکرا کر حسن کی جانب دیکھا تھا۔ اسکی پلکوں پر نمی جھلملا رہی تھی۔

"چلو یار جلدی کرو۔" حسن کا لہجہ بشاشت بھرا ہوا تھا۔ امائمہ نے ڈائری اٹھا کر دراز میں رکھ دی تھی۔

"امائمہ! سنہری یادوں پر خواہ کتنی ہی دھول کیوں نہ پڑ جائے۔ ان کی اصلی رنگت کبھی ماند نہیں پڑ سکتی۔ ابرار کو تم کبھی بھی بھلا نہیں سکتی جس سے دل کی گہرائیوں سے محبت ہو۔ اسے انسان زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتا۔ جب ہم اپنے اندر سے درد کو ختم نہیں کر پاتے تو وہی درد ہمیں اندر ہی اندر ختم کرنے لگتا ہے۔ درد تکلیف سے کسی بشر کی زندگی مبرا نہیں۔ درد کو ضبط کرنا از حد ضروری ہے۔ یہ درد دل پر حاوی ہو کر ہمیں ہمہ وقت افسردہ رکھتا ہے۔ ہمارے اپنے ہمیں چاہنے والے ہمارا خیال رکھنے والے ہمیں اداس دیکھ کر دُکھی ہوتے ہیں۔ ہمیں اپنوں کی خاطر مسکرانا اور بخوشی جینا چاہیے۔ زندگی کی ڈور میں گر کر کنارے پر بیٹھ جانا زندگی نہیں زندگی تو مسلسل آنے جانے والی سانسوں کی مانند ہے۔ گرنا اور سنبھلنا سنبھل کر چلنا اور چلتے ہی رہنا زندگی ہے۔" حسن نے امائمہ کو شانوں سے تھاما ہوا تھا۔ محبت سے دھیرے دھیرے کہہ رہا تھا۔ امائمہ یک ٹک صرف اسے تک رہی تھی۔

"اے میڈم! خیر تو ہے نہ۔۔۔" حسن یکدم سے شوخی سے بولا تھا

"کچ۔۔۔ کچھ۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔۔" امائمہ گڑبڑا گئی تھی۔

"امائمہ! مان لو تم مُجھے چاہنے لگی ہو۔۔۔۔" حسن نے امائمہ کی پیشانی پر بوسہ لے کر ذو معنی انداز میں کہا تھا۔

"محبت اور تم سے منہ دھو رکھو۔" امائمہ نے شانوں سے ڈھلتے ڈوپٹے کو دوبارہ سے شانوں پر پھیلایا تھا۔ اور شرارت سے مسکرا کر بولی تھی۔ حسن نے امائمہ کا آنچل آہستگی سے مٹھی میں بھر کر کھینچا تھا۔ انداز شرارتی تھا۔

"تم نہیں سدھرو گے۔۔۔" امائمہ کا انداز تنبیہہ تھا۔ حسن نے امائمہ کو فرط جذبات سے گلے لگا تھا۔ دونوں کے چہرے پر آسودگی بھری مسکان رقم تھی۔

☆☆☆☆

نہ شکایتیں نہ گلہ کرے

کوئی ایسا شخص ہوا کرے

جو میرے لیے ہی سجا کرے

مجھ ہی سے باتیں کیا کرے

کبھی روئے جائے وہ بے پناہ

کبھی بے تہاشا اداس ہو

کبھی چپکے چپکے دبے قدم

میرے پیچھے آکر ہنسا کرے

میری قربتیں میری چاہتیں

کوئی یاد کرے قدم قدم

میں طویل سفر میں ہوں اگر

میری واپسی کی دعا کرے

ام ہانی فیس بک پر شاعری پڑھ رہی تھی۔

پوچھا گیا:"دعا کے لیے کیا ضروری ہے؟"

کہا:"دھیان"

پوچھا:"دھیان کیسے ملے؟"

کہا:"وجدان سے"

پوچھا:"وجدان کیا ہے؟"

http://paksociety.com

http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر مُوجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

کہا:"سارے وجود کا ایک نقطے پر مرتکز ہو جانا"

پوچھا:"کوئی مثال؟"

کہا:"کسی ماں سے اس کا بچہ اوجھل کر دو، اسے بچے کی گمشدگی کی اطلاع دے کر اسے اتنا کہہ دو کہ بس اب دعا کر! پھر دیکھو کہ ماں کا سارا وجود کیسے دعا میں ڈھل جاتا ہے۔ حالت اضطرار میں مانگی جانے والی دعا کی قبولیت کی راہ میں کوئی شے حائل نہیں ہو سکتا۔ دعا بہترین عبادت ہے۔

"واہ یہ تو بہت زبردست چیز ہے۔ میں ریان سے کہونگی مجھے بھی یہ ایپ انسٹال کر کے دیں۔ یہ پورے دو گھنٹے ہو گئے۔ ابھی تک آئے کیوں نہیں۔" ریان احمد کے خالہ دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئی تھی۔ سبھی وہاں گئے ہوئے تھے۔ یمنی کو بخار تھا وہ گھر میں تھی۔ ریان ام ہانی کا اپنا موبائل دے گیا تھا کہ وہ بور نہ ہو۔ یکدم سے کچھ گرنے کی آواز آئی تھی۔

ام ہانی نے ڈرتے ڈرتے آواز لگائی تھی۔

"کون ہے۔۔۔۔۔۔۔۔؟"

"ام! باہر نکل"

کوئی بری طرح دھاڑا تھا۔ ام ہانی بری طرح ڈر چکی تھی۔ فوراہی شہریار کے نمبر پر کال کی تھی۔

"بھائی! کال آرہی ہے بھابی کی۔" سعد نے آہستگی سے چھیڑا تھا

"تم اٹینڈ کرو۔۔۔" ریان احمد سنجیدگی سے بولا تھا۔

"ریان۔۔۔۔ پلیز جلدی گھر آیئے۔ میرا چچازاد عمران آیا ہے بہت چلا رہا ہے میں نے دروازہ لاکڈ کیا ہوا ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" ام ہانی روہانسی سی کہہ رہی تھی۔

"اوہ۔۔۔۔ بھائی۔۔۔ بھابھی کے پاس جائے جلدی سے" شہریار نے فوراہی ریان کو تمام باتیں بتادیں تھیں۔

"ریان! مُجھے بچایئے۔" عمران کانچ کا دروازہ بری طرح پیٹنے کے بعد جب نہ کھلا، تو توڑ چکا تھا۔ ام ہانی کی کلائی سختی سے ہاتھوں میں دبوچے بری طرح گھسیٹ رہا تھا۔ یمنیٰ کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"یمنیٰ پلیز مجھے بچاؤ۔۔" ام ہانی نے اسے دیکھ کر روتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہیں بچاؤں، وہ کیوں بھلا، بہت اچھا ہے کہ تمہارا کزن تمہیں لینے آ گیا، میرے ریان کو مجھ سے چھین لیا۔" یمنیٰ غصے سے دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اے کون ہو تم، میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی ہمت کیسے ہوئی۔" ریان احمد آ چکا تھا۔ ام ہانی کو یوں دیکھ کر وہ طیش میں آ گیا تھا۔

"یہ میری بچپن کی مانگ ہے۔ میری چچازاد ہے۔ میرے ہوتے ہوئے یہ نامحرم کے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے۔" عمران صاف جھوٹ کہہ رہا تھا۔

"ریان! یہ جھوٹ کہہ رہا ہے یہ مجھے بیچ دے گا، میں کسی کی کوئی مانگ نہیں۔" ام ہانی نے روتے ہوئے التجا کی تھی۔

"مجھے اپنی بیوی پر بھروسہ ہے۔" ریان احمد نے آگے بڑھ کر عمران کی گرفت سے ام ہانی کا ہاتھ آزاد کرا کر اپنی بانہوں کے حصار میں لے کر پر اعتماد لہجے میں کہا تھا۔ ام ہانی نے آنسوؤں بھری نگاہوں سے محبت و عقیدت سے ریان احمد کو دیکھا تھا۔

"چلتے بنو آئندہ اس شہر کا رخ کیا نہ تمہارے حق میں بہتر نہیں ہو گا۔" ریان احمد نے سختی سے اسے متنبہ کیا تھا۔

"اور تم تم جلد از جلد اپنے گھر جاؤ۔ مُجھے یہاں نظر نہیں آنا۔" یمنیٰ کو بھی ریان احمد نے غصے سے گھورا تھا۔ یمنیٰ غصے سے پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی تھی۔

☆☆☆☆

آج کافی ٹائم بعد تینوں دوستوں نے بمعہ فیملی ڈنر کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ریان احمد، ہارون ستار، اور حسن تینوں بہت خوش تھے۔

"ہانی، ان سے ملو یہ ہیں میرے جگری دوست حسن اور ہارون اور یہ ان کی بیگمات۔"

http://paksociety.com

آج کافی عرصے بعد تینوں دوستوں نے کے ایف سی میں ملنے کا پروگرام بنایا تھا۔

امائمہ نیوی بلیو وائٹ کنٹراسٹ میں لمبے سیاہ بالوں کو ہاف کیچر کیے پیاری لگ رہی تھی۔جب سے امائمہ نے حسن کو دل سے اپنایا تھا تو نکھری نکھری لگنے لگی تھی۔

رانیہ بلیک اور پنک کنٹرسٹ کی نیٹ کی ساڑھی میں بالوں کا سوئس رول بنائے اسموکی آئیز میک اپ میں نظر لگنے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

ام ہانی لیمن اور باٹل گرین کنتراسٹ بوتیک سوٹ میں ڈارک سے میک اپ کے ساتھ اسٹریپ کٹے بالوں کے ہمراہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

تینوں باتوں میں مشغول ہو گئیں۔تینوں پر رب کی رحمت مہربان تھی۔کچھ ہی مہینوں کے فرق سے تینوں پریگنینٹ تھیں۔ہارون ستار نے اپنے قیمتی اسمارٹ فون میں سانگ پلے کر دیا تھا۔

دور جاؤ گے

جو تم

مر جائیں گے ہم

صنم تیری قسم

خوبصورت جذبات سے بھرپور آواز گونجی تھی۔ سبھی اس میوزک کو انجوائے کر رہے تھے۔

حسن امائمہ کو بازوؤں کے حصار میں لیے کھڑا تھا۔روشنی مدہم ہونے کے سبب حسن کی پیار بھری شوخیاں جاری تھی۔ام ہانی ریان احمد کے شانے سے سر ٹکائے، آنکھیں موندے اسکے وجود سے اٹھتی پرفیوم کی دلفریب مہک کو سانسوں کے ذریعے خود میں سمو رہی تھی۔ہارون نے رانیہ کو، پیچھے سے بانہوں میں بھر کر اسکے شانے سے سر ٹکا کر آنکھیں موندے اک خوبصورت احساس میں گم موسیقی کو انجوائے کر رہا تھا۔رب تعالی نے تینوں کے من کی مناجات سن کر تینوں کی زندگی میں سکھ چین خوشی بھر دی تھی۔

☆☆☆☆

http://paksociety.com

ختم شُد

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام